بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا

سورۃ الحجرات: 6

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔"

سوالات وجوابات

بزبان

ایکس کیپٹن ڈاکٹر

مسعود الدین عثمانی

رحمۃ اللہ علیہ

ایم بی بی ایس لکھنؤ

فاضل علومِ دینیہ (وفاق المدارس ملتان)

نمبر شمار	فہرست سوالات	صفحہ نمبر
1	دیو بندی بھی توحید کی بات کرتے ہیں۔ انکے اندر ایک تبلیغی جماعت ہے جو پوری دُنیا کے اندر کام کر رہی ہے۔ آپکا ان سے کیا اختلاف ہے، انکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟	10
2	کیا مُردے کا سُنتا اور سُنانا اعتقادی مسئلہ ہے؟	11
3	اگر کسی مشرک کا نا سمجھ بچہ مر جائے تو کیا اس کا جنازہ کوئی مومن پڑھ سکتا ہے؟	11
4	ایک شخص صدقِ دل سے کلمہ پڑھتا ہے نماز ادا کرتا ہے، روزے رکھتا ہے، زکوۃ ادا کرتا ہے، حج بھی کرتا ہے۔ طاغوت کی نفی بھی کرتا ہے بس صرف داڑھی صاف کرتا ہے تو کیا وہ فاسق ہے؟	12
5	مساجد میں خطیب، مؤذن اور خدمت گار کا تنخواہ لینا کیسا ہے؟	12
6	نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنے کا کیا مسئلہ ہے؟	12
7	آپ نے اپنی سب کتابوں میں قرآن کے بعد ہر جگہ بخاری و مسلم کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ رفع یدین کے بارے میں بخاری و مسلم کی پیروی نہیں کرتے بلکہ نسبتاً کمزور احادیث کا سہارا لیتے ہیں۔ کیا یہ روّیہ صرف اس لئے اپنایا گیا ہے کہ اہل حدیث حضرات اس پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں اور آپ ہر حال میں ان کی مخالفت کرنا چاہتے ہیں، کیا ہم مسلمین اور توحید کے دعویدار، اس بات کے زیادہ حقدار نہیں کہ سنت کے مطابق عمل کریں؟	13
8	طاہر صاحب (پنج پیری) کا شاگرد کہتا ہے، یعنی اسکا مطلب ہے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ مُردے سنتے ہیں تو وہ کافر نہیں ہے۔ ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟	15
9	آپ نے احمد بن حنبل پر جس خط کے ذریعہ فتویٰ لگایا ہے، اس کا راوی مجہول ہے؟ آپ کے پاس کیا سند ہے کہ یہ بات احمد بن حنبل نے کہی ہے؟	16
10	ڈاکٹر صاحب! قبروں کی زیارت اور وہاں جا کر جو یہ کہا جاتا ہے کہ ''السلام علیکم یا اھل القبور'' اس کے بارے میں وضاحت فرمایئے۔	17
11	نماز کے بعد جو اجتماعی دُعا ہوتی ہے، اس میں اکثر مسجدوں کے امام اور وہاں کے لوگ اس طرح دُعا مانگتے کہ ''اے اللہ! اپنے نبی کے صدقے ہماری دُعاؤں کو قبول فرما''	18

نمبر شمار	فہرست سوالات	صفحہ نمبر
	اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔؟	
12	یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم مانگتے تو اللہ ہی سے ہیں، مگر نیک لوگ ہماری دُعاؤں کا سہارا بنتے ہیں وہ ہماری دُعاؤں کو اللہ تک پہنچاتے اور ان کو قبول کرواتے ہیں۔	19
13	اس طرح یہ صدقہ اور قرآن خوانی جو مرنے کے بعد کرتے ہیں، یہ بھی نہیں ہو سکتیں؟	20
14	بدعتِ احسن بھی تو ہے۔؟	20
15	علّیین اور سجّین کے بارے میں وضاحت فرمایئے۔	21
16	وتر پڑھ لینے کے بعد کیا تہجد پڑھ سکتے ہیں۔؟	22
17	ڈاکٹر صاحب! یہ شفاعت یا سفارش کا کیا معاملہ ہے؟	22
18	و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء و ک . والی آیات کے بارے میں کچھ وضاحت فرمائیں۔	24
19	ڈاکٹر صاحب! قرآن میں جو یہ بات فرمائی گئی ہے، علم غیب کے بارے میں کہ اللہ نے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی کو نہیں دیا۔	25
20	خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنانے کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔	25
21	جماعت اسلامی بھی کیا دین کا کام کر رہی ہے۔؟	26
22	جماعتِ اسلامی سے آپ علیحدہ کیوں ہوئے؟	26
23	تصوّف کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟	27
24	گنبدِ خضرٰی کی تصویر جو کہ کاغذ اور کپڑے وغیرہ پر بنی ہوتی ہے اس کو اکثر لوگ گھروں میں برکت کے لئے لٹکاتے ہیں کیا اس کو توڑ دینا یا پھاڑ دینا چاہیے؟	28
25	مقررین حسینؓ کو صحابی کہتے ہیں جب کہ صحیح تاریخ میں ہے کہ حسینؓ صحابی نہیں تھے۔ اس کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟	29
26	بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسند احمد، احمد بن حنبل کی کتاب نہیں، یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟	29
27	کیا نبی ﷺ کا سایہ تھا؟	29

نمبر شمار	فہرست سوالات	صفحہ نمبر
28	ایک شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ جن کتابوں کی وجہ سے اکابرینِ دیوبند و بریلوی، اہلحدیث، احمد بن حنبل اور ابن قیم وغیرہ غلط قرار پاتے ہیں، وہ سب فاسقین اور اندھے عقیدت مندوں کی تحریر کردہ ہیں، ان کی اپنی نہیں اور فاسق کی خبر کو قرآن ناقابلِ قبول قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الحجرات میں ارشاد ہے کہ: ''اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔۔۔'' تو پھر اس کے مطابق ان کتابوں کو کیسے صحیح قرار دیا جا سکتا ہے اور جب آسمانی کتابوں میں تحریف ہو چکی ہے تو پھر ان کتابوں میں تحریف کیا مشکل ہے؟	30
29	اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ صرف میری حمد و ثنا کرو، مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی بھی اگر تعریف و ثنا کی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اس کی وضاحت کریں۔	31
30	یزید بن معاویہؓ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟	32
31	جب آپ امام بخاری اور امام مسلم کو مانتے ہیں تو ان کی لکھی ہوئی شب برأت کی حدیث کو کیوں نہیں مانتے؟	32
32	کیا ایرانی انقلاب اسلامی انقلاب ہے؟	33
33	کیا نماز میں فاتحہ کے بعد بآوازِ بلند آمین کہنا ضروری ہے یا نہیں؟	33
34	آپ مزار پرستی کے خلاف ہیں، ان میں مدفون اولیاء کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟	34
35	کیا چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید ضروری ہے؟	34
36	یہ تقدیر کا مسئلہ کیا ہے؟	35
37	کیا یہ درست ہے کہ آدم علیہ السلام کی دُعا محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے قبول ہُوئی؟	35
38	کیا نماز دُرود پڑھے بغیر ہو جاتی ہے؟	37
39	کھجور کی گٹھلیوں پر یا دانوں پر تسبیح پڑھنا جیسا کہ آج کل لوگ کرتے ہیں، کیسا ہے؟	37
40	نمازِ استخارہ کے بارے میں بتائیے۔	37

نمبر شمار	فہرست سوالات	صفحہ نمبر
41	ڈاکٹر صاحب اگر کسی مسجد میں ''یا محمد'' ''یا رسول اللہ'' وغیرہ لکھا ہو تو ایسی مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟	38
42	صحیح حدیث سے ''جلسۂ استراحت'' اور ''تورک'' ثابت ہے۔ کیا اس کا کرنا لازم ہے؟ اگر نہیں تو اس کو حدیث سے ثابت کریں۔	38
43	کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ نبیؐ نے فرمایا ہے کہ جب میں بلند آواز سے قرأت کروں تو قرآن میں سے کچھ نہ پڑھو سوائے سورۂ فاتحہ کے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی؟	39
44	ڈاکٹر صاحب! جادو کی حیثیت کیا ہے؟ اور نبی علیہ السلام پر اسکے اثر کے متعلق بتائیے۔	40
45	ڈاکٹر صاحب کیا سورۃ الفلق اور سورۃ الناس تعویذ کی صورت میں گلے میں لٹکا سکتے ہیں؟	41
46	کیا جادو دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر حق و باطل کا فرق واضح کرنے کے لئے اُتارا گیا تھا؟	41
47	وحی کی کتنی قسمیں ہیں؟	41
48	کیا امام بخاری شافعی مسلک کے تھے؟	41
49	بتائیے کہ نظر لگ جاتی ہے یا نہیں؟	42
50	کیا شہید کا قیامت کے دن حساب کتاب ہوگا، اگر کوئی مقروض شہید ہُوا تو کیا اسکا حساب ہوگا۔؟	42
51	اگر مرنے والے کے ایصالِ ثواب کیلئے قرآن خوانی کی جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟	42
52	کیا یہ صحیح ہے کہ قیامت کے دن حافظِ قرآن کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا؟	43
53	ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بعض ساتھی اسے صحیح سمجھتے ہیں۔	44
54	اگر مومن بھائی اپنی کسی تقریب میں یا ولیمہ میں بلاتا ہے اور اس میں فوٹوگرافی ہوتی ہے تو کیا ہم اس میں شرکت کر سکتے ہیں۔؟	44
55	مونچھیں منڈوانا کیسا ہے؟	45
56	اگر قرآن ہاتھ سے گر جائے تو اس کا کیا کفارہ ہے؟ قرآن وحدیث کے مطابق جواب	45

فہرست سوالات

نمبر شمار	فہرست سوالات	صفحہ نمبر
	دیں۔	
57	بقر عید پر قربانی کرنے کے بجائے اگر کسی غریب کی مدد کر دیجائے تو کیا قربانی کا ثواب مل جائیگا؟	46
58	امام صلوٰۃ باجماعت کے دوران اگر سہواً پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور مقتدی لقمہ دے تو امام کیا کرے؟ پانچویں رکعت پوری کرے یا چوتھی رکعت کے تشہد میں بیٹھ جائے؟	46
59	نو اور دس محرم کے روزوں کے متعلق نبی ﷺ کی سنت کیا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔	46
60	نبی علیہ السلام کے نکاح کس نے پڑھائے اور ان کے گواہ کون تھے؟	47
61	عام طور پر غلام رسول اور غلام مصطفےٰ نام رکھے جاتے ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیے کہ یہ صحیح ہے یا غلط؟	48
62	ہمارے بزرگ کچھ اس طرح ذکرِ الٰہی کرتے ہیں کہ سب مل کر صرف اللہ اللہ کہے جاتے ہیں۔ اس کے متعلق فرمائیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟	48
63	جمعہ کا خطبہ کیا اُردو میں پڑھنا جائز ہے؟	49
64	نماز کی حالت میں وسوسے آتے ہیں، بتائیں کیا کروں؟	49
65	قطب شمالی اور قطب جنوبی میں چھ مہینے کے دن اور چھ مہینے کی راتیں ہوتی ہیں وہاں پر روزہ کس طرح رکھا جاسکتا ہے؟	49
66	مجبوری کی حالت میں قربانی کے جانور پر عورت کا چھری پھیرنا جائز ہے؟	50
67	وضو کے دوران کیا سلام کا جواب دے سکتے ہیں؟	50
68	جو لوگ آپ کے ساتھ نہیں ہیں کیا وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہیں کہ نہیں؟	51
69	اللہ اپنے نبی پر کس طرح درود بھیجتا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔	51
70	عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کے متعلق فرمائیں اور یہ بھی بتائیں کہ وہ کس حیثیت سے آئیں گے کیونکہ بطورِ نبی تو وہ آنہیں سکتے؟	53
71	سورۃ النساء میں آتا ہے کہ اگر کوئی اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے تو اُسے رسول کے پاس حاضر ہو	56

فہرست سوالات

نمبر شمار	فہرست سوالات	صفحہ نمبر
	کر مغفرت کی دُعا کی درخواست کرنی ہوگی۔ وضاحت فرمائیں کہ اس حکم سے کیا مراد ہے؟	
72	رُوحوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ سب ایک دن پیدا ہوئی ہیں۔ اللہ نے ان سب سے اقرار لیا تھا۔ وضاحت کریں کہ تخلیق کے بعد اور پیدائش سے قبل رُوحوں کا قیام کہاں ہوتا ہے؟	57
73	جس مسجد میں یا محمد نہ لکھا ہو یا جہاں کا امام تنخواہ نہ لیتا ہو، تو کیا وہاں جماعت سے نماز پڑھ سکتے ہیں؟	58
74	اشاعت التوحید والسنۃ کے غلام اللہ خان کے عقائد کے متعلق بتائیے۔	60
75	سوادِ اعظم میں کون لوگ شامل ہیں؟	61
76	بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ہر وقت صرف ایمان اور توحید کی ہی بات کرتے ہیں، یہی ایک موضوع ہوتا ہے۔ کچھ اور بھی ہونا چاہیے۔	61
77	کیا قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے؟	62
78	نبی ﷺ کا کیا مقام ہے؟	62
79	کیا موسیٰ علیہ السلام دُنیاوی قبر میں نمازیں پڑھتے تھے؟	62
80	ڈاکٹر صاحب یہ جو قرآن میں کہا گیا ہے کہ آپس میں تفرقہ نہ ڈالو اور نبی ﷺ نے بھی تفرقہ بازی سے منع کیا ہے بلکہ یہاں تک کہا کہ صرف ایک گروہ بخشا جائیگا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ اس کے باوجود آج کل یہاں جتنے فرقے بن رہے ہیں یا بن چکے ہیں تو اس کا کیا جواز ہے؟	63
81	کیا حرمین کے علماء صحیح مسلک پر ہیں؟	64
82	کیا اہلِ کتاب مشرک شخص کسی مومن کی نمازِ جنازہ اور نکاح پڑھا سکتا ہے؟	64
83	ہمارے یہاں چھوٹے بچوں کا بچپن میں نکاح کر دیا جاتا ہے اور بڑا ہونے پر صرف رسم ادا کی جاتی ہے اور لڑکی کو رخصت کر دیا جاتا ہے اور زوجین کی مرضی معلوم نہیں کی جاتی۔ کیا اس طرح کیا ہوا نکاح درست ہوتا ہے؟	65

نمبر شمار	فهرست سوالات	صفحہ نمبر
84	واقعۂ معراج پر روشنی ڈالیں کہ جس طرح یہ منایا جاتا ہے درست ہے؟ کیا یہ معراج جسمانی تھی؟	65
85	معراج میں کیا نبی ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟	66
86	ڈاکٹر صاحب لوگ کہتے ہیں کہ دیوبند کے علماء نے برِصغیر میں دین کا بڑا کام کیا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟	66
87	ڈاکٹر صاحب! کیا امام مہدی آئیں گے؟	68
88	جشنِ مولودِ کعبہ کی وضاحت فرمائیں۔	70
89	تبلیغی جماعت والے بھی تو توحید کی بات کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ سب کچھ اللہ سے ہوتا ہے، غیر اللہ سے کچھ نہیں ہوتا۔ وضاحت کریں۔	70
90	ڈاکٹر صاحب! ٹیلی ویژن پر مردوں اور عورتوں کا ساتھ آنا کیسا ہے؟	71
91	کیا قبرستان میں نمازِ جنازہ پڑھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟	71
92	نبی ﷺ کی صلوٰۃ الجنازہ کس نے پڑھائی؟	71
93	سفر میں فرض آدھے ہو جاتے ہیں۔ سنت اور نفل پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟	71
94	لوگ کہتے ہیں کہ ہم بزرگوں کو اس لئے پکارتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کرتے ہیں۔ اس کا کیا جواب ہے؟	72
95	اس وقت ساری دنیا کے مسلمان چار فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی۔ یہ مسلک پرستی کیا اسلام میں جائز ہے؟	74
96	شرک کے بارے میں بتائیں۔	74
97	ڈاکٹر صاحب! یہ جو قرآن میں آتا ہے جو ایمان لائے اور طاغوت سے انکار کیا، اور کہیں طاغوت کا ذکر بعد میں آتا ہے، تو طاغوت کا کیا مطلب ہے؟	76
98	ڈاکٹر صاحب! ایمان میں داخل ہونے کے بعد ضروری ہے کہ شاہ ولی اللہ اور عبدالقادر جیلانی کا انکار کیا جائے؟	76
99	ڈاکٹر صاحب! کیا بخاری میں آیا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟	76

نمبر شمار	فهرست سوالات	صفحہ نمبر
100	سب سے پہلے اللہ نے اپنی قدرت کے نور سے محمد ﷺ کو پیدا کیا۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟	77
101	قرآن میں جو آیا ہے اللّٰه نور السمٰوٰت الارض تو اس کا مطلب کیا ہے؟	77
102	سلیمان علیہ السلام کے تخت کا کیا معاملہ ہے؟	77
103	ڈاکٹر صاحب! یہ جو بخاری میں آتا ہے کہ رسول اللہؐ نے کہا صف سیدھی کرو، میں تمہیں پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں، اس کا کیا مطلب ہے؟	78
104	ڈاکٹر صاحب یہ امام جعفر اور امام باقر کون سے سلسلے کے ہیں؟	79
105	یوسف علیہ السلام کے حوالے سے سجدے کا جو ذکر ہے اس کا کیا مطلب ہے؟	79
106	ڈاکٹر صاحب! کھجور کی گٹھلیوں اور دانے والی تسبیح جو آج کل رائج ہے، ان پر تسبیح پڑھنا کیسا ہے؟	79
107	آپ اپنے عقیدے کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ دوسرے کے عقیدے پر نہ صرف تنقید کرتے ہیں بلکہ ان کو مشرک کہتے ہیں، کیا یہ اللہ کا حکم ہے یا آپ اپنی طرف سے ایسی بات کرتے ہیں۔ نیز آپ نے اپنی کتابوں میں مُردہ علماء کے حوالے دیئے ہیں زندہ علماء کے حوالے نہیں دیئے، آپ زندہ علماء کو زبانی یا تحریری طور پر ان کے غلط عقائد سے منع کیوں نہیں کرتے؟	80
108	جو فرقے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں زندہ مانتے ہیں وہ کن دلائل کے تحت؟ تفصیل سے بیان کیجئے۔	81

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1 ۔ سوال : دیوبندی بھی توحید کی بات کرتے ہیں۔ان کے اندر ایک تبلیغی جماعت ہے جو پوری دُنیا کے اندر کام کررہی ہے۔آپ کا ان سے کیا اختلاف ہے،ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: پہلی بات جو آپ نے دیوبندیوں کے بارے میں پوچھا ہے تو ان کا معاملہ یہ ہے کہ حسام الحرمین نامی ایک کتاب احمد رضا بریلوی نے دیوبندیوں کے خلاف لکھی اور مختلف علماء سے تائیدی فتوے لئے۔اسی میں اس نے یہ کہا کہ دیکھئے یہ دیوبندی نہیں مانتے کہ اللہ کے نبی ﷺ قبر میں زندہ ہیں اور ان کی یہ زندگی دُنیاوی زندگی ہے برزخی نہیں، جو سب کو حاصل ہے۔اس کے جواب میں خلیل احمد سہارنپوری صاحب اور اس زمانے کے سبھی بڑوں نے، چاہے وہ مفتی کفایت اللہ ہوں یا محمود الحسن (اسیرِ مالٹا)،سب نے مل کر اپنے عقائد واضح کئے کہ یہ غلط کہتا ہے کہ ہم اللہ کے نبی ﷺ کو قبر میں زندہ نہیں مانتے ہم صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی مانتے ہیں کہ آپ ﷺ کی یہ زندگی برزخی نہیں دُنیاوی ہے۔

پھر احمد رضا خان کی اس بات کے مقابلے میں کہ یہ قبرِ نبوی کی تحقیر کرتے ہیں،انہوں نے واضح کیا کہ یہ بھی غلط بات ہم سے منسوب کی گئی ہے،ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے جسمِ مبارک سے جو زمین مَس کررہی ہے وہ خانہ کعبہ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر عرش وکرسی سے بھی زیادہ افضل ہے یہ عقیدہ بنایا انہوں نے۔

تیسرا عقیدہ انہوں نے یہ بنایا جس میں اس بات کی تردید کہ ہم اولیاء اور انبیاء کی قبروں سے استفادہ کے بھی قائل ہیں۔

پھر انہوں نے یہ عقیدہ بنایا کہ ہم بالکل اس بات کو مانتے ہیں کہ نبی ﷺ پر اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور درُود وسلام پہنچائے جاتے ہیں۔اسی طرح بزرگوں کی قبروں سے فیض پہنچنے کا اعتراف کیا اور دوسرے عقائد بنائے۔ جو قرآن وحدیث کے خلاف اور بریلویوں کے عقائد کے مطابق ہیں۔جس کو تفصیل کے ساتھ ان کے عقائد کی کتاب ''المهند علی المفند'' مؤلفہ خلیل احمد سہارنپوری، میں دیکھا جاسکتا ہے۔ (عقائد علمائے دیوبند)

یہی حال دیوبند کی ایک شاخ تبلیغی جماعت کا ہے۔ بلکہ یہ ان سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ان کے مطابق اللہ کے نبی ﷺ اپنی قبر میں ہی زندہ نہیں بلکہ جہاں چاہے پہنچ جاتے ہیں۔قبر کی زندگی کا یہ واقعہ بیان کیا ہے اس جماعت کے سربراہ زکریا صاحب نے، کہ احمد رفاعی صاحب نے (جو صوفی اور اتحادی تھے)

555 ہجری میں قبرِ نبویؐ پر پہنچ کر شعر کہے کہ اس سے پہلے میں اپنی رُوح کو بھیجا کرتا تھا وہ آپ کی قدم بوسی کرتی تھی، اب میں خود آیا ہوں۔ ہاتھ نکالئے تاکہ میں بوسہ دوں،تو نبی ﷺ کا ہاتھ باہر نکلا اور انہوں نے بوسہ دیا۔شیخ الحدیث زکریا صاحب نے لکھا کہ یہ منظر نوے ہزار آدمیوں نے دیکھا۔دوسرا واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک نوجوان اپنی ماں کو لے کر حج کے لئے گیا۔وہاں اس کی ماں مرگئی۔اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا اور پیٹ پھول گیا۔تب اس نے دُعا کی تو دیکھا کہ تہامہ (حجاز) کی طرف سے ایک بادل آیا۔اس سے ایک آدمی ظاہر ہُوا،اس نے اپنا ہاتھ اس کی ماں کے چہرے پر پھیرا تو وہ روشن ہوگیا اور پھر پیٹ پر پھیرا تو وہ برابر ہوگیا۔ (نعوذ باللہ) تب اس نوجوان کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ میں تمہارا نبی محمد ﷺ ہوں اور پھر اس کو وصیت کی۔یہ اور اس طرح کے کتنے واقعات ہیں جس سے زکریا صاحب کی کُتب بھری پڑی ہیں۔دیکھئے فضائلِ حج،فضائلِ درُود،فضائلِ صدقات جن کا ذکر ہماری کتابوں میں آچکا ہے۔ان واقعات کی روشنی میں آپ خود اندازہ لگائیں کہ ان میں اور بریلویوں میں کیا فرق رہ گیا ہے،اور پھر ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا جواز رہ جاتا ہے۔اللہ فرماتا ہے: **ان الصلوٰة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا** (النساء:۱۰۳) کہ بیشک نماز وقت کے لحاظ سے مومنوں پر فرض کی گئی ہے۔عقیدے کے اندر یہ خرابی ہی ان کے اور ہمارے درمیان اختلاف کی اصل وجہ ہے۔

2 ۔ سوال: کیا مُردے کا سُننا اور سُنانا اعتقادی مسئلہ ہے؟

جواب: یہ کیسے اعتقادی مسئلہ نہیں ہے؟ آخر قرآن فرماتا ہے: **امن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون ط كل امن بالله و ملٰئكته و كتبه رسله** (رسول اس پیغام پر ایمان لایا جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہُوا اور اہلِ ایمان بھی۔وہ سب اللہ،اس کے فرشتوں،اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں،اللہ نے ایمان کا مسئلہ جگہ جگہ بیان فرمایا ہے کہ ہمارا رسول (ﷺ) بھی ایمان لاتا ہے۔اللہ فرماتا ہے کہ مُردہ نہیں سنتا۔آپ کہتے ہیں کہ یہ عقیدے کا مسئلہ نہیں ہے۔واہ! یہ ایسی سہل انگاری ہے اس قوم کے اندر۔یہ اعتقادی مسئلہ نہیں ہے کہ اللہ کی کتاب جو کہتی ہے وہ سچ ہے اور اس کے خلاف جو کہے وہ جھوٹا ہے، بے ایمان ہے؟

3 ۔ سوال: اگر کسی مشرک کا ناسمجھ بچہ مرجائے تو کیا اس کا جنازہ کوئی مومن پڑھ سکتا ہے؟

جواب :بالکل جائز نہیں۔ہاں اگر مومن کا بچہ ہے تو مومن اس کی نمازِ جنازہ پڑھے گا۔وجہ یہ ہے کہ بخاری کی روایت میں اللہ کے نبی ﷺ سے ابوہریرہؓ نے پوچھا کہ مومن کے جو کمسن بچے ہیں وہ مرجائیں تو کہاں

ہونگے۔آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں۔اور پھر پوچھا کہ کافر کے اگر کمسن بچے مرجائیں تو کہاں ہونگے۔ فرمایا اللہ جانتا ہے۔یہاں بات مشکوک ہوگئی۔اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ کسی کافرومشرک کا جنازہ تم نہیں پڑھ سکتے۔اللہ کے نبی ﷺ نے کبھی کسی ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔باقی اگر ابوداؤد کی روایت لیں تو وہ اور زیادہ سخت ہے۔''خدیجہؓ نے پوچھا کہ جو پہلے شوہروں سے میرے بچے مرگئے وہ کہاں ہیں؟ فرمایا جہنم میں۔پوچھا کہ آپؐ کے جو کمسن بچے مرگئے وہ کہاں ہیں؟ فرمایا جنت میں۔'' اگر اس روایت کو لوگے جو بہر حال منکر روایت ہے تو اس کے لحاظ سے بات بالکل صاف ہوگئی کہ کافر کا بچہ جہنم میں ہے۔لیکن نبی ﷺ نے، صحیح حدیث میں ہے کہ فیصلہ نہیں فرمایا۔

4۔ سوال: ایک شخص صدقِ دل سے کلمہ پڑھتا ہے نماز ادا کرتا ہے، روزے رکھتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے، حج بھی کرتا ہے۔طاغوت کی نفی بھی کرتا ہے بس صرف داڑھی صاف کرتا ہے تو کیا وہ فاسق ہے؟

جواب: اصل میں فسق تو گناہ کے معاملے میں ہے۔اس معنی میں گناہگار تو ہے۔فسق کی جو کم سے کم شکل ہوتی ہے وہ معمولی گناہ کی ہوتی ہے۔کبیرہ گناہ کو بھی فسق کہتے ہیں۔کافرومشرک کو بھی قرآن میں فاسق کہا گیا ہے۔بہر حال یہ گناہ ہے اور بعض حالتوں میں بڑا شدید گناہ ہے۔بخاری ومسلم کی حدیث ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے سارے گناہگار معافی کی اُمید رکھیں مگر جو جہر کے ساتھ گناہ کرے، جو پکار کر گناہ کرتے ہیں ان کو سمجھنا چاہیے کہ ان کیلئے خطرہ ہے۔عورت کیلئے بے پردگی اور مرد کا داڑھی مونچھ کا صفایا یہ جہر کے ساتھ گناہ کا اعلان ہے۔

5۔ سوال: مساجد میں خطیب، مؤذّن اور خدمت گار کا تنخواہ لینا کیسا ہے؟

جواب: خطیب کے لئے خطابت کا معاوضہ لینا اور اسی طرح مؤذن کا اذان پر پیسہ لینا حرام اور ناجائز ہے۔قرآن وحدیث میں دینی خدمات پر معاوضہ لینے کی نفی آئی ہے۔اسی بنیاد پر ابوحنیفہؒ نے فتویٰ دیا کہ امامت، خطابت، اذان، تعلیمِ قرآن وحدیث اور فقہ پر معاوضہ لینا حرام ہے۔البتہ ایک خدمتگار جو مسجد کی صفائی کرتا ہے یا دیکھ بھال کرتا ہے وہ اپنی محنت کی تنخواہ لے سکتا ہے۔اس وقت کراچی میں ہماری جتنی مساجد ہیں ان میں کوئی تنخواہ دار امام یا مؤذن نہیں۔توحید کی دعوتِ عام ہو تو اس کو بڑے پیمانے پر پوری دُنیا میں قائم کیا جاسکتا ہے۔

6۔ سوال: نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنے کا کیا مسئلہ ہے؟

جواب: فرض نماز یا کوئی بھی نماز ہو، سوائے استسقاء کی نماز کے، اس کے بعد ہاتھ اُٹھا کر کوئی اجتماعی دُعا

مانگے گا تو وہ گناہگار ہوگا۔اللہ کے نبی ﷺ نے بیان فرمادیا، بخاری کی حدیث میں دُعا کا مقام التحیات کے بعد ہے جو دُعا تم کو سب سے زیادہ مرغوب ہو مانگو، پھر سلام پھیرو۔اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا فتویٰ ہے کہ دیکھو، عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ سلام پھیرنے کے بعد اپنے مصلّے پر اتنی دیر سے زیادہ نہیں بیٹھتے تھے جتنی دیر میں کوئی یہ کہہ دے: اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذوالجلال والاکرام ۔دُعا کی بات تو الگ رہی، اب اگر کوئی امام مصلّٰی پر اتنی دیر سے زیادہ بیٹھتا ہے تو وہ گناہگار ہوگا۔عینیؒ جو انکے سب سے بڑے فقیہہ مانے جاتے ہیں، وہ بخاری کی حدیث کے نیچے ابوحنیفہؒ کی یہ ہدایت لے کر آئے ہیں آج یہ ظالم ہر جگہ اسکے برخلاف عمل کررہے ہیں۔

ہندوستان میں دیوبندی فتویٰ تھا کہ نہ سنت کے بعد اجتماعی دُعا ہے کہ فرض کے بعد اب یہاں سنت وفرض پر ہر ایک کے بعد دُعا ہونے لگی، تاکہ اس سے ان کو دُنیاوی فوائد حاصل ہوں۔یہ خالص کاروبار ہے۔ایک بار میں نے ناظم آباد کی مسجد میں نماز پڑھائی اور بغیر ہاتھ اُٹھا کر دُعا کئے (وہی جو حدیث میں ذکر آتا ہے) اُٹھ گیا، تو ایک پولیس کے آدمی نے جوش میں آنے کے بعد کہا کہ تم زیادہ قابل ہوگئے ہو۔میں نے مفتی محمد شفیع کے پیچھے نماز پڑھی اور انکو ہاتھ اُٹھا کر اجتماعی دُعا کرتے دیکھا ہے۔میں نے کہا آپ غصہ نہ کریں۔مفتی صاحب سے اس کا فتویٰ لے آئیں کہ ہاں یہ جائز ہے۔مجھے اندازہ تھا کیونکہ ابوحنیفہؒ نے منع کردیا ہے۔یہ اللہ کی بات کو تو ٹال دیں گے لیکن ان کی ہمت نہیں کہ ابوحنیفہؒ کے فتوے کو بدل دیں۔تو وہ صاحب بہت دنوں تک نہیں آئے۔آخر جب آئے تو میں نے فتوے کا پوچھا۔کہنے لگے۔''سب جھوٹ اور بے ایمانی ہے۔ میں نے مفتی صاحب سے پوچھا کہ ہاتھ اُٹھا کر دُعا ہے تو بولے دُعا تو ہے۔میں نے کہا لکھ دیجئے، تو لکھنے سے انکار کردیا۔'' تو یہ حال ہے ان کا۔سب کچھ جانتے ہیں لیکن دُنیاوی مفادات کی وجہ سے چُپ رہتے ہیں۔

7۔ سوال: آپ نے اپنی سب کتابوں میں قرآن کے بعد ہر جگہ بخاری ومسلم کو بطورِ دلیل پیش کیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ رفع یدین کے بارے میں بخاری ومسلم کی پیروی نہیں کرتے بلکہ نسبتاً کمزور احادیث کا سہارا لیتے ہیں۔کیا یہ رویّہ صرف اس لئے اپنایا گیا ہے کہ اہلِ حدیث حضرات اس پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں اور آپ ہر حال میں ان کی مخالفت کرنا چاہتے ہیں، کیا ہم مسلمین اور توحید کے دعویدار، اس بات کے زیادہ حقدار نہیں کہ سنت کے مطابق عمل کریں؟

جواب: جو کہتا ہے کہ ہم رفع یدین نہیں کرتے غلط کہتا ہے۔ہمارے ہاں امام اور مقتدی رفع یدین

کرتے ہیں اور ترکِ رفع بھی۔ اس لئے کہ رفع یدین کی جو روایات ہیں وہ دو کمسن صحابہؓ سے ثابت ہیں بخاری میں۔ ایک: عبداللہ بن عمرؓ ہیں جو نبی ﷺ کی وفات کے وقت بیس سال کے تھے اور دوسرے مالک بن حویرثؓ۔ باقی چھ روائتیں اور ہیں۔ ابو ہریرہؓ، انس بن مالکؓ، ابوسعید خدریؓ اور ابو حمید سعدیؓ سے۔ ان میں کہیں ذکر نہیں ہے رفع یدین کا، حالانکہ انہوں نے نماز کی ساری حرکات بتائی ہیں۔ پورے سرمایۂ حدیث میں کہیں نہیں آیا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے یہ فرمایا ہو کہ ''رفع یدین کرو''۔ ابو حمید سعدیؓ کی روایت بخاری لائے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ میں جو رفع یدین کی روایت ہے وہ اس کے معیار کی نہیں، منکر روایت ہے۔ امام بخاری کے معیار پر جو ابو حمید سعدیؓ کی روایت ہے وہ صرف یہ ہے کہ تکبیرِ تحریمہ سے پہلے رفع یدین کیا ہے۔ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد نہیں۔ اللہ کے بندو! میرے پاس جو ثبوت ہے، ساری دُنیا اس کو مانتی ہے کہ عبداللہ ابن مسعودؓ ترکِ رفع کرتے تھے۔ اور ان کے علم کا جو مقام تھا وہ بھی سب کو معلوم ہے۔ بہر حال دونوں چیزیں حدیث سے ثابت ہیں اور دونوں پر عمل ہے۔ دونوں کو صحیح سمجھتا ہوں۔ لیکن میں ترجیح دیتا ہوں عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت کو جس کی حمایت کرتے ہیں بخاریؒ کی روایت سے۔ دونوں ہی نبی ﷺ کے اعمال ہیں۔ کوئی قولی بات نہیں ہے۔ صحابہؓ نے دیکھا کسی نے یہ فیصلہ فرما دیا کہ آپؐ نے ترکِ رفع زیادہ کیا ہے۔ کسی نے سمجھا کہ رفع یدین زیادہ کیا ہے دونوں طریقے ہیں۔ جیسے بخاریؒ لائے ہیں عبداللہ ابن بحینہؓ کی روایت کہ نبی ﷺ سے سہو ہو گیا اور آپؐ جب بیٹھے ہیں قعدہ میں تو ہم سمجھے کہ اب سلام پھیر دیں گے لیکن آپؐ نے دو سجدے کئے اور پھر سلام پھیرا۔

دوسرا طریقہ عبداللہ ابن مسعودؓ اور ابو ہریرہؓ سے آتا ہے کہ نبی ﷺ سے بھول ہو گئی۔ اس کے بعد آپؐ نے پوری نماز پڑھنے کے بعد دونوں طرف سلام پھیرا اور پھر دو سجدے کئے۔ تو نبی ﷺ نے جس طرح یہاں دو طریقے اختیار کئے، اسی طرح رفع یدین اور ترکِ رفع کے سلسلے میں بھی دو طریقے اختیار کئے۔ اب یہ آپ کی حدیث کی علمیّت پر منحصر ہے کہ آپ کس کو ترجیح دیں۔ صحابہؓ کا معاملہ ہے اگر کہیں آپ نے یہ کہہ دیا کہ عبداللہ ابن مسعودؓ اور براء بن عازبؓ کہ ترکِ رفع کرتے تھے، ان کو نماز کی ترکیب معلوم نہیں تو امام مالک کا فتویٰ لگے گا، آپ کافر ہوں گے، جو صحابہؓ کے متعلق ایسا خیال کریں، اب چونکہ ایمان نہیں ہے کسی میں اس لئے ایمان کی بات کے بجائے رفع یدین، ترکِ رفع، امین بالجہر، امین بالخفاء، فاتحہ خلفِ امام، ان معاملات میں جھگڑتے ہیں۔ بتاؤ! جب تم پر نماز ہی فرض

نہیں تو تم کو کیا حق پہنچتا ہے کہ نماز کے مختلف حالات پر بحث کرو اور آپس میں لڑائی، جھگڑا کرو، پہلے ایمان تو درست کرو۔

8۔ سوال : طاہر صاحب (پنج پیری) کا شاگرد کہتا ہے، یعنی اس کا مطلب ہے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ مُردے سنتے ہیں تو وہ کافر نہیں ہے۔ ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: طاہر صاحب یا ان کی جماعت کے پیچھے جو نقشبندی سلسلے میں بیعت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ (طاہر پنج پیری) پر یہ اعتراض ہے کہ میں نبی ﷺ کو زندہ نہیں مانتا۔ حالانکہ جب میں حج کرنے گیا ہوں تو میں نے نبی ﷺ کی قبر پر جا کر سلام پڑھا اور اپنی شفاعت کی درخواست کی۔ تو یہ حال ہے ان سب کا۔ آج ان دو آدمیوں میں ایک غلام اللہ صاحب کا شاگرد زندہ ہے۔ عنایت اللہ بخاری جو کہلاتے ہیں جنہوں نے ''ادخال الباغتین'' کتاب لکھی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں ڈاکٹر عثمانی سے برابر ملنے کی کوشش کرتا رہا لیکن ملاقات نہ ہو سکی۔ اس دفعہ (1986ء کے اواخر میں) جب میں (ڈاکٹر عثمانی) گجرات کے ایک مقام کوٹلہ عرب علی پہنچا تو ان لوگوں نے کہا کہ بخاری صاحب نے اپنی کتاب میں آپ کے متعلق یہ لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ سب جھوٹ ہے ان کا۔ انہوں نے مجھے فریب دینے کے لئے کچھ عرصہ پہلے راولپنڈی میں ہمارے پروگرام کے دوران اپنے ساتھیوں کے ذریعے ایک خط بھیجا تھا کہ میں بیمار تھا، بواسیر کا مرض تھا۔ اب ٹھیک ہو گیا ہوں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا لیکن حکومت نے مجھ پر تین مہینے تک گجرات سے باہر جانے کی پابندی لگا رکھی ہے۔ آپ تشریف لائیں تاکہ پُرانے دوست ایک جگہ جمع ہو جائیں ہمارے پاس آ کر کھانا بھی کھائیں اور جانے سے پہلے ملاقات ضرور ہو جائے۔ میں تو اچھی طرح واقف ہوں ان مولویوں سے۔ یہ سب کچھ جانتے ہُوئے نقشبندی سلسلے کے پیرِ طریقت ہیں۔ ''وحدتُ الوجود'' کا نظریہ ان سب کی رَگوں کا خون ہے۔ میں سمجھتا تھا اس کے چکر کو کہ یہ کھیل اس لئے کھیلا جا رہا ہے کہ ان کے بہت سے ساتھی ہمارے کام کی وجہ سے ہمارے ساتھ آ گئے ہیں۔ ہمارے ساتھی بشیر صاحب کھول کر ان کا شرک بیان کرتے ہیں۔ اب انہوں نے یہ منصوبہ بندی کی ہے کہ ڈاکٹر عثمانی مجھ سے ملاقات کرے اور اس کے بعد اعلان کروں گا کہ آیا تھا اور معافی مانگ رہا تھا، سمجھا کر بھیج دیا ہے۔ میں

سمجھ گیا کہ یہ ایسے ظالم ہیں۔ان کی ایک ایک رَگ سے واقف ہوں۔اس لئے میں نے اپنے جواں سال ساتھی عبداللطیف حسن صاحب سے کہہ دیا کہ ان کو لکھ دو کہ اس طرح کی ملاقات کا کوئی مقصد حاصل نہیں ہوگا۔اس طرح ان کو جواب دے دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس مرتبہ جو گجرات جانا ہُوا تو لوگوں نے یہ کہا۔ میں نے کہا یہ ہمیشہ غلط تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں۔آپ بلائیے،ان کو یہاں پر سب کے سامنے کھلے میدان میں بات ہو جائے گی۔وہاں سے کچھ فاصلے پر تھے۔معلوم ہُوا کہ تشریف لے آئے ہیں۔لیکن انتظار میں رہا۔کبھی معلوم ہوا کہ بڑے آدمی ہیں۔ابھی آپریشن ہُوا ہے۔بیٹھ نہیں سکتے۔مسجد میں ہیں۔میں نے کہا کہ میں ڈاکٹر ہوں ان کی دیکھ بھال بھی کروں گا۔بجائے اس کے کہ میں ان کے مریدوں کے حلقے میں جا کر حاضری دوں۔ان کو یہاں کھلے میدان میں لے کر آئیں تاکہ سب کے سامنے بات ہو۔چار بجے سے لے کر سوا سات بجے تک وہاں پر انتظار رہا لیکن آنے کا نام نہیں لیا۔آخر جب پتہ چلا کہ پانچ منٹ میں آنے والے ہیں تو ہم نے کہا کہ چلو ٹھہرتے ہیں۔یہاں تک کہ خود ان کے ساتھی کہنے لگے کہ پاخانے میں داخل ہُوئے اور آدھ گھنٹہ بیٹھے رہے۔جانتے تھے کہ میرا دوسری جگہ پروگرام ہے۔رات کو یہاں سے چلا جاؤں گا۔بہر حال ساڑھے تین گھنٹے تک بیٹھنے کے باوجود بھی وہ نہ آئے۔اب یہ کتاب میں لکھتے ہیں تو یہ ان کی مجبوری ہے۔ان کا معاملہ یہ ہے۔اب ان کے پیچھے آپ کہتے ہیں کہ نماز ہُوئی کہ نہیں؟ ان پر نماز فرض نہیں ہے۔یہ طاغوت ہیں۔انکے پیچھے نماز پڑھنے والا طاغوت کا پجاری ہے۔

9۔ سوال: آپ نے احمد بن حنبل پر جس خط کے ذریعہ فتویٰ لگایا ہے،اس کا راوی مجہول ہے؟

جواب: اس کے راوی جو ساڑھے گیارہ سو برس سے آج تک گزرے ہیں،ابنِ تیمیہ،ابنِ قیّم،ابنِ حجر،میاں نذیر،قاسم نانوتوی،شاہ ولی اللہ وغیرہ، یہ سارے کیا مجہول ہیں،ان کو کوئی نہیں جانتا۔یہ سارے کہتے ہیں کہ اُن کا یہی عقیدہ ہے،ہم نے ان سے حاصل کیا ہے اور یہی حق ہے۔ایک راوی مجہول ہے وہ کون سا ہے،ذرا اس کا نام تو لو۔اگر جاہل سے مجہول کو نکالو تب تو صحیح ہے،یہ سارے ان معنوں میں مجہول ہیں۔ان سارے جاہلوں نے قرآن کے خلاف ان (احمد بن حنبل) کی حمایت کی ہے،حدیث کو جھٹلا دیا ہے۔

10۔سوال: ڈاکٹر صاحب!قبروں کی زیارت اور وہاں جا کر جو یہ کہا جاتا ہے کہ "**السلام علیکم یا اھل القبور**" اس کے بارے میں وضاحت فرمائیے۔

جواب: نبی ﷺ نے فرمایا: "**کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تزکر الاخرۃ.**" کہ پہلے میں نے،اس خیال سے کہ ابھی پوری طرح سے بات صاف نہیں ہوئی ہے اور قبروں کی وجہ سے بہت شرک پھیلا ہے،تمہیں قبروں پر جانے سے منع کر دیا تھا۔اب بات صاف ہوگئی ہے تو اب تم قبرستان میں جاسکتے ہو،اللہ کی طرف سے اس کی اجازت ہے،اس لئے کہ قبرستان میں جانے کے بعد موت اور آخرت یاد آتی ہے اور دُنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔تو فرمایا کہ جب مومنوں کے قبرستان میں جاؤ گے تو جہاں اپنی موت یاد کرو گے اور اپنے لئے دُعا کرو گے وہاں وفات شدہ مومنین کا حق ہے کہ ان کے لئے بھی دُعا کرو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مومن ہیں ان کا حال یہ ہے کہ جب کبھی مومن کا ذکر آجائے تو یہ اپنے لئے اور اپنے سے پہلے گزرے ہُوئے اور بعد کو آنے والے مومنین کے لئے دُعا کرتے ہیں،ایمان کی وجہ سے۔جیسا کہ سورۂ حشر میں فرمایا:

ربنا اغفرلنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان و لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رءوف رحیمO (الحشر:10)

ترجمہ:"اے ہمارے رب! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں، گناہ معاف فرما اور ہمارے دل میں مومنوں کے لئے کینہ (وحسد) پیدا نہ ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار! تُو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔"

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ قبرستان میں جا کر جب تمہیں موت یاد آئے تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تمہیں اپنے گزرے ہُوئے مومن بھائی بھی یاد آجائیں اور یہ کہ تم بھی ان کے پاس پہنچنے والے ہو،اس لئے اُن کے لئے بھی دُعا کرو:**السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا و نحن بالاثر.** ترجمہ:"اے قبروں کے باسیو!تم پر سلامتی ہو،اللہ ہمیں بھی معاف فرمائے اور تمہیں بھی۔تم ہم سے پہلے جاچکے ہو اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔" (ترمذی کی اس روایت کے علاوہ صحیح مسلم میں بھی اس طرح کی ایک سے زیادہ روایتیں آئی ہیں) اب یہاں اس سے مُراد خطاب کر کے مُردوں کو سنانا نہیں (جیسا کہ لوگوں نے نکالا ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سماعِ موتیٰ کی تردید کرتی ہے۔تو "السلام علیکم یا اہل القبور" کے معنی مردوں کو آواز دے کر سنانا نہیں بلکہ یہ دُعا ہے ان کے لئے،اللہ کے پاس۔ہر زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ بسا اوقات دُعا میں

غائب کو حاضر بنا لیتے ہیں، جیسے کسی کا باپ وفات پا چکا ہے، اس کی نیک تربیت بیٹے کے کام آئی، اس کو فائدہ ہُوا تو یاد کر کے کہتا ہے اے میرے باپ! اللہ تم پر رحمت فرمائے کیسی اچھی تعلیم دے گئے تھے کہ آج وہ میرے کام آئی ہے، حالانکہ باپ وہاں موجود نہیں ہوتا۔ اسی طرح نماز کے دوران تشہد میں کہتے ہیں: **السلام علیک ایھا النبی** (اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ پر سلامتی ہو) حالانکہ نہ ہر جگہ موجود ہوتے تھے اور نہ اب موجود ہوتے ہیں۔ یہ ان کیلئے دُعا ہے۔

چنانچہ اس سے مراد اگر سماع ہوتا کہ یہ سب سنتے ہیں تو پھر یہ ہوتا کہ جہاں دو چار قبریں ہوں وہاں اس انداز سے کہو اور اگر سینکڑوں قبریں دُور دراز پھیلی ہُوئی ہوں تو پھر لاؤڈ اسپیکر سے یا بآوازِ بلند کہنا پڑتا۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں۔ تو اس سے لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ اس سے ان کے عقیدے کو تقویت ملتی ہے۔ آج پوری امّت کا، اکثریت کا یہ عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے یہ چیزیں لاتے ہیں۔ قرآن اور حدیث کی اصلی باتوں کو چھوڑ کر، انہوں نے ان باتوں کو، جو تنکے کے سہارے ہیں، ان کو انہوں نے سہارا بنایا ہے اور اس طرح آج قبر پرستی کی جو بنیاد ہے وہ ہر جگہ قائم ہے کہ یہیں مردہ زندہ ہے، رُوح پلٹ آتی ہے، کوئی جائے اس کی زیارت کو اور سلام کہے تو یہ سلام سنتا ہے، خوش ہوتا ہے، جواب دیتا ہے، ابنِ تیمیہ، ابنِ قیّم، اور ابن کثیر کا یہ عقیدہ ہے اور جتنے بھی بڑے بڑے گزرے ہیں، آپ کے بھوپال کے نواب صدیق الحسن کا یہ عقیدہ ہے۔ بتایئے میں کیا کروں!!

11۔ سوال: نماز کے بعد جو اجتماعی دُعا ہوتی ہے، اس میں اکثر مسجدوں کے امام اور وہاں کے لوگ اس طرح دُعا مانگتے کہ ''اے اللہ! اپنے نبی کے صدقے ہماری دُعاؤں کو قبول فرما'' اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔؟

جواب: بتایئے! اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا! اللہ فرماتا ہے کہ ''**وللّٰہ الاسماء الحسنٰی فادعوہ بھا**'' (الاعراف:۱۸۰) کہ اگر تمہیں کوئی دُعا مانگنا ہے، میری رحمت کو جوش میں لانا ہے تو میرے بہترین نام ہیں، ان میں ذاتی نام میرا اللہ ہے صفات کے لحاظ سے میں رحمٰن ہوں، رحیم ہوں، میں وھّاب ہوں۔ میرے نام کے ذریعے مجھے پکارو گے تو اسکا اثر ہوگا، میری رحمت متوجہ ہوگی، میرا وقار تمہارے دلوں میں جڑ پکڑ یگا اور میری خوشنودی تم کو حاصل ہوگی، اس لئے مجھے، میرے اِن ناموں کے ذریعے پکارو۔ اور فرمایا: ''**وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ ط سیجزون ما کانوا یعملون** O (الاعراف:180) کہ ان ظالموں سے اپنا پیچھا چھڑاؤ جو میرے ناموں میں الحاد کرتے ہیں، ذات وصفات میں ایسا کرنا صرف شرک ہی نہیں بلکہ

بدترین توہین بھی ہے اللہ تعالیٰ کی۔ مالک فرماتا ہے کہ ایسا کرنیوالے عنقریب اپنے کیئے کی سزا پا کر رہینگے۔

اب یہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کی رحمت کو متوجہ کرنے والے انداز پر یقین نہیں کرتے بلکہ اس کے بندے کو لاتے ہیں، اس کے رسول ﷺ کو، علیؓ کو یا کسی اور کو کہ ان کا اثر زیادہ ہے تو یہ اللہ کو جھٹلاتے ہی نہیں، اس کے ساتھ شریک ہی نہیں ٹھہراتے بلکہ اللہ کی توہین بھی کرتے ہیں یہ لوگ، اور آج ہر طرف یہی معاملہ ہے۔ بتایئے کیا جاتا تھا ان کا، اگر یہ اللہ تعالیٰ سے اس کی اپنی رحمت کے صدقے میں مانگتے، اللہ کے نبی ﷺ تو یہی کہتے تھے۔ تو یہ مسئلہ ہے، اس طرح داغدار کیا ہے انہوں نے ایمان کو، دیکھنے میں کتنا اچھا معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی محبت ہے، لیکن محبت میں غلو کر کے اللہ کے حق پر دست درازی کی جاتی ہے۔

12۔ سوال: یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم مانگتے تو اللہ ہی سے ہیں، مگر نیک لوگ ہماری دُعاؤں کا سہارا بنتے ہیں وہ ہماری دُعاؤں کو اللہ تک پہنچاتے اور ان کو قبول کرواتے ہیں۔

جواب: یہی عقیدہ تو پروردگار فرماتا ہے کہ ابوجہل اور سارے مشرکینِ عرب کا تھا۔ قرآن بیان کرتا ہے: ''**ویعبدون من دون اللّٰہ مالا یضرھم ولا ینفعھم و یقولون ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللّٰہ ط**'' (یونس:18) کہ یہ ظالم اللہ کے علاوہ دوسروں کی بندگی کرتے ہیں، ان کی پکاریں لگاتے اور ان کے نام کی نذر و نیاز کرتے ہیں، حالانکہ وہ نہ تو ان کو کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع ہی دے سکتے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی ٹوکے کہ اللہ کو چھوڑ کر کس کی عبادت میں لگے ہُوئے ہو تو فوراً کہتے ہیں کہ نہیں، ہم ان کو اللہ تو نہیں مانتے لیکن **ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللّٰہ ط**، ان کا بڑا اثر ہے، بہت پیارے ہیں یہ اللہ کے محبوبِ سبحانی ہیں، یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں، مالک فرماتا ہے: **قل اتنبؤن اللّٰہ بما لا یعلم فی السمٰوٰت ولا فی الارض ط** میں نے آسمان بنائے، زمین بنائی اور میں ہر چیز کا جاننے والا ہوں، اب تم نے مجھے کمزور اور معذور سمجھ کر میرے ایسے ایجنٹ اور شریکِ کار بنا لئے ہیں جن سے میں بھی بے خبر ہوں اور تم مجھے بتاتے ہو کہ ان کے بغیر تمہاری بات مجھ تک نہیں پہنچ سکتی۔ فرمایا: **سبحانہ و تعالٰی عما یشرکون.** کہ میں تمہارے اِس شرک سے پاک ہوں۔ اسی طرح سورۃ الزمر میں اللہ تعالیٰ اُس دَور کے مشرکوں کا حال بیان کرتا ہے: **والذی اتخذوا من دونہ اولیاء مانعبدھم الا لیقربونا الی اللّٰہ زلفیٰ ط** (الزمر:۳) کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا کارساز بنا رکھا ہے جب ان کو اس ظلم کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو اس کی یہی توجیہہ پیش کرتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رَسائی کرا دیں۔ تو ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے اور آج بھی یہی ہو رہا ہے کہ اللہ کو براہِ راست

نہیں بلکہ اس کی کسی مخلوق کے واسطے اور وسیلے سے پکارو۔ یہ نہیں ہوتا کہ اللہ کو اس کی رحمت کا واسطہ دے کر پکارا جائے کہ پروردگار! تُو خطاؤں کو معاف کرنے والا ہے، اپنی رحمت سے نواز دے۔ اس کے بجائے اللہ کے کسی بندے کو لایا جاتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے رسول ﷺ کے صدقے اور ان کے واسطے سے دُعائیں مانگی جاتی ہیں۔ بتایئے! کہ کس قدر ظلم ہے اللہ کے آخری نبی ﷺ پر کہ جنہوں نے زندگی بھر شرک کے خلاف جنگ کی ہے، ان کو اس طرح اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے۔

اب اگر آج کے کلمہ گو، نمازیں پڑھنے والے امام اور مقتدی بھی وہی کچھ کہتے اور کرتے ہیں جو قرآن کے بیان کے مطابق چودہ سو برس پہلے مشرکینِ عرب کہتے تھے تو پھر آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ اس کو کیا کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرما دیا کہ میں پاک ہوں تمہارے اس شرک سے۔

13 ۔ سوال: اس طرح یہ صدقہ اور قرآن خوانی جو مرنے کے بعد کرتے ہیں، یہ بھی نہیں ہو سکتیں؟

جواب: جی ہاں! نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ بھی یہ کام کر سکتے تھے لیکن انہوں نے نہیں کیا۔ اب کوئی کہے کہ نبی ﷺ اور صحابہؓ کو اس کی خبر نہیں تھی یا ان کے علم میں کمی تھی اور ہم نے یہ طریقہ نکالا ہے یہ بہت بڑا دعویٰ ہے اور یہ ایسے لوگ ہیں کہ اس کی پہنائیوں کو نہیں سمجھتے۔

14 ۔ سوال: بدعتِ احسن بھی تو ہے۔؟

جواب: بدعتِ احسن کوئی چیز نہیں ہے۔ رمضان میں تراویح کی باجماعت نماز سے نکالتے ہیں کہ عمرؓ نے ایسا کیا ہے۔ حالانکہ اللہ کے نبی ﷺ نے تین راتیں رمضان کے اندر جماعت سے تراویح پڑھائی۔ اس کے بعد چوتھی رات کو صحابہؓ اتنی تعداد میں آئے کہ مسجد بھر گئی اور رسول اللہ ﷺ تشریف نہیں لائے۔ اب صحابہؓ میں کچھ لوگ کھانسے کھنگارے اور کچھ نے نماز نماز (الصلوٰۃ) پکارا تا کہ اگر آپؐ سو رہے ہوں تو جاگ جائیں مگر آپ پھر بھی تشریف نہ لائے، یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لئے نکلے اور نماز کے بعد صحابہؓ سے مخاطب ہُوئے کہ آج رات تمہارا حال کچھ مجھ پر مخفی نہ تھا۔ تمہارے اس اشتیاق کو بھی میں نے دیکھا۔ لیکن اس خوف سے کہ میں بحیثیت پیغمبر زندہ ہوں، وحی آ رہی ہے، اس سے پہلے بنی اسرائیل نے ایسی سختی کی ہے کہ اللہ نے جو چیزیں فرض نہیں کی تھیں انہوں نے زبردستی کر کے فرض کروائی ہیں اور پھر نہیں کر پائے تو مارے گئے، تم ایک بات میں جو اللہ نے فرض نہیں کی ہے اس طرح سے اپنے شوق کی انتہا دکھا رہے ہو تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر یہ نماز فرض کر دی جائے پھر نہ کر پاؤ اور اللہ کے عذاب میں پھنس جاؤ۔ اس خدشے کی وجہ سے میں نہیں آیا۔ اس لئے تم اس نماز کو اور دوسری نفل نمازوں کو اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو کیونکہ نوافل میں وہی نماز

سب سے اچھی ہے جو گھر میں پڑھی جائے۔ بجز فرض نمازوں کے جو مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھی جائیں۔ (متفق علیہ)

اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دَور میں اس پر عمل ہوتا رہا۔ عمرؓ کے شروع کے زمانہ میں بھی یہی ہوتا رہا۔ پھر ایک رات عمرؓ مسجد نبوی میں آئے اور دیکھا کہ لوگ الگ الگ نماز تراویح پڑھ رہے ہیں تو کہیں تھوڑے سے لوگ کھڑے ہیں جو جماعت سے پڑھ رہے ہیں۔ تب انہوں نے فرمایا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ میں ان سب کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دوں۔ وہ خیال کہ نبی ﷺ کی سنت ہے، آپؐ نے تین دن تک باجماعت پڑھائی ہیں۔ اب آپؐ کی وفات کے بعد وحی کا سلسلہ بند ہو چکا ہے اس لئے ان کے فرض ہو جانے کا خطرہ بھی موجود نہیں۔ چنانچہ انہوں نے ابی بن کعبؓ کے پیچھے سب کو جمع کر دیا تا کہ لوگ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تو عبدالرحمٰن بن القاری جوان کے ساتھ تھے وہ کہتے ہیں کہ عمرؓ نے یہ دیکھ کر کہا ''نعمت البدعة هذه'' (یہ اچھی بدعت ہے) یعنی ایک کام جو (جو نبی ﷺ کے بعد) کافی عرصے سے نہیں ہو رہا تھا، اس کو جاری کر کے میں نے کتنی اچھی نئی بات کر لی ہے کہ اب مسجد نبوی میں ایک بار پھر ایک ہی جماعت ہو رہی ہے تراویح کے لئے، جیسے اللہ کے نبی ﷺ نے رمضان میں تین راتیں ایک جماعت کرائی تھی لیکن اس طرح خطرے سے کہ کہیں یہ فرض نہ ہو جائے، بند کر دی تھی اور وہ خطرہ اب باقی نہیں رہا۔ لیکن خود نہیں شریک ہوئے تھے اور نہ بہت سے صحابہؓ جماعت میں شریک ہوتے تھے وہ تہجد کے وقت پڑھتے تھے تو یہ کوئی نئی بات نہیں تھی بلکہ نبی ﷺ کی سنت ہی کا اجرا تھا۔

15 ۔ سوال: علّیین اور سجّین کے بارے میں وضاحت فرمایئے۔

جواب: یہ تو قرآن میں واضح طور پر آ گیا ہے: كلا ان كتٰب الفجار لفي سجين ط (المطففین 7:) کہ سن رکھو نافرمانو! تمہارا یہ خیال کہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں تمہاری باز پُرس نہ ہوگی (یا دنیا میں تم پھر پلٹ کر آؤ گے) ہرگز درست نہیں ہے۔ ہم نے سب کے اعمال نامے محفوظ کر رکھے ہیں تا کہ وفا شعاروں کو اس دن بھرپور اجر ملے اور نافرمانوں کے لئے اپنے اعمال سے انکار کی گنجائش نہ رہے۔ فرمایا: كلا. تمہارا یہ خیال کہ تم یونہی چھوٹ جاؤ گے، اسی خیال خام سے باز آ جاؤ۔ ان كتٰب الفجار لفي سجين جو فسق و فجور والے ہیں، ان کے اعمال ناموں کو لکھوا کر ہم نے سجّین میں رکھ دیا ہے۔ جو محفوظ جگہ ہے، دفتر ہے ان کا، یہی علّیین کے لئے کہا ہے کہ وہ نیکوکاروں کے اعمال کا دفتر ہے۔

اب یہ لوگ ہیں، جن کا عقیدہ خراب ہو گیا ہے، یہ کہتے ہیں کہ نہیں وہاں رُوحیں رہتی ہیں۔ علّیین میں نیک

لوگوں کی رُوحیں اور سجّین میں بُرے لوگوں کی رُوحیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اعمال ناموں کے دفتر ہیں اور ان کے اندر فرشتے نگراں ہوتے ہیں۔ اس طرح قرآن کے خلاف باطل عقیدہ بھی ہے کہ رُوحیں قیامت سے پہلے واپس جسموں میں آجاتی ہیں۔ بتایئے! جب واپس آگئیں تو رُوحیں کہاں بچیں جو علّیین اور سجّین میں رہیں گی۔ ایسے دروغ گو جو ہوتے ہیں، ان کا حافظہ بھی نہیں ہوتا۔

16۔ سوال: وتر پڑھ لینے کے بعد کیا تہجد پڑھ سکتے ہیں۔؟

جواب: بالکل پڑھ سکتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو اس کی اجازت دی ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ: قال اوصانی خلیلی بثلاث، صوم صلاثة ایام من کل شھر، وصلاة الضحٰی، و نوم علی وتر. " فرمایا کہ میرے خلیل (نبی ﷺ) نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے۔ ایک ہر مہینے میں تین روزے رکھنا، دوسرے سورج طلوع ہونے کے بعد اشراق کی (دو رکعت) نماز پڑھنا، تیسرے وِتر پڑھ کر سونا۔" (بخاری و مسلم)

ظاہر ہے صحابہؓ سارے تہجد گزار تھے۔ اس طرح بعض نے نبی ﷺ کے اس حکم پر عمل کر کے عشاء کے بعد وتر پڑھے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ابو بکرؓ کے سونے سے پہلے وتر پڑھنے کے عمل کو احتیاط کی بنیاد پر جائز قرار دیا اور عمرؓ کے تہجد کے بعد وتر پڑھنے کو عزیمت کی بات کہہ کر سراہا ہے۔ اس طرح دونوں عمل جائز ہیں۔ یہ ابو ہریرہؓ والی روایت ہم جیسے لوگوں کے لئے ہے جن کو تہجد کے وقت اُٹھنے پر پورا اعتماد نہیں ہوتا اور سوتے رہنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ پہلے وتر پڑھ لیں۔ باقی جو تہجد کے وقت اللہ کی توفیق سے اُٹھ سکیں وہ بعد میں پڑھیں یہ افضل ہے، حدیث میں یہ بھی آیا ہے۔

17۔ سوال: ڈاکٹر صاحب! یہ شفاعت یا سفارش کا کیا معاملہ ہے؟

جواب: سورۃ البقرہ میں مالک فرماتا ہے: من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ط کہ اللہ کے پاس، اُس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ اس سے پہلے اہلِ کتاب اُمتوں میں بھی یہی تصور پایا جاتا تھا کہ وہ انبیاء کی اولاد ہیں۔ اس لئے اُن کو اگر سزا ملی تو محض چند روز پھر چھڑوا لئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی ہے کہ ہم نے تم سے کوئی عہد نہیں کر رکھا ہے جس کی ہم خلاف ورزی نہیں کر سکتے، اور یہ کہ تم جو چاہو کرتے پھرو اور جس کی جس طرح چاہو سفارش کے دعوے کر کے گمراہی پھیلاتے پھرو، ہم اس کو مان لیں گے؟ فرمایا اللہ نے کسی کو اس کا اختیار نہیں دیا۔ یہ تو اللہ کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ اپنے مخلص

بندوں میں سے جس کی چاہے عزت افزائی فرمائے اور میدانِ محشر میں اس کو حکم دے کہ وہ کسی مومن گناہگار کے لئے نپے تُلے الفاظ میں سفارش کرے کہ مالک اس کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرما دے اور پھر اللہ حکم دے کہ اس کے لئے شفاعت ہے۔ یہ بھی باذن اللہ ہے۔ مالک فرماتا ہے: یوم یقوم الروح والملئکة صفاء لا یتکلمون الا من اذن له الرحمٰن و قال صوابا. (النبا:38) کہ اس روز جبرائیلؑ اور سارے فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے اور کوئی زبان نہیں کھول سکے گا۔ اللہ کے حکم کے بغیر۔ اور اللہ جس کو بولنے کی اجازت دے کر عزت دینا چاہے گا وہ بھی بالکل صحیح اور حق بات کہے گا۔ کسی کافر، مشرک اور نافرمان کے لئے سفارش نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔ اور ان کو سفارش اور شفاعت کی اجازت دے کر ان کی عزت افزائی فرمائے گا۔ اس کے بعد دوسرے انبیاء علیہم السلام صدیقین، شہداء اور صالحین کو بھی اللہ شفاعت کا اذن دے گا، یہاں تک کہ ایک معصوم بچہ بھی سفارش کریگا۔ لیکن یہ سب اللہ کی اجازت سے، اسکے حکم سے اور اس کی مشیّت کے تحت ہوگا اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ اس طرح اپنے ایسے بندوں کی عزت افزائی کر کے انکی قدر و منزلت کو بڑھانا پسند فرمائے۔

باقی جس کو یہ سفارش کہتے ہیں، شفاعت قہری، جو ہر مشرک اُمت اپنے لئے چھانٹ لیتی ہے کہ ہم فلاں نبی کی اُمت ہیں۔ ان کی اولاد میں یا یہ ہمارے حضرت ہیں، غوث ہیں، دستگیر و داتا ہیں، ان کی خدمت کرو، ان کے دن مناؤ۔ پھر ان کی سیوہ ہے، ان کی نذر و نیاز ہے، ان کی پکاریں ہیں اللہ کو چھوڑ کر، اور یہ تصور وعقیدہ ہے کہ ان کا مقام ہے، یہ چہیتے اور لاڈلے ہیں اللہ کے، اگر وہاں کوئی فیصلہ ہمارے خلاف بھی ہو گیا تو یہ ہمارے کام آئیں گے۔ مچل کر اللہ سے فیصلہ بدلوا لیں گے۔ ہماری سفارش کر کے ہمیں چھڑا لیں گے، ہم چاہے کچھ بھی کریں، ان کے دامن گرفتہ ہیں، یہ ہماری دستگیری کریں گے۔

سفارش کا یہ جو تصور پایا جاتا ہے آج بھی ہر طرف اس کو مالک نے مشرک بلکہ شرک کی جڑ قرار دیا ہے۔ سفارش تو وہ کرتا ہے جس کا علم زیادہ ہو، چاہے اختیارات کم ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے علم ہمارے پاس، اختیار ہمارے پاس تم کیا سفارش کرو گے؟ یہ محض ہماری پسند اور ہماری مرضی کی بات ہے اور ہمارا حکم پانے کے بعد اگر تم کہدو گے (وقال ثوابا) اور وہ بھی صحیح بات کہ مالک! ان کے ساتھ کوئی بھلائی کرنا تو یہ سفارش اللہ کے ہاں ہے۔

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے جس نے خالص دل سے لا الٰه الا اللّٰه کہا ہوگا اس کے لئے نبی ﷺ کی شفاعت ہوگی۔ باقی دوسری سفارش، جس کے اُوپر شرک ہوتا ہے کہ بابا کے دن مناؤ۔ گیارہویں کرو۔

وقت پڑے گا تو اس دنیا میں بھی دستگیری کریں گے اور اگر کہیں وہ دن بھی آ گیا، جس کا یقین ہمیں کم ہی ہے، وہاں بھی اگر مشکل پڑی تو یہ مچل جائیں گے اور فیصلہ ہمارے حق میں کروالیں گے۔ سفارش کا یہ تصور کفر و شرک کی پیداوار ہے جس کا کتاب وسنت سے کوئی تعلق نہیں۔

18۔ سوال: و لو انھم اذ ظلموا انفسھم جاء و ک . والی آیات کے بارے میں کچھ وضاحت فرمائیں۔

جواب: یہ سورۃ النساء کی جو آیت ہے یہ اللہ کے نبی ﷺ کی زندگی کی بات ہے۔ اس کے پہلے حصے میں فرمایا گیا: وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ ط کہ ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے وہ اس لئے کہ ہمارے حکم سے اس کی پوری اطاعت کی جائے۔ اپنے معاملات کا فیصلہ کرایا جائے۔ مگر اللہ فرماتا ہے یہ منافقین ہیں جو ایک طرف آپؐ پر ایمان کے دعویدار بھی ہیں لیکن اس کے باوجود اگر ان کو کوئی مسئلہ درپیش آجائے جس میں یہ سمجھتے ہیں کہ آپؐ کے پاس آئیں گے فیصلہ کروانے کے لئے تو ان کے خلاف فیصلہ پڑے گا، تو یہ ظالم ایسے ہیں کہ اپنے بڑوں کے پاس فیصلہ کروانے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ ایمان کا اقرار کرنے کے بعد اللہ کے حکم کی نافرمانی اور اللہ کے نبی ﷺ کی توہین کا ارتکاب کرتے ہیں کہ آپ کو اس لائق نہیں مانتے۔ فرمایا جنہوں نے اس طرح اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے، اس کی تلافی اور اصلاح کی ایک ہی صورت ہے کہ اگر ان کو توبہ کی توفیق ملے تو وہ آئیں اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے جرم کا اعتراف کریں کہ انہوں نے آپ کی موجودگی میں آپؐ کے بجائے منافقوں یا یہودیوں کو اپنا حَکم بنایا ہے، پھر اللہ سے استغفار کریں اور نبی ﷺ بھی ان کے لئے اللہ سے استغفار کریں تو تب کہیں جا کر یہ پوری توبہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگی۔

''و لو انھم اذ ظلموا انفسھم جاء و ک فاستغفروا اللّٰہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما○ اور اگر یہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کرنیکے بعد تیرے پاس آجاتے اور اللہ سے استغفار کرتے اور تُو بھی ان کیلئے استغفار کرتا تو یقیناً وہ اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔ (النساء:64)

تو یہ ایک چیز جو خالص آپ کی زندگی کے لئے مخصوص تھی۔ اب دیکھئے کس طرح چالاکی سے اس سے فائدہ اُٹھایا گیا اور کہا کہ اب جاؤ اور قبر کے پاس پہنچنے کے بعد اللہ کے نبی ﷺ سے کہو کہ وہ بھی استغفار کریں، اس طرح آپ کو مرنے کے بعد بھی زندہ مانو اور اللہ کی کتاب کا انکار کرو، جیسا کہ آج کل یہ پھیلایا جارہا ہے۔ پھر ایک جھوٹی روایت لائے کہ ایک بدّو قبرِ نبویؐ کے پاس آیا اور اس نے یہ آیت پڑھی اور پھر قبر

پر گر پڑا اور کہا کہ میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ آپؐ استغفار کریں تو آپؐ میرے لئے استغفار کیجئے۔ جب اس نے یہ کہا تو اندر سے یہ آواز آئی کہ تجھے معاف کر دیا گیا۔ یہ بالکل جھوٹی روایت ہے۔ ''یہ مزار یہ میلے'' میں پوری طرح سند کے ساتھ اس کی تفصیل دیکھ لیجئے کہ کس طرح شرک کو پھیلانے کے لئے جھوٹی روائتیں بنی ہیں اور کس طرح اس بات کو اتنا بڑھا کر آج امت کو شرک کی اس گندگی میں ڈال دیا گیا ہے۔

19۔ سوال: ڈاکٹر صاحب! قرآن میں جو یہ بات فرمائی گئی ہے، علم غیب کے بارے میں کہ اللہ نے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی کو نہیں دیا۔

جواب: غیب کا علم تو اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ سورۂ نمل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللّٰہ ط

''کہہ دو کہ اللہ کے علاوہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا کسی کو علم نہیں۔'' (آیت:65)

البتہ اللہ دو جگہ فرماتا ہے ہم اپنے رسولوں کو جو ذمہ داری دیتے ہیں، اس کی وجہ سے ان کو غیب کی کچھ باتوں سے باخبر کر دیتے ہیں تا کہ وہ دُنیا والوں کو بتائیں۔ سورۂ جن میں آتا ہے: علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا ۷ الا من ارتضٰی من رسول... (وہی) غیب کا علم رکھنے والا ہے اور وہ کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا۔ مگر اپنے جس رسول کو اس کے لئے پسند فرمائے۔'' (آیت:27) علم غیب اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں۔ وہ صرف اپنے رسولوں میں سے جس پر چاہتا ہے اس میں سے کچھ ظاہر کر دیتا ہے۔ سورۂ آل عمران میں اللہ فرماتا ہے:

وما کان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشاء. اور اللہ تم کو غیب کی باتوں سے مطلع نہیں کرتا البتہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کے لئے چُن لیتا ہے۔'' (آیت:179)

معلوم ہوا کہ اللہ غیر رسول کو غیب کی اطلاع بھی نہیں کرتا صرف اپنے رسولوں کو جتنا وہ سمجھتا ہے کہ رسالت کی ذمہ داری کو خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کرنے کے لئے ان کو ضرورت ہے، باخبر کر دیتا ہے۔

20۔ سوال: خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنانے کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔

جواب: آج بھی ایمان کے دعویداروں کے اندر ایک طرف کلمے کا اقرار ہے لیکن اس کے معنی کو صحیح طور پر سمجھ کر اس کے تقاضے کو پورا نہیں کر پاتے۔ چنانچہ اگر کوئی مسئلہ ہو جائے تو جو دل میں آجائے گا، جس میں

اپنے لئے بھلائی سامنے آجاتی ہے وہی اختیار کرلیا جاتا ہے چاہے ایمان کا تقاضا اس کے برعکس ہی کیوں نہ ہو یہی خواہشِ نفس ہے۔ پھر اللہ کی بات یاد بھی دلائی جائے یا خود بھی یاد آجائے تو اس کی پروا نہیں کی جاتی۔ یہ گویا اپنے نفس کو معبود بنا لینا ہے۔ اگر کوئی اس کو صحیح سمجھے تو خالص کفر وشرک ہے ورنہ گناہگار ہے جیسے ہر گناہگار کو ہوتا ہے کہ نفس سے مغلوب ہو کر کوئی غلط کام تو کر لیتا ہے لیکن اس کو بُرا جانتا ہے، باقی جو بالکل گم ہو جائے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کی اس کی نگاہ میں کوئی وُقعت نہ ہو اور سمجھے کہ جو میں کر رہا ہوں یہی صحیح ہے تو یہ خواہشِ نفس کی اصلی پیروی ہے اور ایسا شخص مومن نہیں ہو سکتا۔

21۔ سوال: جماعت اسلامی بھی کیا دین کا کام کر رہی ہے۔؟

جواب: ایک زمانہ تھا کہ جب ہندوستان میں مسلم لیگ کا دَور دَورہ تھا اور یہ کہا جارہا تھا کہ بادشاہی طرزِ حکومت سے نجات حاصل کرو، حکومت کا طرزِ عمل جمہوری ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس اندازِ حکومت میں ہی کامیابی ہے۔ تو اس دور میں انہوں (جماعت اسلامی والوں) نے اپنی کتابوں میں لکھا کہ ہم مسلمانوں کے لئے اگر دُنیا میں کہیں بھی بادشاہت ہے تو لات (بُت) ہے۔ اور جمہوریت ہے تو منات (بُت) ہے۔ لہٰذا اگر اب لات چلا جائے اور اس کی جگہ منات لے آؤ تو اس سے آخر دین میں کیا فرق پڑا۔ مسلم لیگ کے اس دور میں جماعت والوں کا یہ کہنا تھا اور انہوں نے یہی اپنی تحریروں میں بھی لکھا تھا۔ مگر یہی کہنے والے یہاں پاکستان آکر جمہوریت کے چیمپئن بنے ہیں۔ اس کے بعد تو جمہوریت کی پوجا شروع ہوگئی۔ یہ منات اِلٰہ بن گیا ہے۔ ان تمام چیزوں کو جو شروع کے دور میں ان کے پیشِ نظر تھیں انکو اور سارے دین کو اس منات (جمہوریت) کیلئے قربان کر ڈالا۔ جو دین کے اصول تھے بدل ڈالے گئے اور اسلامی عقائد ونظریات میں شرک کی آمیزش ہُوئی۔ ایمان کی دعوت کا جو انداز انہوں نے اختیار کیا تھا اس سے بھی انہوں نے انحراف کیا ہے۔ یہاں تک کہ جمہوریت کو اسلامی بنایا گیا اور پھر اسکی آبیاری کیلئے جمہور کے مشرکانہ طرزِ عمل کو اختیار کیا گیا۔ جیسے آستانوں پر حاضری، قبروں پر چادر چڑھانا، غرض ہر وہ انداز اختیار کیا گیا جس سے جمہور کی خوشنودی حاصل ہو سکے۔

22۔ سوال: جماعتِ اسلامی سے آپ علیحدہ کیوں ہُوئے؟

جواب: امام بخاری نے زید بن عمرو بن نفیل کا واقعہ بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل اپنی قوم کے کفر وشرک سے بیزار ہو کر حق کی تلاش میں ملک شام گئے کہ شاید یہود ونصاریٰ میں ایمان

اور اسلام مل جائے۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر یہودی عالم سے ملاقات کی اور کہا کہ میں تمہارے دین میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ یہودی عالم نے جواب دیا کہ اگر تم ہمارے دین میں شامل ہُوئے تو اللہ کی لعنت کا ایک حصہ تمہیں بھی ملے گا اور تم جہنم کی آگ سے نہ بچ سکو گے۔ زید بن عمرو بن نفیل نے جواب دیا کہ میں جہنم کی آگ سے ہی تو بچنا چاہتا ہوں۔ ملک شام اسی لئے آیا ہوں کہ نجات کا کوئی راستہ تلاش کروں۔ آپ مجھے کوئی راستہ بتلائیے۔ یہودی عالم نے کہا کہ مجھے کوئی راستہ معلوم نہیں، سوائے ملتِ ابراہیم کے جو کہ حنیف تھے لہٰذا تم اسے تلاش کرو۔ پھر زید نے ایک عیسائی عالم سے ملاقات کر کے وہی بات کہی کہ میں تمہارے دین میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ تو اس عیسائی عالم نے جواب دیا کہ ہم اپنی اس عیسائیت ہی کی وجہ سے اللہ کی لعنت کا شکار ہوئے ہیں۔ تم اس کفر شرک میں ملوث ہو کر اللہ کی لعنت کے مستحق ٹھہرو گے۔ زید نے جواب دیا کہ میں اسی سے تو بھاگا ہوں، کہ جہنم کی آگ اور اللہ کی لعنت سے بچ سکوں۔ عیسائی عالم نے کہا کہ اگر تمہیں راہِ راست کی تلاش ہے تو ملتِ ابراہیم کو تلاش کرو۔ یہ سُننے کے بعد وہ مایوس ہو کر واپس آ رہے تھے کہ راستے میں ان کی وفات ہوگئی۔ دُنیا کی حالت دیکھنے کے بعد اس وقت میں نے جماعت اسلامی کا لٹریچر پڑھا تھا اور اپنی اس وقت کی جو معلومات تھیں اس لحاظ سے میں نے سمجھا کہ یہ جماعت اسلامی کی دعوت وہی ہے جو نبی علیہ السلام نے دی تھی۔ جسے صحابہؓ نے قبول کر کے اس راستے میں اپنی جانیں لگائیں تھیں۔ لیکن اس کے بعد آگے چلنے پر معلوم ہوا کہ ہر جگہ وہی چیز ہے۔ سُلطانی بھی عیاری ہے درویشی بھی عیاری۔ اس کے بعد میرے لئے ایک ہی راستہ تھا کہ یہاں سے نکل جاؤں اور یہی بات میں نے اپنے خط میں بھی لکھی تھی کہ میں تو یہ سوچ کر اپنی کشتیاں جلا آیا تھا کہ یہاں اللہ کے دین کا کام ہو رہا ہے لیکن میں نے دیکھا کہ اس کے بجائے یہاں بھی وہی فریب کاری والا معاملہ ہو رہا ہے۔ اسی لئے میں نے بالآخر استعفیٰ دیا تو واضح طور پر بتا دیا کہ اب میں نے دیکھ لیا اور میرا دل ٹھُک گیا کہ یہ سب کچھ اللہ کے لئے اس کے دین کی سرفرازی کے لئے اور اس کی رضا کے حصول کے لئے نہیں بلکہ اپنی سرفرازی اور اپنی دُنیا کے لئے ہو رہا ہے۔ اس لئے اب میرے لئے اور کوئی راستہ نہیں، اِلّا یہ کہ میں اللہ کا فضل کہیں اور تلاش کروں۔ تب ہی استعفیٰ دے کر ماچھی گوٹھ کے اجتماع کے بعد اس جماعت سے نکل گیا ہوں۔ اور میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مالک نے مجھے راہ دکھائی اور پھر میں اس چکر میں نہیں پڑا۔

23۔ سوال: تصوّف کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: ”من یشاقق الرسول....الخ“ (النساء:۱۱۵) یعنی اللہ فرماتا ہے کہ جو شخص ہمارے نبی کی لائی

ہُوئی بات کو جھٹلا دے، اس کو ماننے سے انکار کرے اور جھگڑا کرے تو یہ نہیں کہ کسی نے انکار کیا اور ہم نے فوراً اس کی بربادی کا حکم صادر کر دیا۔ یہ ہمارا طریقہ نہیں ہے۔ یہ ہماری دُنیا اس کی آزمائش کے لئے ہے۔ اگر وہ انکار کر کے جانا چاہتا ہے ہماری بات کے مقابلے میں شیطان کے راستے کو اختیار کرتا ہے تو ہم اس راستے کے لئے سہولت مہیا فرماتے ہیں اور آخر کار اس کا انجام یہ ہوگا کہ جہنم کی آگ کا وہ ایندھن بنے گا اس سے زیادہ برباد کرنے والی اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ تو یہ تصوّف ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ ''**لیس کمثله شیء**'' اللہ کی کوئی مثال نہیں ہے۔ اور یہ تصوف والے کہتے ہیں کہ **لا موجود الا اللّٰه** کہ ہر چیز جو اس دُنیا میں موجود ہے اللہ ہے، اللہ کی ذات کا ٹکڑا ہے۔ وہ ہم ہوں یا آپ ہوں، یہ گندی نالیوں میں بہتا ہُوا انجاست کا انبار ہو یہ بھی اللہ کی ذات کا ٹکڑا ہے، یہ کتا اور بلی بھی، ایک کاغذ کے دس کروڑ حصے کر دو تو ہر حصہ جو ہے اللہ کی ذات کا ٹکڑا ہے۔ یہ دین انہوں نے ایجاد کیا اور خوش ہُوئے کہ اس طرح سے شریعت کو ختم کر دیا۔ جب تم اللہ کی ذات کے ٹکڑے ہو تو سوٴر کھاؤ، شراب پیو، زنا کاری کی انتہا کر دو، باباؤں کے دَروں پر دستک ہی نہیں ماتھے ٹیک کر مرو، غم کس بات کا ہے جب تم اللہ کی ذات کے حصے ہو تو اللہ اپنی ذات کو تو جہنم کی آگ میں نہیں جلائے گا۔ یہ سارا جو دین کا معاملہ ہے اس کو انہوں نے ختم کر ڈالا ہے۔ کبھی ان تصوف والوں کے دل میں آیا تو شان کے ساتھ خدائی کا دعویٰ کیا اور کبھی شوق چرایا تو بندگی میں لگ گئے۔ اور بندگی بھی ایسی کہ ان کے ہاں ایک صلوٰۃ المعکوس بھی ہے کہ کنویں میں اُلٹے لٹک کر نماز پڑھتے ہیں۔ بتائیں کیا انداز ہے۔ تو یہ تصوف ہے۔ جس نے امت کو برباد کر ڈالا ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ تصوف سارے مسالک کی رَگوں کے اندر آ گیا ہے اور اس ملک کے اندر یہ غضب ہُوا کہ یہاں پہلے تصوف والوں کی خانقاہیں بنیں جو اپنی بربادی کے خواہاں ہوتے وہ وہاں جاتے پابوسی کرتے، حضرت کے سامنے اپنی گردن جھکا دیتے اور قرآن و حدیث کے خلاف ان کی خدائی کا دَم بھرتے۔ اس طرح یہ لوگ برباد ہوتے تھے۔ لیکن اب بدقسمتی یہ ہُوئی کہ یہ خانقاہیں موبائل (MOBILE) ہو گئی ہیں۔ متحرک بن گئی ہیں یہاں بھی راستے گلیوں میں بھی نظر آتی ہیں اور کبھی ایران جا رہی ہیں کبھی جاپان اور کبھی امریکہ اور انگلینڈ جا رہی ہیں تو یہ تصوف کی خانقاہیں ہیں جو متحرک ہو کر ساری دُنیا میں پھیل گئی ہیں ان کا کیا عقیدہ ہے یہ بتا چکا ہوں ان کے ذریعہ سے اللہ کے بندوں کی بربادی کا وہ پیغام ہے کہ اللہ جسے بچائے وہی بچے گا۔

24۔ سوال: گنبدِ خضریٰ کی تصویر جو کہ کاغذ اور کپڑے وغیرہ پر بنی ہوتی ہے اس کو اکثر لوگ گھروں میں برکت کے لئے لٹکاتے ہیں کیا اس کو توڑ دینا یا پھاڑ دینا چاہیے؟

جواب: گنبدِ خضریٰ کی تصویر کو پھاڑ دینا چاہیے کیونکہ یہ کھلا شرک ہے اور اسکے فوٹو جو گھروں اور مسجدوں میں لٹکے ہوتے ہیں وہ خالص بت پرستی ہے اور اس کے بارے میں دو رائے ممکن نہیں، خود نبی علیہ السلام کی دُعا ہے: ''**اللھم لا تجعل قبری و ثنا یعبد**''۔ (موطا امام مالک)

25۔ سوال: مقررین حسینؓ کو صحابی کہتے ہیں جب کہ صحیح تاریخ میں ہے کہ حسینؓ صحابی نہیں تھے۔ اس کے بارے میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: حسینؓ سے حدیثیں آئی ہیں۔ محدثین نے جس طرح محمود بن ربیع کو لیا ہے جو کہ چار پانچ سال کے تھے ان کے اپنے اس واقع سے کہ مجھے یاد ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور ہمارے گھر کے کنویں کے ڈول سے پانی منہ میں لینے کے بعد مجھ سے ہنسی کے طور پر اپنے منہ سے مجھ پر پچکاری ماری۔ وہ صحابی مانے جاتے ہیں اسی طرح یہ حسینؓ بھی صحابی ہیں ان سے بھی حدیثیں ہیں یہ کہنا کہ وہ صحابی نہیں ہیں صحیح نہیں ہے۔

26۔ سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسند احمد، احمد بن حنبل کی کتاب نہیں، یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

جواب: بات یہ ہے کہ مسند احمد نے نہ صرف عقیدے کو خراب کیا بلکہ شیعت کو بھی پھیلایا ہے۔ شیعوں سے عقائد ہی نہیں لائے بلکہ پوری تاریخ وہاں سے لے کر مسند کے ذریعہ سے پھیلائی ہے۔ صحابہ کرامؓ پر شیعوں کے عائد کردہ الزامات دُہرائے ہیں۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر جب ان کی گرفت کی گئی اور واضح کیا گیا کہ دیکھو! اس کتاب میں شیعوں کی منکر روایتوں کے ذریعہ زہر بھر دیا گیا ہے، اور اس کتاب میں بربادی کا سامان ہے تو اب یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ان کی (احمد بن حنبل) کتاب نہیں ہے۔ حالانکہ ان سے پہلے جتنے بھی مفسرین، شارح حدیث اور مسالک کے لوگ گزرے ہیں سب نے اپنی تحریروں، تفسیروں اور شروحات میں بخاری کی حدیثیں موجود ہونے کے باوجود سب سے پہلے احمد بن حنبل اور ان کی مسند کا حوالہ پیش کیا ہے۔ تاریخ اور رجال کی کتابوں میں ہر جگہ احمد بن حنبل کی مسند کا ذکر ہے، اور یہ سلسلہ ساڑھے گیارہ سو برس سے چلا آ رہا ہے۔ مگر اب جبکہ ان کی گرفت ہُوئی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ ان کی کتاب نہیں ہے۔ بتاؤ وہ کون ہے جس کی یہ کتاب ہے؟ کل یہ کہو گے کہ امام احمد بن حنبل کوئی گزرے ہی نہیں ہیں۔

27۔ سوال: کیا نبی ﷺ کا سایہ تھا؟

جواب: حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ زینبؓ ایک سفر میں تھیں۔ ان کے پاس دو اُونٹ تھے۔ صفیہؓ بھی اللہ کے نبی ﷺ کے نکاح میں آ چکی تھیں۔ اب وہ بھی اُمّ المومنین بن گئی تھیں۔ ان کا

اُونٹ انتہائی تھکا ماندہ تھا، تو اللہ کے نبیؐ نے زینبؓ سے کہا کہ ایک اُونٹ آپ کے پاس فاضل ہے اسے صفیہؓ کو دے دیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اس یہودیہ کو؟ کچھ ایسا انداز تھا جو عموماً سوکن کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ کے نبیؐ ناراض ہو گئے۔ زینبؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک عرصہ گزر گیا نبی علیہ السلام نے مجھ سے التفات نہیں کیا۔ میں سخت پریشان تھی کہ کیا کروں۔ زینبؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے صحن میں بیٹھی تھی۔ دن کا وقت اور سورج موجود تھا کہ میں نے اپنے سامنے ایک سایہ دیکھا اور سائے کا جو انداز تھا اس سے میں نے خیال کیا کہ یہ سایہ تو اللہ کے نبیؐ کا معلوم ہوتا ہے۔ جب میں نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو معلوم ہُوا کہ آپ ﷺ ہی تشریف لائے ہیں اور آپ نے میری خطاؤں کو معاف کر دیا ہے۔ یہ نبی ﷺ کے سائے کا ثبوت ہے۔

28۔ سوال: ایک شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ جن کتابوں کی وجہ سے اکابرینِ دیوبند و بریلوی، اہلحدیث، احمد بن حنبل اور ابن قیم وغیرہ غلط قرار پاتے ہیں، وہ سب فاسقین اور اندھے عقیدت مندوں کی تحریر کردہ ہیں، ان کی اپنی نہیں اور فاسق کی خبر کو قرآن نا قابلِ قبول قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الحجرات میں ارشاد ہے کہ: ''اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔۔۔۔'' تو پھر اس کے مطابق ان کتابوں کو کیسے صحیح قرار دیا جا سکتا ہے اور جب آسمانی کتابوں میں تحریف ہو چکی ہے تو پھر ان کتابوں میں تحریف کیا مشکل ہے؟

جواب: اس سلسلے میں تین چیزیں ہیں۔ پہلی یہ کہ ہماری ان بزرگوں سے کوئی ملاقات یا صحبت رہی ہو چاہے وہ 565 ہجری میں وفات پانے والے عبدالقادر جیلانی ہُوں، چاہے 491 ہجری میں مرنے والے علی ہجویری یا کوئی اور۔ پھر تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بھائی! ان لوگوں کے ساتھ ہمارا اُٹھنا بیٹھنا رہا ہے، ہمارے شب وروز ان کے ساتھ گزرے ہیں۔ یہ خالص اللہ والے اور سچے مسلمان تھے، یہ لوگ ایسی باتیں نہیں کہہ سکتے، یہ ان کی کتابیں نہیں ہیں۔

دوسری چیز خود 'خبر' ہے جو کتابوں کی شکل میں آئی ہے۔ اس خبر کو سب نے مانا ہے۔ جیسا کہ ''کشف المحجوب'' ہے۔ سب یہی کہتے ہیں کہ یہ کتاب علی ہجویری عرف ''داتا گنج بخش'' صاحب کی ہے، وہ بڑے اللہ والے تھے، انہوں نے بڑی توحید بیان کی ہے یا ''انفاس العارفین'' ہے۔ ساری دُنیا جانتی اور مانتی ہے کہ یہ شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب ہے اور سب کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی اس کتاب میں بہت اچھی اچھی باتیں لکھی ہیں۔ یا احمد بن حنبل کا اپنا خط ہے۔ اسے خبر کہتے ہیں۔ ان کتابوں کے شاہد نہ ہم ہیں

اور نہ آج کے دُنیا والے۔ جب ان کتابوں کی شکل میں خبر آئی تو ساری دُنیا نے تصدیق کی کہ ہاں! یہ فلاں بزرگ کی کتاب ہے یا فلاں امام کا خط ہے۔ اور اسی خبر کی بنیاد پر کہا گیا کہ یہ بڑے بزرگ ہیں، ولی اللہ ہیں، امام ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اس کو مانا گیا ہے یہاں تک کہ اس پر عقیدے بنائے گئے ہیں۔ چاہے وہ کتاب وسنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔

تیسری چیز استنباط ہوتی ہے۔ ہم نے کہا بالکل ٹھیک ہے، یہ واقعی انہی کی کتابیں ہیں لیکن جس طرح تم نے ان کتابوں سے استنباط کیا اور کہا کہ یہ اولیاء اللہ ہیں، اسی طرح ہم نے بھی ان کتابوں کو قرآن و حدیث کی کسوٹی پر پرکھ کر کہا کہ یہ سب قرآن وحدیث کے خلاف لکھنے والے اور غلط لوگ تھے۔

اب ان میں سے کسی بھی ''امام'' یا ''ولی'' کی کتاب ہو، چاہے اس کو مرے ہُوئے چھ سو برس کا عرصہ گزر چکا ہو، نو سو برس ہو گئے ہوں یا گیارہ سو برس گزر گئے ہوں، ساری دُنیا اب تک مانتی چلی آئی ہے کہ یہ کتابیں بلا شک وشبہ انہی بزرگوں کی ہیں۔ لیکن جب میں نے انہی کتابوں میں لکھے گئے مضامین کی بنیاد پر ان ''بزرگوں'' پر اُنگلی اُٹھائی تو کہتے ہیں کہ یہ ان کی کتابیں نہیں ہیں۔ کیا ستم ظریفی ہے یہ؟ میں کہتا ہوں چلئے یہ ان کی کتابیں نہ سہی۔ تم ذرا وہ کتابیں تو لے آؤ جو ان کی اپنی ہوں اور ان میں خالص قرآن و حدیث کے مطابق باتیں لکھی گئی ہوں، جنکی بنیاد پر انہیں ولی اللہ کہا گیا ہے۔ میں چیلنج دیتا ہوں کہ تم نے ایسا کر دکھایا تو میں تمہارے ماتھے کو چوم لونگا اور اب تک اس سلسلے میں جو کچھ کہا یا لکھا ہے اسے واپس لے لونگا۔

29۔ سوال: اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ صرف میری حمد وثنا کرو، مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی بھی اگر تعریف وثنا کی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اس کی وضاحت کریں۔

جواب: اللہ کی ثنا اور اس کے بندوں کی تعریف، ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ایک خالق کائنات ہے، مالک الملک ہے، سارے جہاں کا پالنہار و پروردگار ہے اور ایک اپنے مالک کا غلام ہے، وفادار و وفا شعار ہے۔ نمک خواری کرنے کے بعد نمک حلال ہے۔ اپنے مالک کا حکم بردار اور اس کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہے۔ اس کا مرزوق اور محکوم ہے۔ اس کی تعریف اور ہے جبکہ اس کے خالق و مالک اور آقا کی تعریف کی بات اور ہے۔ ان دونوں میں جو فرق ہے وہ ہر کوئی سمجھ سکتا ہے۔ لیکن ان دونوں کو اگر ملا دیا جائے، رسول اللہ ﷺ کو بھی سرورِ عالم یا سرکارِ دو عالم کہا جائے، یعنی غلام اور آقا کو برابر کر دیا جائے تو یہ شرک ہے، جو بہت بڑا ظلم ہے۔ سرور، فارسی زبان کا لفظ ہے جو سردار کے معنوں میں آتا ہے اسی طرح سرکار کے معنی بھی آقا اور مالک الملک کے ہوتے ہیں اور یہ دونوں اللہ، ربِ ذوالجلال کی صفات

ہیں۔ اگر کوئی اس طرح کے القابات پر مبنی یہ صفات اس کے بندوں کو دیتا ہے تو یہ اللہ کے وقار کی چادر پر ہاتھ ڈالنے کے مترادف ہے اور اس کے غضب کو بھڑکانے والی چیز ہے۔

30۔ سوال: یزید بن معاویہؓ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: ویسے تو ہمارے لئے تاریخ بھی اہم چیز ہے لیکن ایک ایماندار، تاریخ کو ہمیشہ قرآن وحدیث کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔ قرآن کہتا ہے: وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا.

''جو رسول تمہیں دے دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رُک جاؤ۔ (الحشر: ۷)

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح بخاری کی حدیث میں فرمایا:

اول جیش من امتی یغزون مدینتہ قیصر مغفور لھم.

''میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا وہ بخشا بخشایا ہے۔'' (بخاری)

یہ حدیث لانے کے بعد بخاری نے محمود بن ربیع کی ایک روایت سے یہ بھی ثابت کیا کہ اس جنگ میں ابوایوب انصاریؓ شامل تھے اور اس لشکر کے سالار یزیدؒ بن معاویہؓ تھے۔ معلوم ہُوا کہ بخشے ہُوئے لوگوں میں لشکر کا صرف ایک شریک ہی نہیں تھا بلکہ سپہ سالار سمیت تمام لوگ جو اس لشکر میں شامل تھے، بخشے بخشائے ہیں۔ اب جبکہ نبی ﷺ کی یہ بشارت، بخاری کی حدیث کے ذریعے ثابت ہوگئی تو ہمارے لئے یہی کافی ہے۔ لیکن جب دین میں تفرقہ بازی ہو جاتی ہے تو پھر ہر ایک من مانی کرنے لگتا ہے اور اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے صحیح حدیث کو بھی جھٹلا دیا جاتا ہے۔

31۔ سوال: جب آپ امام بخاری اور امام مسلم کو مانتے ہیں تو ان کی لکھی ہوئی شب برأت کی حدیث کو کیوں نہیں مانتے؟

جواب: ہرگز نہیں بخاری اور مسلم میں شب برأت کے اوپر ایک بھی روایت نہیں ہے۔ جو روایت مسلم میں آئی ہے وہ بھی شب برأت کی نہیں ہے۔ اس روایت میں یہ ہے کہ ایک رات عائشہؓ کو شک ہُوا کہ رسول اللہ ﷺ اُٹھے ہیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا کہ بقیع میں جو صحابہ کرامؓ دفن ہیں، ان کے لئے مخصوص دُعا کیجئے۔ اس میں تین قبروں پر جانے کی بات ہوئی۔ پہلی مرتبہ آپؐ نے اپنی ماں کے لئے دُعا کی اجازت مانگی جو رَد کر دی گئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خود حکم دیا کہ جنت البقیع میں مدفون صحابہؓ اور اُحد کے شہداء کیلئے دُعا کیجئے۔ مسلم میں ہے کہ جب نبی علیہ السلام وہاں پہنچے تو پیچھے پیچھے عائشہؓ بھی پہنچ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے استفسار پر انہوں نے جواب دیا کہ میرا خیال تھا کہ شاید آپؐ کسی اور زوجہ کے ہاں تشریف لے

گئے ہوں گے۔ اس حدیث میں یہ کہیں ذکر نہیں ہے کہ یہ شعبان کی پندرہویں رات تھی۔ جو شبِ برأت والی حدیث ہے وہ بخاری ومسلم میں نہیں بلکہ دوسری کتب حدیث میں بیان کی گئی ہے اور اس کی بھی حیثیت آپ کے سامنے واضح ہو چکی ہے کہ نا قابلِ اعتبار ہے۔

32۔ سوال: کیا ایرانی انقلاب اسلامی انقلاب ہے؟

جواب: یہ انہی کا انقلاب ہے جو، میرا تو خیال یہ ہے کہ آج دُنیا میں یہودی بھی اسلام کا اتنا دُشمن نہیں جتنے یہ لوگ ہیں۔ آپ خود ہی بتائیے! جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہو کہ خلفائے راشدین نے قرآن بدل دیا۔ قرآن سات گنا زیادہ تھا اور جو یہ کہیں کہ امام مہدی آئیں گے اور ابوبکرؓ وعمرؓ کو ان کی قبروں سے نکال کر دن میں ہزار بار پھانسی دیں گے اور عائشہؓ اور حفصہؓ کو زندہ کر کے سخت سزا دیں گے کیونکہ یہ منافقہ تھیں (نعوذ باللہ) اور انہوں نے زہر دے کر رسول اللہ ﷺ کو مار ڈالا تھا اور پھر یہ کہ سوائے تین کے باقی سارے صحابہؓ منافق تھے۔ یہ تین سلمان فارسیؓ اور ابوذر غفاریؓ اور ابن اسودؓ تھے۔ رسول اللہؐ کی وفات کے وقت سب صحابہؓ کا نفاق ظاہر ہو گیا تھا۔ اور یہ سب کسی عام ایرانی نے نہیں بلکہ ان کے بڑے امام خمینی صاحب نے کہا ہے۔ ''کشف الاسرار'' پڑھیں! اس طرح کی کتنی اور چیزیں ہیں۔ اب آپ ہی بتائیے! جب یہ اسلامی انقلاب ہے تو پھر غیر اسلامی انقلاب کیا ہوگا؟

33۔ سوال: کیا نماز میں فاتحہ کے بعد بآوازِ بلند آمین کہنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: اس سلسلے میں وائل بن حجر سے ایک روایت آتی ہے۔ اس کے دو راوی ہیں، سفیان ثوریؒ اور شعبہؒ۔ یہ دونوں برابر کے امام ہیں۔ سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ جب آپؐ نے آمین کہی تو زور سے کھینچا۔ اور شعبہؒ کہتے ہیں کہ آپؐ نے آمین آہستہ سے کہی۔ اس طرح سے یہ روایت تو اختلافی بن گئی۔ اس کے بعد بخاری نے عبداللہ بن زبیرؓ کا عمل بیان کیا کہ ان کو اور ان کے ساتھیوں کو حجاج بن یوسف نے قید کر دیا تھا، تو جب آپ نماز پڑھاتے تھے اور آمین کہتے تھے تو مقتدی بھی آمین کہتے تھے اور مسجد ان کی آواز سے گونج جاتی تھی۔ بخاری اس کے علاوہ کوئی اور روایت اس موضوع پر نہیں لائے۔ لیکن ابن ماجہ میں ایک روایت ہے کہ ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ آمین صرف اتنے زور سے کہتے تھے کہ صفِ اول کے لوگ سُن لیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ حدیث میں تو یہ معاملہ اختلافی ہے۔ ہاں اب ہمارے لئے یہ ہے کہ آمین ضرور کہنی چاہیے، لیکن اس کا انداز نہ تو حنفیوں کی طرح ہو کہ بالکل ہی نہیں نکلتی اور نہ ہی اہلحدیثوں کی طرح کہ آسمان سر پر اُٹھا لیا جائے، بس یہ کہ اتنا ہونا چاہیے کہ برابر والا سُن لے۔

34 ۔ سوال: آپ مزار پرستی کے خلاف ہیں، ان میں مدفون اولیاء کے بارے میں آپکی کیا رائے ہے؟

جواب: میری رائے وہی ہے جو قرآن وحدیث کی رائے ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون O الذین امنوا و کانو یتقون O

ترجمہ: سُن رکھو اولیاء اللہ کو کوئی خوف اور غم نہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا۔

قرآن کی رُو سے یہ اولیاء اللہ کی تعریف ہے۔ ان کا ایمان بہت مضبوط اور شرک کے ہر شائبے سے پاک ہوتا ہے۔ یہ ہر قدم اللہ سے ڈر کر اُٹھاتے ہیں۔ ان کے بارے میں حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

من عادی لی ولیا فقد اذ نته بالحرب. (بخاری)

ترجمہ: جس نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی اس نے مجھ سے اعلانِ جنگ کیا۔

اور وہ لوگ جو آج اولیاء اللہ سمجھے جاتے ہیں "ایمانِ خالص" قسط اوّل میں ان کی اپنی کتابوں کے فوٹو میں نے دیئے ہیں۔ چاہے وہ علی ہجویری ہوں، جو نبی علیہ السلام پر یہ الزام لگائیں کہ آپؐ نے زینبؓ کو برہنہ نہاتے ہُوئے دیکھا اور ان پر عاشق ہو گئے اور پھر زیدؓ پر ان کی بیوی (زینبؓ) حرام ہو گئیں۔ چاہے عبد القادر جیلانی ہوں جو یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں (یعنی اولیاء اللہ) کو اپنے سامنے کھڑا کیا اور پھر اپنے اندر فنا کرنے کے بعد ان اولیاء کے ہاتھ میں دنیا اور دُنیا والوں کی قسمتیں دے دیں یا اسی طرح کے کوئی اور دعویدار ہوں، ان سب کا یہی معاملہ ہے ان کی کتابیں کفر و شرک سے بھری پڑی ہیں۔ یہی تو میں نے اپنی کتاب میں دکھایا ہے کہ قرآن تو ایمان داروں اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کو اولیاء اللہ کہتا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرامؓ اور ان کے نقوشِ قدم پر چلنے والے دوسرے سلف صالحین تھے جو صحیح معنوں میں اولیاء اللہ اور قرآن وسنت کے سچے پیروکار تھے۔ باقی یہ نام نہاد اولیاء جنہوں نے دینِ اسلام کے مقابلے میں اپنا خود ساختہ اتحادی دین پیش کیا ہے جس کی بنیاد فلسفہ وحدت الوجود پر ہے جس کے مطابق ہر چیز اللہ کی ذات کا حصہ ہے اور اس طرح خالق ومخلوق کی تمیز مٹا ڈالی۔ یہ کیسے اولیاء اللہ ہو سکتے ہیں۔ انکی حیثیت تو واضح ہے۔

نبی علیہ السلام نے اس کی وضاحت فرمادی، فرمایا:

"**خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم**" یعنی سب سے اچھا میرا دَور، پھر اس سے متصل دَور (یعنی صحابہؓ کا) پھر اس سے متصل دَور (یعنی تابعین وتبع تابعین کا دَور)

35 ۔ سوال: کیا چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید ضروری ہے؟

جواب: ہرگز نہیں، ہمارے لئے صرف ایک کتاب وسنت کی تقلید ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا:

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله و سنتی (موطا امام مالک)

ترجمہ: "میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں۔ کبھی گمراہ نہ ہو گے اگر انہیں تھامے رہو گے، ایک کتاب اللہ اور دوسری میری سنت۔"

معلوم ہُوا کہ ایک کی نہیں دو کی پیروی ضروری ہے۔ ان میں سے کسی امام نے یہ نہیں کہا کہ ہمارے بعد حنفی، مالکی یا شافعی ہو جانا۔ انہوں نے کوئی نئی شریعت نہیں بنائی ہے، یہ سارے مسالک تو بعد میں بنے ہیں۔ ہاں ان اماموں سے کوئی ایسی بات ہم تک پہنچے جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو، اُسے ہم بالکل تسلیم کریں گے۔ شریعت صرف اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چلے گی۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے:

قل اطیعوا الله و اطیعوا الرسوله .... (النور:54)

ترجمہ: "کہہ دو کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔"

اب اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ ایک امام کی تقلید لازم ہے تو وہ واضح طور پر قرآن وحدیث کا انکار کرتا ہے۔

36 ۔ سوال: یہ تقدیر کا مسئلہ کیا ہے؟

جواب: تقدیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور پھر اس کی تقدیر یعنی اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ اس مسئلہ کی کھوج میں زیادہ نہیں پڑنا چاہیے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ پہلے قومیں اسی مسئلہ کے پیچھے پڑنے کی وجہ سے ہلاک کر دی گئیں۔ انسان کو محدود عقل دی گئی ہے، جو بات اس کی عقل میں آجاتی ہے وہ سمجھ لیتا ہے۔ تقدیر ایسی چیز ہے جو انسان نہیں سمجھ سکتا۔ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جب سب کچھ لکھا جا چکا ہے تو پھر ہم عمل کیوں کریں؟ تو نبی ﷺ نے صرف اتنا کہا کہ عمل کرو، اللہ نے جو لکھ دیا ہے وہ تمہارے لئے آسان کر دے گا۔ بس اس سے آگے نہیں سوچنا چاہیے۔ تقدیر حق ہے اسی پر ایمان ہونا چاہیے جیسا کہ ارشاد ہُوا ہے:

ان الله بالغ امره ط قد جعل الله لکل شئی قدرا O (الطلاق:۳)

ترجمہ: "بے شک اللہ اپنے کام کو پورا کر دیتا ہے۔ یقیناً اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

37 ۔ سوال: کیا یہ درست ہے کہ آدم علیہ السلام کی دُعا محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے قبول ہُوئی؟

جواب: بالکل جھوٹ اور صریح بہتان ہے جو اللہ کے پہلے نبی آدم علیہ السلام پر باندھا گیا ہے۔ یہ ایک

بالکل جھوٹی اور من گھڑت روایت ہے۔ اسے اہلِ سنت والے تو بیان کرتے ہی ہیں، دیوبندیوں کی (جو اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں) ایک شاخ تبلیغی جماعت کے بانی زکریا صاحب نے بھی اپنی کتاب تبلیغی نصاب میں (جس کا موجودہ نام ''فضائلِ اعمال'' ہے) تحریر کیا ہے۔ اس موضوع روایت میں یہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے گناہ سرزد ہوگیا تو آپ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے دُعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تمہیں محمدؐ کے بارے میں کیسے علم ہُوا، تو انہوں نے کہا کہ یہ نام میں نے عرش پر لکھاہُوا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کہا وہ تمہاری اولاد میں سے ہوں گے اور آخری نبی ہوں گے، اگر وہ نہ ہوتے تو میں کائنات پیدا نہ کرتا۔ بتایئے اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہوگا۔ مالک تو قرآن میں جگہ جگہ پوری انسانیت کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ اے لوگو! یہ زمین و آسمان تمہارے لئے بچھائے گئے ہیں یہ سورج چاند اور ستارے تمہارے لئے مسخر کئے گئے ہیں۔ پھل اناج اور سارے میوہ جات تمہارے لئے پیدا کئے گئے ہیں تاکہ تم انہیں استعمال کرو اور پھر اپنے رب کا شکر ادا کرو اور خالص اسی کی بندگی کرو۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدونO (الذاریات:56)

ترجمہ: ''میں نے جن وانس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔''

معلوم ہُوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس کی بندگی کی جائے۔ خود رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے اپنی بندگی کرنے اور کرانے کے لئے بھیجا تھا۔ دوسرا جھوٹ اسی روایت میں یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے دُعا مانگی۔ حالانکہ قرآن تو کہتا ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے غلطی ہوگئی تو ان کے پاس توبہ اور معافی کے لئے الفاظ نہیں تھے۔ انہوں نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے اور پھر توبہ کی۔

فتلقیٰ آدم من ربه کلمات فتاب علیه..... (البقرہ:۳۷)

ترجمہ: ''پس آدم علیہ السلام نے کچھ کلمات اپنے رب سے سیکھے (اور معافی طلب کی) تو اس نے ان کو معاف فرمادیا۔''

اور وہ کلمات بھی مالک نے اپنی کتاب میں بیان فرمادیئے:

ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخٰسرینO (الاعراف:۲۳)

ترجمہ: ''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہمارے اُوپر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔''

صاف پتہ چل گیا کہ یہ موضوع حدیث قرآن سے سراسر متصادم ہے اور بیان کرنے کے قابل بھی نہیں ہے۔ لیکن زکریا صاحب نے اس حدیث کو نہ صرف اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے بلکہ اس پر عقیدہ بناتے ہُوئے یہ بھی کہا ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے دُعا مانگی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ اب جس جماعت کی بنیاد کفر و شرک پر ہے تو آگے اس کا حال کیا ہوگا۔ یہ آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں۔

38۔ سوال: کیا نماز دُرود پڑھے بغیر ہوجاتی ہے؟

جواب: بالکل ہوجاتی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اس سلسلہ میں کوئی قید نہیں لگائی کہ جب تک تشہد میں درود نہ پڑھو تو نماز نہیں ہوگی۔ سنت کا قاعدہ یہ ہے کہ التحیات پڑھو اور اس کے بعد جو بھی دُعا تمہیں مرغوب اور پسندیدہ ہو اُسے پڑھو۔ ایک مسلمان کے لئے پسندیدہ یہی ہے کہ وہ اپنے نبی ﷺ کے لئے اللہ سے رحمت کی دُعا کرے، جو اللہ کے آخری نبی، بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس دُعا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ اللہ کی رحمت کے محتاج ہیں، اللہ کے ساتھ شریک نہیں۔ پھر اس دُعا کے بعد جو دُعا وہ پڑھنا چاہے وہ اپنے لئے ہو، اپنے والدین کیلئے ہو یا دُنیا و آخرت کی رُسوائی سے بچنے اور جہنم کی آگ سے خلاصی کے لئے ہو، تشہد میں ہر قسم کی دُعائیں مانگی جاسکتی ہیں۔ کیونکہ ساری دُعائیں سلام سے قبل تشہد ہی میں ہیں، اسی لئے بخاری نے باب باندھا ہے ''**الدعا قبل السلام**'' سلام کے بعد کوئی دُعا نہیں صرف ذکر ہے۔

39۔ سوال: کھجور کی گٹھلیوں پر یا دانوں پر تسبیح پڑھنا جیسا کہ آج کل لوگ کرتے ہیں، کیسا ہے؟

جواب: بدعت ہے۔ نبی ﷺ نے صرف ہاتھ کی اُنگلیوں پر تسبیح پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ انگلیاں قیامت کے دن تسبیح پڑھنے والے کے حق میں گواہی دیں گی۔ (ترمذی و ابوداؤد)

40۔ سوال: نمازِ استخارہ کے بارے میں بتایئے۔

جواب: اس بارے میں بخاری، ابوداؤد اور ترمذی روایتیں لائے ہیں۔ بخاری میں جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دُعائے استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سورۃ سکھاتے۔ آپؐ نے فرمایا تم میں سے کوئی اگر کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز پڑھے اور پھر یہ دُعا پڑھے:

اللھم انی استخیرک بعلمک ......الخ اور جب وہ یہاں تک پہنچے کہ:

اللھم ان کنت تعلم ان ھذہ الامر خیر لی دین و معاشی ...... تو اپنے اس کام کو زبان سے کہے اور اگر عربی نہیں جانتا تو دل میں تصور کرلے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ہر کام کرنے سے پہلے استخارہ کا حکم دیتے۔ کچھ روایتوں میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سب سے

مشورہ کرے لیکن اللہ سے استخارہ نہ کرے وہ بڑا بدنصیب ہے۔ جو کوئی اللہ سے استخارہ کرتا ہے اللہ اس کے لئے آسانی پیدا کر دیتا ہے۔ البتہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ استخارہ کرنے کے بعد اس کام کی اچھائی یا بُرائی خواب میں معلوم ہو جاتی ہے یہ غلط بات ہے اس کا حدیث سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

41۔ سوال: ڈاکٹر صاحب اگر کسی مسجد میں ''یا محمد'' ''یارسول اللہ'' وغیرہ لکھا ہو تو ایسی مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: **و ان المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللّٰہ احدا۔** (الجن:18)

ترجمہ: ''اور بے شک مسجدیں تو اللہ ہی کے لئے ہیں پس (وہاں) اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔''

ایسے لوگ جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو اس کی ذات، صفات اور اختیارات میں شریک کرتے ہوں، دوسروں کے نعرے لگاتے ہوں، دوسروں کو داتا، دستگیر اور مشکل کشا گردانتے ہوں، رسول اللہ ﷺ کو ان کی قبر میں زندہ مانتے ہوں، تعویذ لٹکاتے ہوں، اللہ کو بغیر واسطہ اور وسیلہ کے نہ پکارتے ہوں، ان پر تو نماز فرض ہی نہیں ہے۔ نماز تو مالک نے صرف مومنوں پر فرض کی ہے (النساء) ایسے لوگوں کو تو مسجد تعمیر کرنے کا بھی کوئی حق نہیں۔ مالک فرماتا ہے:

ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللّٰہ شاھدین علی انفسھم بالکفر۔ (التوبہ:17)

ترجمہ: ''مشرکوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ کی مساجد تعمیر کریں اور آباد کریں جبکہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی بھی دے رہے ہوں۔''

پس مالک نے ان ارشادات کے مطابق ایسی مسجدوں میں جہاں اللہ کے ساتھ کفر و شرک کیا جا رہا ہو وہاں مومنوں کو انفرادی نماز بھی نہیں پڑھنی چاہیے۔ مشرکوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی تو کوئی گنجائش ہی نہیں۔

42۔ سوال: صحیح حدیث سے ''جلسۂ استراحت'' اور ''تورک'' ثابت ہے۔ کیا اس کا کرنا لازم ہے؟ اگر نہیں تو اس کو حدیث سے ثابت کریں۔

جواب: بخاری اس کو لائے ہیں ابوحمید ساعدیؓ کی روایت میں اور اس میں انہوں نے دکھایا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ جب نماز میں چارزانوں ہو کر بیٹھے تو ان کے والد عبداللہ بن عمرؓ نے استفسار کیا کہ تم اس طرح کیوں بیٹھتے ہو، تو انہوں نے جواب دیا کہ بابا میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ اسی طرح بیٹھتے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ یہ تو میرے لئے معذوری ہے اس لئے اس طرح بیٹھتا ہوں ورنہ اس طرح بیٹھنا نہیں چاہیے بلکہ دوزانو ہو کر بیٹھنا چاہیے۔

تو بخاری یہ لانے کے بعد ابوحمید ساعدیؓ کی روایت اسی باب میں لائے ہیں اور اس طرف اشارہ کر دیا کہ جب نبی ﷺ کو آخری وقت میں ابوحمید ساعدیؓ نے دیکھا ہے تو اس وقت تو وہ آپ ﷺ کا عذر تھا۔ تو اس طرح یہ عذر کا معاملہ ہے ورنہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب نبی ﷺ قعدے میں بیٹھتے تھے تو دایاں پیر کھڑا رکھتے تھے اور بائیں پیر کو بچھا لیا کرتے تھے اور اس پر بیٹھتے تھے۔ بخاری اس بات کو اس انداز سے لائے ہیں کہ یہ عذر کا معاملہ ہے۔ جیسے جلسہ استراحت کو بھی لائے ہیں کہ یہ عام قاعدہ نہیں ہے بلکہ مالک بن حویرثؓ کی روایت لا کر باب باندھا: ''**من استوی قاعدا فی و ترمن صلوٰتہ ثم نھض۔**'' کہ اگر کوئی پہلی اور تیسری رکعت میں جم کر بیٹھ جائے پھر اُٹھے تب بھی جائز ہے کیونکہ یہ اصلی قعدہ نہیں ہے۔ اس کو جزوِ نماز بنانے والوں نے پانچ روایتوں کو جو مختلف صحابہؓ سے ہیں ملا کر ایک ایسی نماز بنائی ہے جو کسی ایک صحابی کی بھی نہیں ہے۔

جلسہ استراحت مالک بن حویرثؓ کی روایت میں ہے اس کے اندر رفع یدین بھی ہے اور تورک کی روایت ابوحمید ساعدیؓ سے ہے جس کے اندر رفع یدین نہیں ہے، ان سب کو ملا کر ایک نماز بنا دی ہے جو ایک صحابی سے ثابت نہیں، جو بالکل عجیب اور نادر نماز ہے۔ تو اس طرح بتایا کہ یہ تورک ہے بالکل جائز ہے کیونکہ بخاری کی حدیث کے مطابق کہ نبی ﷺ کے متعلق عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ کا جسم بھاری ہو گیا تو بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ یہاں بھی اشارہ فرما دیا کہ بالکل اسی طرح جیسے عبداللہ بن عمرؓ چارزانو ہو کر بیٹھتے تھے وہ بھی مجبوری سے، اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ کی بھی یہ مجبوری تھی اور یہ صحیح ہے کہ جو ابوحمید ساعدیؓ روایت کرتے ہیں بالکل انہوں نے دیکھا ہے۔

43۔ سوال: کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب میں بلند آواز سے قرأت کروں تو قرآن میں سے کچھ نہ پڑھو سوائے سورۂ فاتحہ کے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی؟

جواب: بالکل غلط ہے، یہ ایک صرف محمد بن اسحاق بن یسار جو شیعہ ہے جس نے دین کو برباد کیا ہے، یہ صرف اس کا تفرّد ہے۔ عبادہ بن صابتؓ کے نام سے، جہاں اس نے اور بربادیاں کی ہیں کہ عائشہؓ کہتی تھیں کہ نبی ﷺ کی معراج جسمانی نہیں تھی اور یہی بات امیر معاویہؓ سے اس نے منسوب کی ہے۔ یہی محمد بن اسحاق ہے جو کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ اپنے بچوں کے گلے میں تعویذ لٹکاتے تھے۔ یہ ساری کفر و شرک اور شیعت کی باتیں اس ظالم نے عام کر دی ہیں، اس انداز میں۔ اور اس حدیث کے اندر بھی اس کا تفرد ہے۔ یہ مدلّس بھی ہے، عن سے روایت کرتا ہے۔ اس کو امام مالک کہتے ہیں دجال من الدجاجلہ۔ ہشام کہتے ہیں

حدیث گھڑنے والا، وضاع اور کذاب ہے۔ یہی وہیب بن خالد اور سلیمان تیمی کا کہنا ہے اور یہی کچھ دوسروں نے بھی کہا ہے۔ یہ کذوب اور شیعہ ہے جس نے برباد کر ڈالا ہے۔ لوگوں نے اس بات کو مانا ہے حالانکہ نبی ﷺ کی حدیث مسلم میں آتی ہے کہ امام پڑھے تو خاموش رہو۔ امام مسلم زین بن ثابتؓ کا فتویٰ لائے ہیں کہ جو امام کے پیچھے ہے اس کے اُوپر شئی من القراۃ نہیں ہے۔

سورۂ فاتحہ ہو یا غیر سورۂ فاتحہ، ترمذی لائے ہیں حسن صحیح کہہ کر، موطا لائے ہیں جابر بن عبداللہؓ کا قول کہ بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی، سوائے اس کے کہ اگر کوئی امام کے پیچھے ہو۔ یہ معاملہ ہے، جہاں ابو ہریرہؓ نے وہ حدیث بیان کی کہ سورہ فاتحہ کی کتنی فضیلت ہے۔ ان کے ساتھی نے پوچھا کہ اگر میں امام کے پیچھے ہوں تو کیا کروں؟ فرمایا اپنے دل میں پڑھو، اقراء بھا فی نفسک، زبان سے نہیں پڑھنا ہے۔

44۔ سوال: ڈاکٹر صاحب! جادو کی حیثیت کیا ہے؟ اور نبی علیہ السلام پر اس کے اثر کے متعلق بتایئے۔

جواب: عربی میں جادو کے معنی ایسی چیز کے ہیں کہ جو سمجھ میں نہ آئے۔ یہ بات درست ہے کہ نبی ﷺ پر جادو کا اثر ہُوا تھا۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ آپؐ بشر ہیں، عام انسانوں کی طرح اور آپؐ کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو اس واقعہ کے ذریعے معوذتین کی اہمیت بھی بتلانی تھی کہ یہ دو سورتیں ہیں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس، ان کے ذریعے آپؐ تعوذ کیجئے۔ اسی لئے آپؐ کے گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو آپؐ اس پر پڑھ کر پھونکتے تھے۔ رات کو سوتے وقت یہ دونوں سورتیں آپؐ پڑھ کر اپنے اُوپر پھونکتے تھے اور اپنے صحابہؓ کو بھی یہ عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔ آپ کے مرض الموت میں اُمّ المؤمنین عائشہؓ اپنے ہاتھوں میں یہ دونوں سورتیں پڑھ کر آپ کے اُوپر دم کرتی تھیں۔ جادو کے متعلق قرآن میں آتا ہے کہ اللہ کے حکم کے بغیر اس سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ جادو کا اثر محض نفسیاتی یا تخیلاتی ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن بیان کرتا ہے موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں کہ:

فاذا حبالھم و عصیھم یخیل الیه من سحر ھم انھا تسعیٰ. (طٰہٰ:66)

ترجمہ: ''پھر جب ان کی لاٹھیاں اور رسیاں (موسیٰ کو) ان کے جادو کی وجہ سے ایسے محسوس ہوئیں گویا دوڑ رہی ہوں۔''

یہاں ''یخیل الیه'' کے الفاظ کا مطلب ہے کہ ان کو ایسا محسوس ہُوا یا ان کو ایسا خیال یا گمان ہُوا۔ دوسری جگہ آتا ہے:

سحروا عین الناس (الاعراف:116) لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا۔ (یعنی نظر بندی کر دی)

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہُوا کہ جادو کا اثر انسان کے تخیل پر ہوتا ہے۔ اس سے اصل ہیئت تبدیل نہیں ہُوا کرتی۔

45۔ سوال: ڈاکٹر صاحب کیا سورۃ الفلق اور سورۃ الناس تعویذ کی صورت میں گلے میں لٹکا سکتے ہیں؟

جواب: بالکل نہیں۔ تعویذ لٹکانے کو نبی علیہ السلام نے شرک کہا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

من تعلق تمیمة فقد اشرک جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔

قرآن اس لئے نہیں آیا کہ اس کے تعویذ بنا بنا کر گلوں میں لٹکائے جائیں، ہاں ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر اپنے اُوپر دَم کر سکتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ ہے۔

46۔ سوال: کیا جادو دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر حق و باطل کا فرق واضح کرنے کیلئے اُتارا گیا تھا؟

جواب: جی ہاں۔ یہ بابل والوں کی آزمائش کے لئے تھا۔ اس کی مثال سبت کے واقعہ سے دی جاسکتی ہے کہ اس قوم کو سبت یعنی ہفتہ کے دن مچھلیاں پکڑنے سے منع کیا گیا تھا اور ان کی آزمائش کے لئے ہفتہ کے ہی دن زیادہ مچھلیاں ساحل پر آتی تھیں۔ لیکن وہ لوگ اس آزمائش میں پورے نہ اُتر سکے۔ اللہ کی نافرمانی کی اور پھر عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ اسی طرح کا معاملہ بابل والوں کے ساتھ پیش آیا تھا۔ جس کا ذکر سورۃ البقرہ میں ہے۔ وہ جادو، ٹونا، اور اسی قسم کی چیزوں کے بڑے شوقین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کے لئے دو فرشتوں ہاروت و ماروت کو بھیجا، جو انکو جادو سکھاتے تھے۔ لیکن جو ان کے پاس جادو کے لئے آتا تھا اس سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم آزمائش ہیں، جادو سیکھ کر کفر مت کرو، جو اصرار کرتا تھا اس کو وہ جادو سکھا دیتے تھے۔ یہ جادو کچھ اس قسم کا تھا کہ جس سے شوہر اور بیوی کے درمیان اللہ کے حکم سے جدائی ہو جاتی تھی۔ یہ سب معاملہ صرف اور صرف ان کی آزمائش کے لئے تھا۔

47۔ سوال: وحی کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: وحی کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ وحی متلو اور وحی غیر متلو۔ وحی متلو سے مراد وہ وحی جو تلاوت کی جاتی ہے۔ یعنی قرآن پاک۔ اور وحی غیر متلو وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ذریعے اپنے پیغمبر تک پہنچاتا ہے۔ یہ وحی صحیح احادیث کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔

48۔ سوال: کیا امام بخاری شافعی مسلک کے تھے؟

جواب: امام بخاری مجتہد تھے۔ اللہ نے ان کو بڑے علم سے نوازا تھا۔ اپنے وقت کے سب سے بڑے

محدث تھے۔ صحیح اور غلط روایات میں سے صحیح ترین روایات کو انہوں نے چھانٹ کر علیحدہ کیا اور صحیح بخاری مرتب کی۔ اور اس کام میں انہوں نے سولہ برس صَرف کئے۔ کسی بھی امام کی کوئی بات انہیں غلط معلوم ہُوئی تو اس کو انہوں نے رَد کیا ہے۔ کہیں امام ابوحنیفہ کی بات کو غلط پایا ہے تو اس کا انکار کیا ہے، کہیں امام شافعی کی بات غلط سمجھی تو اسے رَد کر دیا ہے۔

49۔ سوال: بتایئے کہ نظر لگ جاتی ہے یا نہیں؟

جواب : نبی علیہ السلام نے اس سلسلے میں یہ بات بیان کی ہے کہ ''العین حق ''لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس سے کیا مراد ہے اس کا کیا علاج ہے، اس کی کیا نشانیاں ہیں۔ اگر کسی کو یہ خیال یا شک ہو کہ اُسے نظر لگی ہے تو وہ ایک ہی طریقہ اختیار کرے۔ یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اپنے اُوپر دَم کر لے۔ لیکن یہ آج کھیل بن گیا ہے۔ تعویذ گنڈے اور ٹونے ٹوٹکے والے ہر بیماری کو نظرِ بد کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور پھر مختلف طریقوں سے مریض سے پیسے بٹورتے ہیں۔ اس سلسلے میں جو روایت آئی ہے کہ ایک صحابی نے دوسرے صحابی کو ایسی نظر سے دیکھا کہ وہ گر پڑے۔ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

50۔ سوال: کیا شہید کا قیامت کے دن حساب کتاب ہوگا، اگر کوئی مقروض شہید ہُوا تو کیا اسکا حساب ہوگا۔؟

جواب : قبر سے لے کر قیامت تک شہید پر کیا بیتے گی۔ یہ سب کچھ نبی ﷺ نے بتا دیا، جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک صحابی رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور کہنے لگے کہ میں اللہ کی راہ میں بڑھتا جاؤں، جنگ کروں اور شہید ہو جاؤں تو کیا میرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں۔ وہ صحابی واپس جانے لگے تو آپؐ نے ان کو دوبارہ بلوایا اور کہا ابھی میرے پاس جبرئیل آئے اور بتایا کہ شہید کی ہر چیز معاف ہو جائے گی مگر قرض کہ وہ معاف نہ ہوگا۔ اللہ اس کا حساب کتاب کرے گا۔ اللہ کی رحمت اس پر غالب ہوگی۔ اللہ اپنی رحمت سے ادا کر دے گا اور یہ معاملہ نمٹ جائے گا۔

51۔ سوال: اگر مرنے والے کے ایصالِ ثواب کیلئے قرآن خوانی کی جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟

جواب: گویا اس میں کہنا یہ ہے کہ نبی ﷺ نے یہ خیر کا کام نہیں کیا۔ جب کہ نبیؐ کی بیوی خدیجہؓ کی وفات ہُوئی ہے، حذیفہؓ کے بیٹے فوت ہُوئے تو کیا نبی ﷺ اس خیر کے کام سے محروم چلے گئے۔ کہتے ہیں کہ اس میں کیا حرج ہے؟ اچھا کام ہی تو ہے! تو کیا اذان دینا اچھا کام نہیں؟ اقامت کہنا اچھا کام نہیں؟ عید اور بقر

عید کی نماز سے پہلے اذان دو! اقامت کہو! کہیں گے نہیں صاحب یہ تو بدعت ہے!۔ تو آخر بدعت کی تعریف کیا ہے؟ یہ تو ہے کہ جو خیر کا کام اللہ کے نبی ﷺ کر سکتے تھے اور آپؐ نے نہیں کیا، اس کا نہ کرنا سنت ہے اور جو کیا ہے اس کرنا سنت ہے۔ تو جس طرح سنت اختیار ہے اسی طرح سنت ترک ہے! باقی پیٹ کی بات اور ہے، کاروبار اور دھندے کا معاملہ اور ہے۔ بچے کی ولادت ہو تو خالی مولوی صاحب اس کے کان میں اذان دیں گے، پانچ دس روپے ان کو ملنا چاہئیں۔ پھر زندگی بھر شادی بیاہ ہے، آج بسم اللہ ہے کل سہرا بندھے گا، وفات پا گئے اس کا (صدقہ خیرات) ہو رہا ہے۔ چاہے کوئی شخص مفلس ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے وارثوں کو محروم کر کے خود مال کھاؤ، پھر حلوہ ہے، سوما (سوئم) ہے، پھر ہر جمعرات کو، چالیسواں اور برسی ہے، پھر اگر یہ مر گیا تو کیا ہُوا اس کے بال بچے تو زندہ ہیں، یہ بھی تو مریں گے۔ ان کی پیدائش سے لے کر موت تک بلکہ جب تک میں زندہ ہوں ان سے کھاتا رہوں گا! یہ کاروبار ہے چلتا ہُوا کاروبار۔ جس طرح ایک چشمہ رَواں ہوتا ہے، ہمیشہ رواں رہتا ہے! یہ ان مولویوں کا کھانا ہے، یہ کھائیں گے، ان کو کوئی روک نہیں سکتا! ان کی بادشاہی ہے۔ باقی ایصالِ ثواب کا عقیدہ قرآن کا خالص کفر ہے۔ ایک دو نہیں سینکڑوں آیات ہیں قرآن میں کہ انسان اپنے ہی کئے کا صِلہ پائے گا۔ دوسری بات قرآن پڑھنے (قرآن خوانی) سے یہ مقصد ہو کہ سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے، تو یہ ایسی لازم چیز ہے کہ جس کا اللہ کے نبی ﷺ کو براہِ راست حکم دیا گیا ہے اور یہ سنتِ نبویؐ ہے۔ لیکن اگر قرآن خوانی سے یہ مطلب ہو کہ لوگوں کو جمع کر کے انہیں پارے بانٹ دیئے جائیں کہ اتنا تم پڑھو گے اور اتنا تم، تو یہ ایک کھیل اور ڈھونگ بنایا ہے لوگوں نے اپنی غرض کے لئے۔ کبھی الیکشن کا زمانہ ہوتا ہے تو لوگوں کو جمع کرتے ہیں، کبھی کاروبار کے افتتاح کے موقع پر، تو کبھی باپ مر جائے تو دِکھاتے ہیں کہ ہم بڑے دیندار ہیں، یہ خالص بدعت اور گمراہی ہے۔

52۔ سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ قیامت کے دن حافظِ قرآن کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا؟

جواب : بالکل صحیح ہے اور یہ ان کا ذکر ہے جو سچے مومن ہوں، اپنے بچوں کے خیر خواہ ہوں، اپنے بچوں کو حافظِ قرآن بنائیں، قرآن کا علم حاصل کرنے والا بنائیں، ان کا بڑا درجہ اور اجر ہے۔ چاہے حافظ نہ بھی بنائیں، قرآن کا علم سکھائیں، عمل کرنے والا بنائیں، بڑا اَجر ہے ان کیلئے۔ اسی لئے مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ تین چیزوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے، کوئی علمی کام کیا ہو، اپنی اولاد کو صالح بنایا ہو، کوئی بھلائی کا کام کیا ہو۔ بچے جو عمل بھی کریں گے جتنا ثواب بچوں کو ملتا ہے اتنا ہی والدین کو ملے گا اور یہ بہت بڑی بات ہے کہ اپنے بچوں کو حافظِ قرآن بنایا جائے۔ ایسے حافظ پر اللہ کا عذاب ہوگا جو قرآن کو سمجھ کر نہ

پڑھے اور اس کے خلاف عقیدہ و عمل ہو۔

53۔ سوال: ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بعض ساتھی اسے صحیح سمجھتے ہیں۔

جواب: میرا یہ چیلنج ہے کہ کوئی مجھے ایک حدیث لا کر دکھا دے کہ ننگے سر نماز ادا کی گئی ہو! احرام کی حالت کے علاوہ، جب اللہ کے نبی ﷺ نے سر کا بند نہ کرنا لازم قرار دیا۔ لیکن اس کے علاوہ حدیث میں کوئی تصدیق نہیں ہوتی کہ اللہ کے نبی ﷺ یا ان کے اہلِ علم صحابہؓ نے ننگے سر نماز پڑھی ہو۔ یہاں تک کہ بخاری یہ بھی لائے ہیں کہ اگر نماز میں ٹوپی گر جائے تو وہ سر پر رکھنے اور صحیح کر لینے سے بھی نماز خراب نہیں ہوتی۔ اور کہیں یہ نہیں ہے کہ نبی ﷺ نے کبھی بھی بغیر عمامے کے یا قلنسوہ (لمبی ٹوپی) کے کالے کپڑے کی پٹی سے سر کو بند کئے بغیر نماز پڑھی ہو۔ سورۃ الاعراف میں ہے:

خذوا زینتکم عند کل مسجد..... مومنو! جب نماز پڑھو تو اپنی زینت اختیار کر لو۔ (الاعراف:۳۱)

اور مومن کی زینت، سنت کے عین مطابق سر بند ہونا چاہیے۔ ٹوپی ہو یا عمامہ ہو، عمامہ زیادہ بہتر ہے۔ کوئی حدیث موجود نہیں کہ آپ ﷺ نے اس کے علاوہ نماز پڑھی ہو اور جو لوگ جابرؓ کی روایت لاتے ہیں کہ انہوں نے بغیر عمامے کے نماز پڑھی، یہ زیادتی ہے کیونکہ بخاری روایت لائے ہیں کہ جابرؓ نابینا تھے وہ نماز پڑھا رہے تھے اور ایک چادر باندھ لی تھی۔ اس کا طریقہ یہ بتاتے ہیں کہ گردن سے لٹکا دی۔ جب ان کے شاگردوں نے شکایت کی کہ استاد آپ کی چادر ٹنگی ہوئی ہے اور آپ نے دوسری چادر موجود ہوتے ہوئے ایک چادر میں نماز پڑھائی ہے تو انہوں نے کہا کہ ایسا میں نے جان بوجھ کر کیا ہے تا کہ کوئی سوال کرے اور میں بتا دوں کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے کہ دو چادروں کی موجودگی میں آپؐ نے ایک چادر میں نماز پڑھی ہے۔ جواز کے لئے کہ ایک چادر بھی ہو، اسے گردن سے باندھ کر لٹکا لے اور اپنا ستر بند کر لے تو بھی نماز جائز ہے۔ یہ چادر یا ردا کا ذکر ہے لوگ اس پر کہتے ہیں کہ جابرؓ نے بغیر عمامے کے نماز پڑھائی۔ حالانکہ سر کے لئے یا تو عمامہ ہوتا ہے یا قلنسوہ ہوتا ہے، ردا نہیں ہوتی۔

54۔ سوال: اگر مومن بھائی اپنی کسی تقریب میں یا ولیمہ میں بلاتا ہے اور اس میں فوٹو گرافی ہوتی ہے تو کیا ہم اس میں شرکت کر سکتے ہیں۔؟

جواب: اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ دعوت جو دی جاتی ہے تو جہاں ایک بھائی کے دوسرے بھائی پر بہت سے حقوق ہیں وہاں ایک حق یہ بھی ہے کہ ایک مومن بھائی دعوت دے تو اسے قبول کیا جائے۔ ایک طرف یہ بات ہے دوسری طرف معاملہ یہ ہے کہ مومن آدمی کسی ایسے کام میں شرکت نہیں کر سکتا کہ جس میں اللہ کی

نافرمانی ہو رہی ہو، اور یہ فوٹو گرافی ایسی چیز ہے جسے اللہ کے نبی ﷺ نے شدّت سے ناپسند کیا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو ایمان کے اقراری تصویر کشی کی لعنت میں مبتلا ہو جاتے ہیں انہیں شدید عذاب ہو گا۔ ایمان والوں کو اس سے بہت زیادہ بچنا چاہیے، لیکن اگر پھر بھی یہ ہو تو ان سے یہی کہہ دینا چاہیے کہ بھائی! اللہ کے نبی ﷺ نے حکم دیا ہے کہ دعوت قبول کرنے کا، لیکن اگر اس میں یہ باتیں نہ ہوں جو آپ گناہ کی کر رہے ہیں تب تو یہ بڑے ثواب کا کام ہے اور اس میں شرکت ہمارے لئے بھی خوشی کی بات ہوتی۔ لیکن ان باتوں کی وجہ سے ہم آپ سے معذرت خواہ ہیں۔ ہمارا اور آپ کا ایمانی رشتہ اپنی جگہ پر، مگر اللہ کی نافرمانی سے ہم آپ کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اللہ سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہم سے مروت میں کوئی ایسی بات ہو جو ہمارے مالک کو ناراض کر دے۔

55۔ سوال: مونچھیں منڈوانا کیسا ہے؟

جواب: احادیث میں جو چیز آتی ہے وہ بخاری و مسلم میں ابوموسیٰ اشعریؓ سے ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مونچھیں پست کرو اور داڑھی بڑھاؤ۔ اب بعض لوگوں نے مونڈنا مراد لیا ہے لیکن امام مالک کی بات فیصلہ کن معلوم ہوتی ہے کہ مونڈنا نہیں چاہیے جیسا کہ تاریخ میں آتا ہے کہ عمرؓ جب تفکّر کے عالم میں ہوتے تھے تو اپنی مونچھوں کو دانتوں میں دَبا لیتے تھے۔ اب اگر مونچھیں مونڈ دی جائیں تو دانتوں کے درمیان دبا لینے کا کوئی موقع نہیں۔ اس لئے امام مالک کہتے ہیں کہ جو مونچھوں کو مونڈتے ہیں وہ مثلہ کرتے ہیں یعنی اللہ کی دی ہوئی شکل اور ہیئت کو بدلتے ہیں۔ قرآن میں آتا ہے کہ شیطان نے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں کو اس طرح سے راہ دکھاؤں گا کہ وہ صورتوں کو جو تیری تخلیق کی ہُوئی چیز ہے بدل دیں گے۔ تو امام مالک کہتے ہیں کہ یہ مثلہ ہے اور شیطانی عمل ہے، اور مسلم کی ایک روایت مغیرہ بن شعبہ سے آتی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ہاں کھانے پر مہمان تھے، جب وہ پہنچے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ مغیرہ تمہاری مونچھیں لب سے آگے ہیں۔ پھر آپؐ نے ایک مسواک اور ایک چھری منگوائی اور مسواک رکھ کر چھری سے جو بال آگے آگئے تھے انہیں کاٹ دیا۔ اس زمانے میں یہی انداز ہوتا ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مونچھیں مونڈ دینا صحیح نہیں۔

56۔ سوال: اگر قرآن ہاتھ سے گر جائے تو اس کا کیا کفارہ ہے؟ قرآن و حدیث کے مطابق جواب دیں۔

جواب: قرآن و حدیث کے اندر اس قسم کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی، اس کا کوئی کفارہ اللہ کے نبی ﷺ نے نہیں بتایا۔ لیکن یہ جو ہمارا کاروباری ہے اس نے دیکھا کہ آخر کسی سے بھول ہُوئی ہے، پچھتاوا بھی کہ احتیاط سے اُٹھایا ہوتا تو جب اس کی پیدائش سے لے کر موت تک اس کی رَگوں سے یہ خون کھینچتا ہے تو ہر ہر خطا پر

کھینچنے کے لئے اس نے یہ من گھڑت کفارے رکھے ہیں۔اس کے کفارے کا فتوئی کوئی مٹھائی کے ذریعے اور کوئی پیسوں کے ذریعے سے دیتا ہے اور اس کا اکثر حصہ فتویٰ دینے والے کے پاس پہنچ جاتا ہے۔اگر جان بوجھ کر گرایا ہے تو اللہ سے بہت زیادہ استغفار کرنا چاہیے، اللہ بخشنے والا ہے اور اگر بلا ارادہ گر گیا ہے تو گناہ نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر دل کی تسلی کے لئے اللہ کے نام پر دے دو تو اچھا ہے۔ یہ فتوے ہیں انکے، جب کوئی گناہ نہیں تو دل کی تسلی کیسی؟ بالکل جھوٹا فتویٰ ہے، کچھ نہیں دینا ہے مولوی کو۔

57۔ سوال: بقرعید پر قربانی کرنے کے بجائے اگر کسی غریب کی مدد کر دی جائے تو کیا قربانی کا ثواب مل جائیگا؟

جواب: میرے خیال میں اگر کوئی نماز کے وقت نماز نہ پڑھے، مشینوں پر کام کرتا رہے کہ سامان بن رہا ہے، لوگ فائدہ اُٹھائیں گے، انسانیت کی خدمت ہوگی اور نماز کا ثواب بھی اسی انسانیت کی خدمت سے مل جائے گا! تو اگر یہ ہے کہ دُنیا کے لئے اللہ کے سارے احکام کو ختم کرنا ہے تو بس پھر وقت بچاؤ، پیسہ کماتے رہو، خزانے کے سانپ بن جاؤ اور پھر آنکھ بند ہو تو برزخ جہنم بن جائے اور جہنم کی آگ میں اتر جاؤ! آخر نبی ﷺ نے ہمیشہ قربانی کی ہے، تنگدستی کے باوجود، آج یہ بڑے بڑے مولوی بیان کرتے ہیں، اخباروں کے مضامین میں آتا ہے کہ فلاں آدمی حج پر نہیں گیا اور روپیہ کسی غریب کو دے دیا تو اس کا حج بھی قبول ہوگیا، پھر لوگوں نے اسے وہاں حج کرتے ہوئے بھی دیکھا اور یہ اعلان ہوگیا کہ اس کی وجہ سے سب کے حج قبول ہوگئے۔خالص جھوٹی باتیں ہیں۔

58۔ سوال: امام صلوٰۃ باالجماعت کے دوران اگر سہواً پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور مقتدی لقمہ دے تو امام کیا کرے؟ پانچویں رکعت پوری کرے یا چوتھی رکعت کے تشہد میں بیٹھ جائے؟

جواب: احناف کے نزدیک پانچویں رکعت جائز نہیں ہے۔مگر حدیث میں اس کے خلاف آیا ہے۔امام بخاری اس کے رَد میں حدیث لائے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ بھولے سے پانچویں رکعت کے لئے کھڑے ہوگئے تو آپ نے بیٹھنے کی بجائے پانچویں رکعت پوری کی اور اسکے بعد سجدہ سہو کیا۔اس لئے امام کو بیٹھنے کی بجائے پانچویں رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کرنا چاہیے۔یہ نبی ﷺ کی سنت ہے اور اس پر عمل ہونا چاہیے۔

59۔ سوال: نو اور دس محرم کے روزوں کے متعلق نبی ﷺ کی سنت کیا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

جواب: بخاری روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ آئے تو آپؐ نے یہاں یہودیوں کو دیکھا کہ وہ 10 محرم عاشورہ کے دن روزہ رکھ رہے ہیں۔آپؐ نے یہودیوں اور ان کے عالموں سے روزہ

کے متعلق پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس دن، یعنی اس تاریخ کو پروردگار عالم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعونیوں سے نجات دی، ہم اس کے شکرانے کے طور پر یہ روزہ رکھتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ہم اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ اللہ کا شکر ادا کریں اور ہم پر یہ زیادہ زیب دیتا ہے۔اس وقت تک روزے فرض نہیں ہوئے تھے۔اس زمانہ میں جو عاشورہ آیا ہے آپؐ نے لوگوں سے اس روزے کے رکھنے کو کہا ہے۔صحابہ کرامؓ نے اور آپؐ نے اس دن روزہ رکھا ہے۔مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ جو عاشورہ کا روزہ رکھے گا انشاء اللہ اس کے آئندہ سال کے گناہ معاف کر دے گا۔ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص یہ روزہ رکھنا چاہے رکھے اور جو نہ رکھے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، یعنی اس معاملہ میں کوئی سختی نہیں ہے۔لیکن آپ ﷺ نے اس دن روزہ رکھتے تھے۔وفات کے آخری سال آپ نے فرمایا کہ: لئن بقيت الى قابل لا صومن التاسع یعنی اگر آئندہ سال تک زندہ رہا تو ضرور بالضرور 9 محرم کا روزہ رکھوں گا۔اللہ کے نبی ﷺ کی اس بات کی شرح میں اختلاف ہوا ہے۔بعض نے کہا کہ 9 محرم کا روزہ آپ نے زائد بتلایا یعنی 9 اور 10 محرم دونوں دنوں کے روزے رکھنے کا عندیہ دیا تاکہ یہودیوں کی مشابہت نہ ہو اور ان کے خلاف کیا جائے۔یہودیوں کا جو رُعب مدینے کی قریب کی آبادی اور دُنیا میں چھایا ہوا ہے وہ باقی نہ رہے۔بعض نے کہا کہ اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ عاشورہ کے روزے میں ایک طرح کی تبدیلی لاؤں گا، یعنی 10 محرم کی بجائے 9 محرم کا روزہ رکھوں گا۔لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اگر آئندہ سال تک زندہ رہا تو۔مگر آپؐ کو مہلت نہ ملی اور آپؐ ایسا نہ کر پائے۔اس لئے مناسب یہی ہے کہ 9 کی بجائے 10 محرم عاشورہ کے روزہ پر قناعت کی جائے جیسا کہ پہلے ہوتا آیا ہے۔

60۔ سوال: نبی علیہ السلام کے نکاح کس نے پڑھائے اور ان کے گواہ کون تھے؟

جواب: آپ کا پہلا نکاح جو خدیجہؓ کے ساتھ ہوا اس کے بارے میں تاریخ میں آتا ہے کہ اس زمانے کے رواج کے مطابق ابو طالب نے وہ نکاح پڑھایا تھا۔لیکن احادیث میں یہ معاملہ واضح نہیں ہے۔باقی اس کے بعد اللہ کے نبی ﷺ کے نکاح ہوئے اس میں نہ کسی نے نکاح پڑھائے ہیں اور نہ ایجاب وقبول کرایا۔یہ اللہ کے نبی ﷺ کی خصوصیت کا معاملہ ہے۔خیبر کی فتح کے بعد جب صفیہؓ قید ہو کر آئیں تو صحابہ کرامؓ نے کہا اب دیکھنا ہے کہ نبی ﷺ ان کو ملک یمین، لونڈی بناتے ہیں یا بیوی۔اگر آپؐ پردہ کرواتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ یہ آپؐ کی بیوی ہیں اور اگر پردہ نہیں کراتے تو لونڈی ہیں۔اور آخر میں جب آپؐ نے ان کو پردہ کرایا تو تب صحابہ کرامؓ جان گئے کہ صفیہؓ کو آپ نے لونڈی نہیں بنایا بلکہ وہ آپ کی بیوی ہیں۔اس

سے معلوم ہوا کہ نکاح کا نہ پڑھایا جانا اور ایجاب وقبول کا نہ کرانا نبی علیہ السلام کی خصوصیت تھی۔ عائشہؓ اور سودہؓ کے ساتھ آپؐ کے نکاح جو مکے میں ہُوئے اور اس کے بعد جو آپؐ کے نکاح ہوئے ہیں اس میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

61۔ سوال: عام طور پر غلام رسول اور غلام مصطفٰے نام رکھے جاتے ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیے کہ یہ صحیح ہے یا غلط؟

جواب: غلام رسول اور غلام مصطفٰے نام رکھنا بالکل غلط ہے۔ کوئی بندہ اور غلام ہوسکتا ہے تو صرف اللہ کا، کسی اور کا نہیں اور اگر اس کے معنی صرف نوکر کے لئے جائیں تب بھی صحیح نہیں ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے: ''لاتقولوا راعنا و قولوا انظرنا'' یعنی راعنا نہ کہا کرو بلکہ انظرنا کہا کرو۔ ایسی بات جو معنی کے لحاظ سے صحیح ہو اور باطل اس سے فائدہ اُٹھانا چاہے تو ایسی بات اختیار کرو جس سے وہ ظالم فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ اسی لئے اگر کوئی اس خیال سے کہ غلام کے معنی بندہ کے نہیں لیتا جو کہ شرک ہے تو تب بھی یہ مشکوک چیز ہے، اس کو چھوڑ دینا چاہیے۔ غلام رسول کی جگہ غلام اللہ اور غلام مصطفٰے کی جگہ غلام الرحمٰن ہو جائے تو اس میں کیا ہو جائیگا اور کیا چلا جائے گا۔ ایسا اس لئے نہیں کیا جاتا کہ ان کے نزدیک ایمان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

62۔ سوال: ہمارے بزرگ کچھ اس طرح ذکرِ الٰہی کرتے ہیں کہ سب مل کر صرف اللہ اللہ کہے جاتے ہیں۔ اس کے متعلق فرمائیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: اللہ کا ذکر تو ہر وقت ہے اور ذکر کے معنی یہی ہیں کہ ہمیشہ یاد رکھا جائے۔ سب سے بڑا ذکر نماز میں قرآن کا پڑھنا ہے۔ نبی ﷺ نے کوئی ایسا ذکر نہیں بتایا جو مفرد کلمہ ہو بلکہ آپؐ نے سبحان اللّٰہ، الحمد للّٰہ، اللّٰہ اکبر اور لا الٰہ الا اللّٰہ وغیرہ ذکر بتلائے ہیں، ان میں کوئی اکیلا کلمہ نہیں ہے۔ قرآن وحدیث کے خلاف دین بنانے والے بے ایمانوں نے صرف اللہ اللہ کا ذکر بنایا ہے۔ انہی بے ایمانوں نے اللہ اور اسکے رسولؐ کے مقابلے میں یہ نیا دین بھی بنایا ہے کہ ہر ایک اللہ کی ذات کا ٹکڑا ہے۔ صرف اللہ اللہ یا کوئی بھی مفرد کلمہ ذکر کے طور پر اللہ کے نبیؐ سے ثابت نہیں ہے۔ اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ مسلم کی ایک حدیث آگئی ہے کہ اس وقت قیامت آئیگی جب اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ یہ تو اس معنوں میں آیا ہے کہ اس وقت کوئی مسلم مومن نہ ہوگا۔ حدیث میں یہ بھی آیا ہے قیامت مومنوں پر برپا نہیں ہوگی، قیامت سے پہلے سب مومن مرجائینگے۔ مسلم کی ایک اور روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جب لا الٰہ الا اللّٰہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اللہ اللہ کہنے والے سے مراد یہ ہے کہ اس وقت کوئی موحد نہ ہوگا سب کافر ہوں گے۔

63۔ سوال: جمعہ کا خطبہ کیا اُردو میں پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جمعہ کا خطبہ اُردو میں پڑھنے کی دلیل مجھے معلوم نہیں۔ سنتِ نبیؐ اور صحابہ کرامؓ کی سنت عربی میں پڑھنے کی ہے۔ مالک فرماتا ہے: یا یھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللّٰہ. (اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ جاؤ) جمعہ کا یہ خطبہ اللہ کا ذکر ہے اور ذکر غیر عربی زبان میں نہیں ہوسکتا۔ جیسے نماز میں یا نماز کے علاوہ قرآن کا پڑھنا ہے۔ نبی علیہ السلام کا قاعدہ تھا کہ جمعہ کی اذان کے بعد عربی میں خطبہ دیتے اور یہی صحابہ کرامؓ کا قاعدہ تھا۔ صحابہ کرامؓ نے بڑے بڑے ملک فتح کئے جن کی زبان عربی نہیں تھی۔ مگر کسی ایک جگہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہاں کی زبان میں یہ خطبۂ مسنونہ دیا گیا جو کہ ذکر ہے۔ ہاں مسنون خطبہ اور اذان سے پہلے میں اُردو میں تقریر کرتا ہوں اس وجہ سے کہ عمرؓ کے دورِ خلافت میں تمیم داریؓ صحابی نے عمرؓ سے دریافت کیا کہ آپ کے اس خطبے سے پہلے میں تقریر کرسکتا ہوں؟ عمرؓ نے کہا کیا تقریر کرو گے، مجھے سُناؤ۔ انہوں نے تقریر سنائی، تب عمرؓ نے انہیں اجازت دی۔ تو یہ خطبۂ مسنونہ سے پہلے ہے۔ اس کی بنیاد پر میں جمعہ کے خطبۂ مسنونہ سے پہلے تقریر کیا کرتا ہوں، ورنہ اذان ہو جانے کے بعد خطبۂ مسنونہ ہے جس کو اللہ نے ذکر کہا ہے۔ اور ذکر غیر عربی میں نہیں ہوسکتا۔ اس لئے جمعہ کے خطبے کو اُردو یا کسی بھی غیر عربی زبان میں دینے کے اجتہاد سے اجتناب کرتا ہوں اور جو لوگ دونوں خطبے اُردو یا کسی اور زبان میں دیتے ہیں میں اسے مناسب نہیں سمجھتا کیوں کہ میرے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

64۔ سوال: نماز کی حالت میں وسوسے آتے ہیں، بتائیں کیا کروں؟

جواب: عثمان بن ابی العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نماز میں وسوسے آتے تھے۔ میں نے نبی ﷺ سے اس کو بیان کیا، تو آپؐ نے فرمایا کہ جب ایسا معاملہ ہو تو تعوذ کرو اور بائیں جانب تین بار تھتکار دو۔ عثمان بن ابی عاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا اور وسوسوں نے میرا پیچھا چھوڑ دیا۔ یہ مسلم کی روایت ہے۔ نبی ﷺ کی اس بات کے متعلق لوگوں نے کہا ہے کہ یہ معاملہ اس صورت میں ہے کہ جب کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا ہو یا امام ہو۔ اس صورت میں تعوذ کرے اور بائیں جانب تین بار تھتکار بھی دے۔ اگر صف میں ہے تو صرف تعوذ پر قناعت کرے، تھتکارے نہیں کیونکہ برابر میں جو کھڑا ہے اسے معلوم نہیں، تم تھتکارو گے تو وہ بُرا مانے گا کہ اس پر تھتکار رہے ہو۔

65۔ سوال: قطب شمالی اور قطب جنوبی میں چھ مہینے کے دن اور چھ مہینے کی راتیں ہوتی ہیں وہاں پر

روزہ کس طرح رکھا جا سکتا ہے؟

جواب : قطب شمالی اور قطب جنوبی میں سارا کام چلتا ہے، وہاں پر روشنی کی شعائیں اور اشارے ہوتے ہیں۔ یہ تو سائنس کے لحاظ سے ہے اور اگر ایسا نہ بھی ہو تب بھی عام دنوں کی طرح روزہ رکھنا اور افطار کرنا ہوگا۔ جیسا کہ مسلم کی حدیث میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دجال نکلے گا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ کب تک رہے گا، فرمایا چالیس دن، اس میں ایک دن ایسا ہوگا جو ایک سال کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک مہینے کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا۔ اور باقی جو دن ہیں وہ تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ اس پر صحابہ کرامؓ نے پوچھا ان دنوں میں ایک سال کے برابر جو دن ہوگا تو اس میں کیا ہم ایک ہی دن کی پانچ نمازیں پڑھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، اندازہ لگانا۔ یعنی سال میں جتنے دن بنتے ہیں اور جتنی نمازیں بنتی ہیں اس کا اندازہ لگا کر اتنی ہی نمازیں پڑھنا ہوں گی۔

اس حدیث میں یہی مسئلہ آ گیا ہے۔ قطب شمالی اور جنوبی میں اگر اشارے نہیں بھی ہیں تو اندازہ لگا کر عام دنوں کی طرح سحری اور افطار کرنا ہوگا۔ جیسا کہ حدیث میں آ گیا کہ ایک دن ایک سال کے برابر ہو تو 5x365 نمازیں حساب کر کے عام دنوں کی طرح اندازہ کر کے پڑھو گے۔ ایسی باتیں جو ہیں ان کا حل بھی حدیث میں موجود ہے اور یہاں تو واضح چیز موجود ہے۔ بعض علاقوں میں ایسی بارشیں ہوتی ہیں کہ ہفتے ہفتے سورج نظر نہیں آتا، اندھیرا ہوتا ہے تو کیا وہاں پر فجر، ظہر، عصر، مغرب کی نمازیں نہیں پڑھی جاتیں؟

66۔ سوال: مجبوری کی حالت میں قربانی کے جانور پر عورت کا چھری پھیرنا جائز ہے؟

جواب : قربانی کے جانور کو مجبوری کی حالت ہی میں نہیں بلکہ عام حالت میں بھی عورتیں ذبح کر سکتی ہیں۔ بخاری نے باب باندھا ہے۔ اس میں ابو اشعریؓ کا قول لائے ہیں۔ ابو موسیٰ اشعریؓ اپنی بیٹیوں کو حکم دیتے تھے کہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرو۔ عورتوں کو ذبح کرنے سے تو مولوی اس لئے روکتا ہے کہ اگر عورتیں بھی اپنے ہاتھوں سے اپنی قربانی کے جانور ذبح کریں گی تو پھر اس سے کون چھری پھروائے گا، اس کا کاروبار ختم ہو جائے گا۔

67۔ سوال: وضو کے دوران کیا سلام کا جواب دے سکتے ہیں؟

جواب : فقہا نے لکھا ہے کہ نہیں۔ لیکن ان کے پاس اس کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے، وہ تو کہتے ہیں کہ وضو کے دوران بات بھی نہیں کر سکتے۔ حالانکہ بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ نے وضو کرنے والوں کو وضو کرنے کے دوران نصیحت بھی کی کہ اچھی طرح وضو کرو کیونکہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے

سنا ہے کہ ایڑیوں کیلئے آگ کا عذاب ہے، اور حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ عمرؓ کے دورِ خلافت میں عبداللہ بن عباسؓ ان کو وضو بھی کراتے رہے اور ان سے بات بھی کرتے رہے کہ سورۃ التحریم کی آیت ''ان تتوبا الی اللّٰہ فقد صغت قلو بکما'' نبی ﷺ کی کن دو بیویوں سے متعلق ہیں، عمرؓ نے وضو کے دوران ان کو اس کا جواب بھی دیا۔

68۔ سوال: جو لوگ آپ کے ساتھ نہیں ہیں کیا وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہیں کہ نہیں؟

جواب: جو لوگ ہمارے ساتھ شامل نہیں اگر ان کا ایمان صحیح ہے، ان کا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے اور وہ قرآن کے اوپر چلتے ہیں تو وہ بالکل مومن ہیں، لیکن آج کی زندگی میں ضروری ہے کہ دین کا وہی پیمانہ ہو جو صحابہ کرامؓ کا تھا، جو اللہ کی کتاب بیان کرتی ہے کہ ایمان لائیں اور ایمان کے رنگ میں رنگ کر دین کی صحیح دعوت دیں۔ اس دعوت میں وہی چیز ہو جو پیغمبروں کی دعوت میں تھی ''ان اعبدوا اللّٰہ واجتنبوا الطاغوت'' (اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت سے دُور ہو جاؤ) یعنی دعوت کی یہ اصل بنیاد ہو کہ اللہ کے بندے بن جاؤ اور اس کی بندگی کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو، طاغوت کی بات ماننے کے بجائے اس کا کفر کر کے اس کے دشمن بن جاؤ۔ اس دعوت کی حامل اگر کوئی جماعت ہے جو ایمان کے سارے تقاضے پورے کر رہی ہے تو وہ ہمارے ساتھ مل جائے یا ہمیں معلوم ہو جائے تو ہم خود اس سے ملنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن ابھی تک تو ایسی جماعت معلوم نہیں ہو سکی ہے بلکہ سب کے سب اللہ کے دشمن اور طاغوت کے پجاری نظر آتے ہیں۔ اس لئے ہم ان سے ملنے کی بجائے ان کو بھی طاغوت کا ہمدرد سمجھتے ہیں، کافر اس لئے مانتے ہیں کہ مالک فرماتا ہے: والذین کفروا اولیاء ھم الطاغوت جو طاغوت کو اپنا بڑا مانے یا رہنما سمجھے اور اس کو دوست بنائے تو اللہ ان پر کافر ہونے کا فتویٰ لگاتا ہے۔ ہماری اس سرزمین پر آج جو لوگ پائے جاتے ہیں جو کہ ایمان کے دعویدار بھی ہیں ان میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو اپنے آپ کو کسی نہ کسی جماعت سے منسوب نہ کرتا ہو۔ آپ کے سامنے ان جماعتوں کے سارے عقائد آ چکے ہیں، ان میں کوئی بھی مومن نہیں۔ ہاں اگر کوئی گروہ ایسا اُٹھتا ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق ایمان لاتا ہے، طاغوت کا کفر کرتا ہے تو وہ ہمارے سر کا تاج ہے ہم اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلیں گے اور موقع آیا تو رکاب ہاتھ میں لے کر چلیں گے، مگر اس وقت کوئی جماعت ایسی نظر نہیں آ رہی جو اس انداز سے دین کا کام کر رہی ہو۔

69۔ سوال: اللہ اپنے نبی پر کس طرح درود بھیجتا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

جواب: عربی زبان وادب کے لحاظ سے ایک ہی بات جو بندے کے لئے بھی آئے اور اللہ کے لئے بھی تو دونوں کے معنوں میں فرق ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **توبوا الی اللّٰہ توبۃ نصوحا** کہ میرے بندو! اللہ کی طرف پلٹو، اس سے توبہ کرو اپنی خطاؤں کا اظہار کرو، ندامت اور شرمندگی کے ساتھ، اس مالک سے وعدہ کرو کہ اس کام کو میں نے چھوڑ دیا ہے، اس کام کو دوبارہ نہ کروں گا۔ انشاء اللہ۔ یہ وہ توبہ ہے جو بندے کے لئے ہے۔ اور سورۃ البقرہ میں ہے کہ: **انہ ھو التواب الرحیم** ○ تم تو صرف توبہ کرتے ہو وہ تو بڑا ''تـوّاب'' ہے، بہت توبہ کرنے والا ہے۔ تو دیکھا یہ لفظ اللہ کیلئے بھی استعمال ہُوا ہے اور اللہ کے بندوں کے لئے بھی، مگر معنوں میں کتنا فرق ہے۔ بندہ اپنے کئے پر نادم ہوتا ہے، اعترافِ گناہ کرتا ہے اور اللہ سے معافی مانگتا ہے، اللہ اسکی توبہ قبول کرتا ہے، اللہ کا توبہ قبول کرنا ہی اس کا ''تـوّاب'' ہونا ہے۔

بالکل اسی طرح سورۃ الاحزاب کی آیت کا معاملہ ہے: **ان اللّٰہ و ملئکتہ یصلون علی النبی** کہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں **یا یھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیمًا** ○ اے مومنو! تم بھی نبی پر صلوٰۃ وسلام بھیجو۔ تو یہاں بھی عربی کا وہی قاعدہ ہے کہ ملائکہ بھی اللہ کے بندے ہیں اور مومنین بھی۔ جب یہ **اللھم صلی علیٰ محمد** ''اے اللہ محمد پر رحمتوں کی بارش کر'' کہتے ہیں تو یہ توحید کے متعلق اور شرک کے رَد میں بڑی دلیل ہے کیوں کہ اہلِ کتاب یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اور عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا کر شرک کیا ہے۔ یہ دعا کعب بن عجرہ اور ابوسعید خدریؓ وغیرہ کی احادیث میں کچھ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ آئی ہے۔ تو بتایا ہے کہ اے مومنو! نبی کے لئے ہم سے رحمت کی دُعا کرو اور فرشتے بھی کرتے ہیں اور جب ہم دعا کرتے ہیں کہ مالک محمد ﷺ پر اپنی رحمت فرما تو اس سے فوراً سمجھ میں آجاتا ہے کہ نبی ﷺ اللہ کے ساتھ شریک نہیں ہیں۔ اگر وہ اللہ کے ساتھ ساجھی ہوتے تو ان کو رحمت کی کیا پرواہ ہوتی۔ ہم جو ان کے لئے رحمت کی دُعا کرتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے بزرگ بندے اور برگزیدہ نبی تھے وہ بھی اللہ کی رحمت کے مستحق اور محتاج ہیں۔ اور جو اللہ کے لئے آیا ہے: **ان اللّٰــہ و ملئکتہ یصلون علی النبی** تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب فرشتے اور مومنین دُعا کریں گے تو اللہ تمہاری اس دُعا کو قبول کرے گا اور ان پر رحمتوں کی بے شمار بارش برسائے گا۔ اسی سورۃ الاحزاب کی ایک دوسری آیت میں ہے: **ھو الذی یصلی علیکم و ملئکتہ** مومنو! اللہ ہی ہے جو تمہارے اُوپر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تمہارے اُوپر صلوٰۃ بھیجتے ہیں، یہاں بھی وہی معنی ہیں کہ جب ایمان والے اللہ کی راہ میں چوٹیں کھاتے ہیں تو فرشتے ان کے لئے اللہ سے دُعائیں کرتے ہیں کہ مالک ان پر رحمتوں کی بارش

برسادے۔ **لیخرجکم من الظلمٰت الی النور** کسی تاریکی میں پھنس جائیں تو مالک انہیں نور کی طرف لے آ، تو اللہ ان کی دُعائیں قبول فرماتا ہے اور اپنے ان بندوں پر رحمت نازل فرماتا ہے۔ اب دیکھئے اللہ اور اس کے فرشتوں کا اللہ کے نبی پر صلوٰۃ بھیجنے کا مضمون ہے تو یہی بات سارے مومنوں کے لئے بھی ہے۔ اللہ کے نبی اور تمام مومنوں پر صلوٰۃ بھیجنے کے معنی یہی ہیں کہ جب بندہ اللہ سے دُعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دُعا قبول کرتا اور انؑ پر رحمت فرماتا ہے۔

70۔ سوال: عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کے متعلق فرمائیں اور یہ بھی بتائیں کہ وہ کس حیثیت سے آئیں گے کیونکہ بطورِ نبی تو وہ آنہیں سکتے؟

جواب: قرآن میں سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء وغیرہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے معاملے کا ذکر ہے۔ قرآن میں ہے کہ: **انا انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل علیھم**۔ ''قرآن جو ہم نے آپؐ پر اُتارا ہے تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ دُنیا والوں کے سامنے اس کی تشریح اور تفسیر کردیں اور اس کے جو معنی ہیں اس کی تبیین کردیں۔'' قرآن میں عیسیٰؑ کا ذکر اور حدیث میں اس کی تفصیل آئی ہے۔ قرآن میں مالک یہودیوں کی شرارت پر پکڑ کرتا ہے: **وبکفرھم و قولھم علی مریم بھتانا عظیما** ○ فرمایا کہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے یہودیوں کے بڑے بڑے علماء جو حق کو جانتے ہیں لیکن اسے قبول نہیں کریں گے۔ اس کی وجہ تو یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی کتابوں توریت اور انجیل کا کفر کیا، اللہ نے اپنی کتابوں میں اپنی بندی مریمؑ کی پاکدامنی کو واضح کیا، لیکن ظالموں نے اس سے پہلے بھی عیسیٰؑ کی پیدائش پر بہتان طرازی کی۔ اس کو اللہ نے بہتانِ عظیم قرار دیا ہے اس کی پاکدامنی کو واضح کیا ہے جو قیامت تک تلاوت کی جاتی رہے گی کہ وہ کنواری خاتون تھیں۔ دوسری بات کہ ان کا کہنا کہ: **انا قتلنا المسیح ابن مریم رسول اللّٰہ** انہوں نے پوری کوشش کر کے غداری و بغاوت پر ابھارنے کے الزامات لگا کر رومی گورنر کے ذریعہ پھانسی کا حکم لگوایا، پھر بڑے فخر سے اعلان کیا کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو قتل کردیا اور یہ بھی کہا کہ عیسیٰ ابن مریم کو ہم رسول اللہ مانتے ہیں چونکہ انہوں نے ہمارے خلاف اپنی زبان بند نہیں کی اس لئے ہم نے ان کے ساتھ یہ سلوک کیا۔ لہٰذا ہوشیار ہو جاؤ ہمارے کسی معاملے میں دخل نہیں دینا۔ مالک اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ: **و ما قتلوہ** انہوں نے ان کو ہرگز قتل نہیں کیا۔ ان کے قتل کی بات جھوٹ اور افتراء ہے۔ **وما صلبوہ** اور جو عیسائی کہتے ہیں کہ انہیں صلیب پر چڑھایا گیا ہے اس طرح سے وہ اپنے ماننے والوں کے لئے کفارہ بن گئے ہیں یہ بات بھی بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ یہ دونوں گروہ ظالم ہیں۔

ولکن شبه لهم   اصل بات یہ ہے کہ اللہ نے اپنی مشیت کو پورا کرنے کیلئے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ معاملہ مشتبہ ہو گیا۔ اس طرح یہودیوں اور عیسائیوں دونوں میں سے کسی کو بھی صحیح بات معلوم نہیں۔ محض ظن سے کام لے رہے ہیں۔ وان الذین.... لفی شک منه.... وما قتلوه یقینا (النساء:۱۵۷) فرمایا کہ ان دونوں گروہوں کے پاس کوئی حقیقی بات نہیں، نہ ان کے پاس حق ہے، یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ کو قتل کر دیا گیا یا صلیب دے دی گئی۔ سچی بات یہ ہے کہ وما قتلوه یقینا وہ انہیں قتل نہیں کر پائے ہیں بل رفعه الله الیه (النساء:۱۵۸) بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا ہے۔ یہ واقعہ چونکہ کائنات میں ایک ہی دفعہ واقع ہوا ہے اس وجہ سے لوگ اس میں شک کریں گے کہ یہ ناممکن ہے۔ اللہ کی بات کو جھٹلانے کے لئے دلیل دیں گے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کسی کو زندہ اُٹھالے۔ تو مالک فرماتا ہے: وکان الله عزیزا حکیما O (النساء:۱۵۸) اللہ کو پورا اختیار ہے جو چاہے کر سکتا ہے، اس کی قدرت ہر چیز پر حاوی ہے، وہ نہایت زبردست اور حکمت والا ہے، اس نے اسی میں حکمت سمجھی اور عیسیٰؑ کو اُٹھالیا۔ وان من اهل الکتٰب اور نہیں ہے ان اہل کتاب میں سے کوئی الا لیؤمنن به قبل موته. (النساء:۱۵۹) مگر ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا کیونکہ موت تو ان کو بہر حال آنی ہی ہے۔ جنہوں نے ان کا اُٹھایا جانا جھوٹ سمجھا تھا وہ بھی یقین لے آئیں گے اور جنہوں نے ان کا قتل کیا جانا سچ سمجھا تھا وہ بھی اور جنہوں نے یہ سمجھا تھا کہ عیسیٰ ابن مریم صلیب پر جان دے کر ان کا کفارہ بن گئے وہ سب یقین لے آئیں گے کہ ہماری بات غلط اور جھوٹی تھی۔ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ نے ان کو اُٹھالیا تھا، اب واپس آگئے ہیں۔ اور بخاری ومسلم کی حدیث میں ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ قیامت نہیں آئے گی کہ اس سے پہلے عیسیٰؑ ایک عادل، امت کے امام بن کر آئیں گے اور اس کے بعد دُنیا سے کفر وشرک نابود ہو جائیگا۔ کوئی کافر ومشرک باقی نہیں ہوگا، اس لئے جزیہ ختم کر دیں گے، جب کافر ہی نہیں تو جزیہ کس سے لیا جائے، سب مومن ہوں گے جو ایمان نہیں لائیں گے تو وہ قتل کر دیئے جائیں گے۔ صلیب موجود نہیں ہوگی، کیونکہ عیسائیوں کا زور ختم ہو چکا ہوگا۔ ان کو دیکھنے کے بعد سب ایمان لے آئیں گے یا جو ایمان نہیں لائیں گے وہ قتل کئے جا چکے ہوں گے، خنزیر لاپتہ ہو جائے گا۔ اس زمانے میں ایمان کی ایسی قدر وقیمت ہوگی کہ اگر ایک ایماندار سے کہا جائے کہ بیت المال اور سارا خزانہ لے جاؤ تو وہ کہے گا کہ میری نگاہ میں اس کی حیثیت اس سجدے سے بھی کم ہے جو میں اللہ کی بارگاہ میں کروں گا۔ بخاری ومسلم نے یہ روایت لاکر بتلا دیا کہ اس آیت وان من اهل الکتٰب.... موته کے یہ معنی ہیں کہ اللہ کے نبی عیسیٰؑ امیر ومنصف کی حیثیت سے پھر آئیں گے۔ خمینی کا جو مہدی منتظر

ہے وہ نہیں ہوگا۔ بخاری کی دوسری حدیث میں اور مسلم میں بھی ہے کہ مسلمانوں کا امیر ساری دنیا فتح کر چکا ہوگا اور دجال باقی رہ گیا ہوگا۔

مسلمانوں کا امیر عیسائیوں کی آخری طاقت کو توڑے گا۔ مزید بتایا گیا کہ ایک ایسا شہر ہے جو آدھا خشکی کے اندر ہے اور آدھا پانی کے اندر۔ قسطنطنیہ اس کا نام ہے جو آج خشکی میں ہے۔ اس کے اوپر مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان آخری معرکہ ہوگا اور اس میں مسلمان کوئی اسلحہ استعمال نہیں کرینگے، صرف تین نعرے ہوں گے: الله اکبر لا اله الا الله. ایک نعرے سے ایک طرف جوان کے معبد ہیں وہ برباد ہو جائیں گے اور دوسرے نعرے سے دوسری طرف اور تیسرے نعرے سے شکست ہو جائے گی۔ اور مسلمان جہاد فی سبیل اللہ کے بعد مالِ غنیمت جمع کر رہے ہوں گے اور انہوں نے اپنے وہ اسلحے لٹکا دیئے ہونگے جنہیں استعمال کرنے کا موقع ہی نہیں ملا ہوگا، کہ اتنے میں یہ خبر اڑ جائے گی کہ شام میں دجال کا وہ فتنہ جس کے متعلق نبی علیہ السلام نے بتایا تھا کہ اُٹھے گا، اور اللہ کے ہر نبی نے اپنی قوم کو اس فتنہ سے آگاہ کیا تھا، وہ دجال کا فتنہ سر اُٹھا چکا ہے۔ مسلم کی حدیث میں ہے کہ دجال کے حملے کی خبر سن کر یہ لوگ سب کچھ یعنی مالِ غنیمت چھوڑ کر واپس لوٹیں گے کیونکہ اب ایمان پر معاملہ ہے۔ پہنچنے کے بعد معلوم ہوگا کہ یہ خبر غلط تھی۔ اس کے کچھ دنوں بعد دجال کا حملہ ہوگا اور یہ مسلمان اس کے مقابلے میں اپنے امیر کی سالاری میں مقابلہ کرنے کے لئے انتظامات کر رہے ہونگے کہ صلوٰۃ کا وقت آجائے گا۔ ایک جماعت کھڑی کی جائیگی تو اتنے میں وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی مینارے سے دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہُوئے اُتریں گے۔ ایسا معلوم ہوگا کہ دیناس سے نہا کر ابھی نکلے ہیں۔ دیناس کہتے ہیں حمام کو۔ ان کے بالوں سے موتیوں کی طرح قطرے ٹپک رہے ہوں گے۔ مسلمانوں کا امیر پہچان کر ان سے کہے گا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں، واپس آئے ہیں تو میرے بجائے آپ امامت کیجئے۔ وہ کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم کو زیادہ حق ہے تو پہلی امامت وہی کرائے گا۔ ان کا یہ کہنا یہ ظاہر کرنے کیلئے ہے کہ میں نئی شریعت لے کر نہیں آیا، نبی ضرور ہوں کیونکہ نبوت چلی نہیں گئی، زندہ ہوں، وفات بھی نہیں ہوئی ہے، لیکن میں آخری نبی کی شریعت کا تابع ہو کر آیا ہوں اس لئے پہلی صلوٰۃ وہ مسلمانوں کے امیر کے پیچھے پڑھیں گے، اور اس کے بعد سارے معاملات اپنے ہاتھ میں لے لیں گے۔ پھر دجال کیساتھ جنگ کرینگے اور اس کو قتل کریں گے۔

بخاری ومسلم کی حدیث میں آتا ہے کہ ایسی جنگ ہوگی کہ اس میں دجال مارا جائیگا، اور اس کے جو ساتھی ہونگے جن میں ستر ہزار ایران کے شہر اصفہان کے یہودی ہونگے۔ شکست کھانے کے بعد یہ لشکری

پناہ کے لئے درختوں اور پتھروں کے پیچھے چھپیں گے، تو ہر درخت اور ہر پتھر پکار اُٹھے گا۔ بخاری کی دو حدیثوں میں ہے کہ ایک میں "یامومن" اور دوسری میں "یا مسلم" کے الفاظ آئے ہیں۔ درخت اور پتھر پکار کر کہیں گے: **تعال یهودی و رآنی** کہ آؤ میرے پیچھے یہودی چھپا ہُوا ہے۔ سوائے ایک غرقد کے درخت کے جو املی کے درخت کی طرح ہوتا ہے۔ مدینہ میں بقیع کے قبرستان میں وہ درخت تھا، اس لئے اسے بقیع غرقد کہا جاتا تھا، لیکن اب وہ موجود نہیں ہے۔ بس یہی ایک درخت ہے جس کے پیچھے یہودی چھپے ہونگے جو اعلان نہیں کریگا۔ یہاں تک کہ سب کو ختم کر دیا جائیگا۔ عیسیٰ کے اُٹھائے جانے اور پھر دُنیا میں دوبارہ واپس آنے کے متعلق یہ سب کچھ اللہ کے نبی ﷺ نے بتایا ہے جو بخاری اور مسلم کی احادیث میں تفصیل سے درج ہے۔

71۔ سوال: سورۃ النساء میں آتا ہے کہ اگر کوئی اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے تو اُسے رسول کے پاس حاضر ہو کر مغفرت کی دُعا کی درخواست کرنی ہوگی۔ وضاحت فرمائیں کہ اس حکم سے کیا مراد ہے؟

جواب: وہ آیت ہے: **ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما** O (النساء:64)

ترجمہ: اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت مانگتے اور اللہ کا رسول بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتا تو اللہ کو معاف کرنے والا اور مہربان پاتے۔"

یہ نبی ﷺ کی زندگی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی روش بتا کر اس کی توبہ کا انداز بتایا ہے کہ یہ منافق ہیں جو آپ پر ایمان کے دعویدار بھی ہیں لیکن منافقت کا یہ عالم ہے کہ ان کو کوئی مسئلہ درپیش آ جائے تو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ کے پاس فیصلہ کروانے آئیں گے تو ان کے خلاف فیصلہ پڑے گا۔ تو یہ ایسے ظالم ہیں کہ اپنے بڑوں کے پاس چلے جاتے ہیں فیصلہ کروانے کے لئے! گویا کہ زبان سے ایمان کا اقرار کر کے یہ آپ ﷺ کی توہین کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کو اس لائق نہیں مانتے کہ آپ ﷺ جو فیصلہ کریں اس پر یہ راضی ہو جائیں۔ تو مالک نے فرمایا کہ اگر ان میں سے کسی نے یہ کیا اور اب اس کو توبہ کی توفیق ملے تو پہلی چیز تو یہ ہے کہ اللہ سے توبہ کرے اور دوسری بات یہ ہے کہ جو اس نے سلوک کیا اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ کہ ان کے ہوتے ہوئے ان کو حکم بنانے کے بجائے ان منافقوں کو یا یہودیوں کے سرداروں کو حکم بنایا ہے، ان کا فیصلہ مانا ہے، تو ایمان کا جھوٹا اقرار کر کے صاف نبی ﷺ کی توہین کی ہے، لہٰذا جائیں ان کے پاس اور ان سے

کہیں کہ میں نے آپ کی توہین کی ہے کہ فیصلہ کروانے کے لئے ان منافقوں یا ان یہودیوں کے طاغوتوں کے پاس گیا ہوں اور اب میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں، آپ بھی اللہ سے میرے لئے مغفرت کی درخواست کیجئے! اللہ نے فرمایا تب کہیں جا کر تمہاری توبہ قبول ہوگی۔ تو یہ بات نبی ﷺ کے لئے ان کی زندگی تک مخصوص تھی۔ لیکن اس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی ان قبر پرستوں نے کہ اب نبی ﷺ کی قبر پر جانا چاہیے اور ان سے مغفرت کی دُعا کی درخواست کرنی چاہیے۔ تو ان سے کہیے کہ اس سے پہلے نبی ﷺ کو قبر میں زندہ مان کر قرآن کا منکر بننا پڑے گا۔ پھر ایک جھوٹی روایت لائے کہ ایک بدو آیا اور اس نے یہ آیت پڑھی اور اس کے بعد وہ آپ ﷺ کی قبر پر گر پڑا اور کہا کہ اللہ نے کہا ہے کہ جو اپنی جان پر ظلم کرے تو اللہ سے استغفار کرے اور نبی ﷺ بھی اس کے لئے استغفار کریں تو میں اپنی جان پر ظلم کر کے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ میرے لئے استغفار کریں، تو اندر سے آواز آئی کہ تجھے معاف کر دیا گیا۔ تو یہ بالکل جھوٹی روایت ہے۔ "یہ مزار یہ میلے" میں پوری سند لکھ کر اس کا جھوٹا ہونا میں واضح کر چکا ہوں۔ قبر پرستی کا شرک پھیلانے کے لئے اس طرح کی جھوٹی روایتیں بنائی گئی ہیں اور امت کو قبر پرستی کے شرک میں مبتلا کر کے اللہ کے عذاب کو دعوت دی گئی ہے۔

72۔ سوال: رُوحوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ سب ایک دن پیدا ہُوئی ہیں۔ اللہ نے ان سب سے اقرار لیا تھا۔ وضاحت کریں کہ تخلیق کے بعد اور پیدائش سے قبل رُوحوں کا قیام کہاں ہوتا ہے؟

جواب: اللہ نے رُوح سے متعلق تفصیل میں جانے سے منع فرمایا ہے کہ تم نہیں جان سکتے۔

ویسئلونک عن الروح ط قل الروح من امر ربی وما او تیتم من العلم الا قلیلا O

(بنی اسرائیل:85)

ترجمہ: "اور (اے نبی) یہ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ رُوح تو میرے رب کے حکم سے ہے اور تم لوگوں کو اس کے بارے میں بہت کم علم دیا گیا ہے۔"

اللہ ہی کو اس کا مکمل اور صحیح علم ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ انہیں یومِ الست میں نکالا۔ یہ نہیں آتا کہ سب ایک ساتھ ہی بنی تھیں۔ اور یہ کب بنی تھیں، قرآن و حدیث میں اس کی کوئی وضاحت نہیں۔ اس بارے میں جو حدیث بیان کی جاتی ہے وہ ابی کعبؓ کی ترمذی وغیرہ کی روایت ہے۔ بخاری و مسلم میں یہ

حدیث نہیں ہے۔ اور اس روایت میں ہے کہ اللہ نے انسانی روحوں کو جسم دیا، چھوٹا سا جیسے چیونٹی کا بچہ ہو، اور ان کو جمع کرنے کے بعد ان سے سوال کیا کہ **الست بربکم** (الاعراف:172) ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' سب نے کہا: **بلٰی شھدنا** ''کیوں نہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں''۔

اس آیت میں مالک آگے فرماتا ہے کہ ہم نے یہ عہد اس کے دُنیا میں آنے سے پہلے اس لئے لیا کہ اگر یہ انسان دُنیا میں آکر یہاں شرک کرے اور یوں شرک کر کے ہم کو گالی دے اور قیامت کے دن جب ہمارے پاس آئے اور ہم اس سے پوچھیں کہ تو نے شرک کیا، ہمیں گالی دی، تو یہ انسان کہیں یہ جواب نہ دے کہ مالک ہمیں تو شرک اور توحید کا پتہ ہی نہ تھا، ہمیں کیا معلوم، ہم کو توحید کی خبر ہی نہ تھی، ہمارے بڑے بوڑھے جو ہمارے بزرگوں کو دیکھتے آئے تھے، وہ جو کرتے تھے ہم نے سمجھا کہ یہی حق ہے، تو ہم یہ سب کچھ کرتے رہے، تو مالک ہمیں کیوں پکڑتا ہے، ان کو پکڑ جنہوں نے اس کو شروع کیا تھا۔ مالک فرماتا ہے کہ ہم نے دُنیا میں بھیجے جانے سے پہلے اِن سے یہ عہد لیا کہ ان کا یہ عذر ختم ہو جائے۔ بس اتنی ہی بات ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اتنا ماننا اور بیان کرنا ہی صحیح ہے۔ اور اس سے زیادہ کی کھوج میں پڑنا دل کی ٹیڑھ کا سبب ہے۔

73۔ سوال: جس مسجد میں یا محمد نہ لکھا ہو یا جہاں کا امام تنخواہ نہ لیتا ہو، تو کیا وہاں جماعت سے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: جماعت کی نماز وہاں ہوتی ہے جہاں صحیح العقیدہ امام ہو اور اس کے پیچھے بھی ایسے لوگ ہوں جن کے عقائد میں کوئی خرابی نہ ہو۔ ایسے ہی لوگوں کے مل کر صلوٰۃ ادا کرنے کو صحیح معنوں میں مومنوں کی جماعت کہا جا سکتا ہے۔ ایسی ہی جماعت کے لئے اللہ کا حکم ہے کہ: **وار کعوا مع الراکعین** O (البقرہ:43) ''رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔'' اور جہاں ایسا امام ہو جس کے عقائد میں کفر وشرک شامل ہو اور اس کے پیچھے بھی ایسا ہی ایمان رکھنے والے کھڑے ہوں تو ان کی جماعت کوئی جماعت نہیں۔ اور آج آپ خود دیکھ سکتے ہیں۔ کسی بھی امام سے جا کر چپکے سے پوچھ دیکھیں کہ مولوی صاحب! آج کل ایک گروہ اُٹھا ہے جو کہتا ہے کہ نبی ﷺ اپنی مدینے والی قبر میں زندہ نہیں بلکہ وفات پا چکے ہیں۔ تو وہ فوراً جامے سے باہر ہو جائے گا، اور اگر آپ اس سے یہ بھی پوچھ لیں کہ کیا دُرود وسلام کے اعمال نبی ﷺ پر پیش ہوتے ہیں یا اللہ پر کیونکہ ہم دُرود وسلام میں اللہ کے نبی ﷺ کے لئے رحمت کی دُعا کرتے ہیں تو یہ دُعا اللہ کے پاس جانی چاہیے جب کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ فرشتے دُرود وسلام نبی ﷺ پر پیش کرتے ہیں تو کیا فرشتے بھول کر یہ درود

نبی ﷺ کے سامنے لے جاتے ہیں؟ تو وہ اور زیادہ بپھر جائیگا۔ ہمارے ساتھی نے ایک مفتی سے یہی سوال کیا تھا کہ محترم ہم تو کہتے ہیں کہ **اللھم صل علی محمد**: اے اللہ رحمت فرما محمد پر ہم تو یہ دُعا اللہ سے کرتے ہیں اور آج دُنیا والے کہتے ہیں کہ فرشتے اسے لے جا کر نبی ﷺ کی قبر پر پیش کر دیتے ہیں۔ تو کیا فرشتے عربی بھی نہیں جانتے اور یہ نہیں سمجھتے کہ کس کو خطاب کیا ہے؟ مفتی صاحب نے اسے بجائے جواب دینے کے تھپڑ رسید کر دیا۔ تو یہ مسئلہ ہے۔ اس اُمت کے سارے مسالک کا یہی عقیدہ ہے۔ اور ہر جگہ یہی معاملہ ہے۔ تو چاہے مسجد میں یا محمد نہ لکھا ہو، چاہے امامت کرنے والا تنخواہ نہ لیتا ہو، مگر ان لوگوں کے عقیدے میں کفر وشرک پایا جاتا ہے۔ ان کے پیچھے ان کی امامت میں نماز جائز نہیں۔ یہ ہیں اس اُمت کے پیشوا۔ لوگ ان پر دولت نچھاور کرتے ہیں۔ ان کی پابوسی کے لئے آتے ہیں۔ ان کے پیروں کے دھوون پیتے ہیں۔ ان سے ہاتھ ملانا باعثِ سعادت سمجھتے ہیں۔ ان کا ایمان خالص نہیں۔ ان کی کوئی نماز نہیں۔ اللہ فرماتا ہے: **وار کعوا مع الراکعین.** یعنی ''رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔'' اور رکوع ان ناخالص ایمان کے حاملین پر فرض نہیں ہے۔ یہ لوگ صحیح مومن نہیں جبکہ نماز کے لئے تو مالک فرماتا ہے: **ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا.** (النساء:103) دیکھو ہم نے نماز ان پر فرض نہیں کی، صرف مومنوں پر فرض کی ہے۔ جس کا ایمان درست نہیں اس پر نہ نماز فرض ہے نہ روزہ، نہ حج زکوٰۃ۔ لہٰذا جو مومن ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ اپنی نماز ضائع کر کے ایک طرح سے اللہ کے وقار کو للکارتا ہے کہ دیکھ لے مالک! میں تیری کچھ پرواہ نہیں کرتا، کفریہ شرکیہ عقیدہ رکھنے والے کو امام بنا سکتا ہوں! ان لوگوں کو اللہ کے یہاں جانے کے بعد پتہ لگ جائیگا۔ صحیح مومن تو ان سے قطعی لاتعلق رہتا ہے اور دُعا کرتا ہے کہ مالک! میں جماعت چاہتا ہوں، مگر ان مساجد میں نہیں جاؤنگا جہاں غیر اللہ کو پکارا جاتا ہے، قرآن وحدیث کے خلاف عقائد رکھنے والوں کے پیچھے نہیں کھڑا ہوں گا۔ اور وہ کوشش کر کے اپنے ساتھیوں میں پہنچتا ہے کہ کہیں مومنوں کی جماعت مل جائے۔ یا پھر مجبوراً اپنے گھر میں پڑھتا ہے، دُکان پر پڑھتا ہے، بازار میں پڑھتا ہے۔ اور اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ کہیں کوئی مسجد بن جائے جہاں اللہ کے خالص بندے جمع ہو سکیں تا کہ جماعت کا ثواب پچیس سے ستائیس گنا ملے۔ اور جب تک یہ موقع میسر نہیں ہوتا وہ اللہ سے دُعا گو رہتا ہے کہ مالک! تیرے وقار کو نہیں للکاروں گا، مر جاؤں گا مگر کفریہ شرکیہ عقائد رکھنے والوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا۔ تو غیور مالک اگر چاہے تو اپنے ایسے غیرت مند بندے کے خلوص پر پچیس تو کیا پچیس ہزار گنا ثواب دیگا۔ جماعت کے ثواب سے بھی زیادہ۔ اور قیامت کے دن مالک میدانِ حشر میں لوگوں

سے کہے گا کہ یہ دیکھو یہ آ رہا ہے، میرا یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے تھا، دُنیا میں اس نے صرف میری بندگی کی، صرف توحید کا ساتھ دیا، کفر و شرک سے آلودہ عقائد رکھنے والوں کا دُشمن تھا، اور صرف میرے وقار کے لئے پوری دنیا سے لڑائی مول لئے ہُوئے تھا۔۔۔۔۔ لہٰذا اگر آپ ایمان دار ہیں تو ان بے ایمانوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اور اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ میں عالم نہیں ہوں کہ ہر امام کے عقیدے کی تحقیق کر سکوں، تو یہ بھی کوئی دلیل نہیں۔ ہم نے اپنے کتابچوں میں آج دُنیا کے جتنے بھی مسالک پائے جاتے ہیں، سب کے مشرکانہ عقائد واضح کر دیئے ہیں۔ اہل حدیث، حنابلہ اور سعودی عرب کے محمد بن عبدالوہاب کا بھی اور اس کے بیٹے کا بھی۔ اُن کا بھی یہی مشرکانہ عقیدہ ہے۔

74۔ سوال: اشاعت التوحید والسنۃ کے غلام اللہ خان کے عقائد کے متعلق بتایئے۔

جواب: غلام اللہ خان اپنی تفسیر ''جواہر القرآن'' میں سماعِ موتٰی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ عام طور پر تو یہ اجماعی مسئلہ ہے، لیکن بزرگوں نے بتایا ہے کہ نبی علیہ السلام سے ملاقات بھی ہُوئی ہے اور بات بھی، تو یہ عالمِ مثال کا معاملہ ہے۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ نبی علیہ السلام پر دُرود نہیں پیش کیا جاتا، فرشتے نہیں پیش کرتے تو بدعتی ہے، یعنی نبی ﷺ پر اعمال پیش ہونے کو ہم مانتے ہیں اور جو نہیں مانتا وہ بدعتی ہے۔ یعنی نبی ﷺ پر درود اور اعمال پیش ہونے کا عقیدہ حق ہے۔ اسی طرح لکھتے ہیں کہ دُعا میں بحق فلاں کہنا تو جائز نہیں، لیکن بحرمتِ فلاں کہنا جائز ہے۔ اور آخری دور میں تو وہ کہنے لگے تھے کہ یہ حیات فی القبر اور سماعِ موتٰی کا مسئلہ فروعی مسئلہ ہے۔ حالانکہ اس مسئلے کو کبھی خود انہوں نے اُٹھایا تھا دوسرے ساتھیوں سے مل کر۔ مگر آخر میں ان کا حال یہ ہو گیا تھا کہ کہتے تھے جو اس کو نہ مانے کہ نبی ﷺ پر اعمال پیش ہوتے ہیں تو وہ بدعتی ہے، اور دُعا میں بحرمتِ فلاں کہنا جائز ہے۔۔۔۔۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں۔۔۔۔ حالانکہ یہ ذات کا وسیلہ سب سے بڑا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ: **وللّٰہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ** (الاعراف:180) کہ اگر تم اللہ کو کوئی صدقہ یا وسیلہ پیش کرنا چاہتے ہو تو اللہ کے بہترین نام ہیں اس کی ذات اور صفات کے، اُن کو پیش کرو، اور ملحد نہ بنو کہ اللہ کے ناموں کے مقابلے میں اس کے کسی بندے کے نام، اُس کی ذات و صفات کو پیش کرنے لگو۔ مگر یہ اس شرک کے جواز کے بھی قائل ہیں۔ نیز اللہ فرماتا ہے کہ بندوں کے سارے کے سارے اعمال صرف اللہ کی طرف پلٹائے جاتے ہیں۔ اور مسلم کی حدیث میں نبی ﷺ نے بھی وضاحت فرما دی کہ تمام انسانوں کے اعمال پیر اور جمعرات کے دن اللہ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ لیکن آج پوری اُمت کا عقیدہ ہے اس کے برعکس ہو گیا ہے۔

میرے علم کے مطابق آج دنیا کا کوئی عالم ایسا نہیں ہے جو یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو، چاہے وہ محمد بن عبدالوہاب کیوں نہ ہو۔ وہ بھی اپنی کتاب التوحید میں لکھ گیا ہے کہ برزخ میں نبی ﷺ پر اُمت کے دُرود و سلام پیش کئے جاتے ہیں۔ اور یہ عبداللہ بن باز (مفتی اعظم سعودی عرب) اُن کے پوتے کی شرح پر جہاں یہ بات آئی ہے، اس پر حاشیہ لکھتے ہیں کہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ درود و سلام کے اعمال نبی علیہ السلام پر پیش ہوتے ہیں، باقی جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ امت کے تمام اعمال نبی علیہ السلام پر پیش ہوتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔ اور یہاں جو مفتی ولی حسن ٹونکی صاحب نے اپنے اس فتوے میں جس میں داڑھی منڈانے سے لوگوں کو منع کیا ہے، سب کچھ لکھنے کے بعد کہتے ہیں کہ داڑھی منڈانے والو! ذرا اس پر بھی غور کرو کہ فرشتے امت کے اعمال روزانہ نبی علیہ السلام پر لے جا کر پیش کرتے ہیں، تو جب تمہارے یہ اعمال اُن کے سامنے پیش ہوں گے تو انہیں کتنا دکھ ہو گا۔ بتائیں کیسا شرکیہ عقیدہ ہے کہ سارے اعمال نبی علیہ السلام پر پیش کر دیئے، اور ان کے دیو بندی مسلک کی جتنی مشہور مساجد ہیں، سب کے اندر یہ لگا دیا گیا ہے۔

75۔ سوال: سوادِ اعظم میں کون لوگ شامل ہیں؟

جواب: سوادِ اعظم سے وہ لوگ مُراد ہیں جو خالص مومن ہوں، توحید پر قائم اور شرک کے دشمن ہوں، وہ سوادِ اعظم ہیں، چاہے ان کی تعداد چند سو سے بھی آگے نہ ہو۔ اور جن کا ایمان صحیح نہیں، وہ کفار کے سوادِ اعظم تو ہو سکتے ہیں مگر ایمان والوں کے نہیں۔

76۔ سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ہر وقت صرف ایمان اور توحید کی ہی بات کرتے ہیں، یہی ایک موضوع ہوتا ہے۔ کچھ اور بھی ہونا چاہیے۔

جواب: توحید اور ایمان نہیں تو پھر کیا میں بے ایمانی کی بات کروں۔ توحید، سنت اور آخرت، یہ بڑی بڑی باتیں ہیں۔ ان کو چھوڑ کر آخر کیا رہ جاتا ہے؟ اگر لوگوں میں توحید آ جائے اور یہ شرک چھوڑ دیں، یعنی ان کا ایمان درست ہو جائے اور عقیدہ عین قرآن و سنت کے مطابق ہو جائے، اور ان کے اعمال، عبادت اور معاملات، دُنیا کے بجائے آخرت کو نگاہ میں رکھے ہُوئے ہوں، تو اس کے بعد اور کیا چاہیے۔ کیونکہ ہمیشہ سے یہی طریقہ رہا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہمیشہ جو بھی پیغمبر آیا ہے، کیا اس نے سب سے پہلے نماز کی تبلیغ کی ہے؟ ہر نبی نے سب سے پہلے یہی بات اُٹھائی ہے، ایمان کی بات، آخرت کا بُلاوا، توحید کا جوہری مسئلہ۔ اس کے بعد موقع آتا ہے اعمال کا۔ ہم یہاں کس کو نماز پڑھوائیں؟ کس سے روزے رکھوائیں؟ یہاں تو ایمان ہی نہیں ہے۔ پہلے ایمان تو ہو۔ آپ دیکھیں نوح علیہ السلام نے نوسو پچاس سال تبلیغ کی ہے۔ کیا

ہے کہیں اس میں نماز کا کوئی ذکر؟ صرف خالص اللہ کی بندگی کی دعوت ہے۔ نماز کا کہیں ذکر تک نہیں۔ تو آج اس اُمت کے اندر مسئلہ یہ نہیں۔ اصل مسئلہ یہ ایمان کا مسئلہ ہے۔ لیکن کبھی کبھی ایسا موقع بھی آتا ہے کہ ایمان کے ساتھ ساتھ اعمال کی تلقین بھی ہو جیسے قرآن میں بھی ہے۔ لہٰذا ہم یہی کرتے ہیں۔

77۔ سوال: کیا قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے؟

جواب: ہرگز نہیں۔ یہ صرف نبی ﷺ کی خصوصیت تھی کہ وہ مرد یا خاتون جو بھی مسجدِ نبوی کی خدمت کرتے تھے اور اُن کی وفات پر نبی ﷺ کو صحابہ نے اس لئے خبردار نہیں کیا کہ رات کا وقت ہے۔ تو آپ کو یہ خیال ہوا کہ ان لوگوں نے شاید اس کی غربت کی وجہ سے اس کو حقیر جانا اور مجھے خبر نہیں کی۔ تو آپؐ نے ان کے اس خیال کو غلط ثابت کرنے کے لئے فرمایا کہ مجھے لے چلو جہاں وہ دفن کیا گیا ہے۔ تو وہاں پہنچ کر آپؐ نے ان کی نماز پڑھی۔ حالانکہ آپؐ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ قبرستان میں نماز نہیں ہوتی۔ مگر یہ معاملہ بالکل مختلف ہے۔ اور یہ آپؐ کی خصوصیت ہے کہ اس میں یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ اللہ کا کوئی غریب بندہ ہے، بہرحال اس کا یہ ہے کہ اس پریشان حالی میں بھی وہ مسجد کی صفائی کرتا تھا، خدمت کرتا تھا، تو غریب سہی، مگر اللہ کے یہاں اس کی قیمت اور اس کا مقام ہے، لہٰذا اس کو حقیر نہ سمجھا جائے۔ یہ ایک خاص واقعہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایسا کیا ہے۔ یہ سب کے لئے نہیں ہے۔

78۔ سوال: نبی ﷺ کا کیا مقام ہے؟

جواب: اللہ کے بندوں میں سب سے بڑھ کر ہے۔ مگر جو یہ کہتے ہیں ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' تو یہ خالص کفر ہے۔ دو ایک جیسی چیزوں میں مقابلہ و موازنہ ہوتا ہے جیسے میری ٹوپی آپ کی ٹوپی سے اچھی ہے، میرا گھوڑا آپ کے گھوڑے سے اچھا ہے۔۔۔۔ اب یہ تو کوئی نہیں کہتا کہ میری سائیکل آپ کی موٹر سے اچھی ہے۔ لیکن ان ظالموں نے اللہ اور رسول میں مقابلہ کر دیا۔ یہ خالص کافرانہ بات ہے۔ وہ اللہ کی ذات! بندوں سے کیا مقابلہ! بات پوری کہو کہ اللہ کے رسولؐ بندوں میں سب سے بڑھ کر ہیں۔

79۔ سوال: کیا موسیٰ علیہ السلام دُنیاوی قبر میں نمازیں پڑھتے تھے؟

جواب: معراج کے موقع پر نبی ﷺ بیت المقدس میں پہنچ کر، مسلم کی روایت کے مطابق سارے انبیاء کی صلوٰۃ میں امامت فرمائی۔ اس بات کو بتانے کے لئے کہ آپؐ آخری نبی ہیں اور پیغمبروں کے امام بھی، اللہ تعالیٰ نے معجزے کے طور پر خرقِ عادت دنیاوی زندگی کی شکل میں تمام انبیاء کو یکجا کر دیا اور آپؐ سے

سارے نبیوں کی صلوٰۃ میں امامت کروائی۔ اس صلوٰۃ کی ادائیگی کے بعد جب آپؐ اُوپر آسمانوں میں پہنچتے ہیں تو ان نبیوں کو دوبارہ دیکھا، جنہیں بوقتِ امامت بیت المقدس میں دیکھ چکے تھے اور حدیث میں ارشاد بھی فرمادیا کہ فلاں فلاں نبیوں کو امامت کے وقت دیکھا۔ لیکن انہی کو جب اُوپر آسمانوں میں دیکھا تو بار بار اپنے ہمراہی جبرئیل سے پوچھنا پڑا کہ من ھذا یا جبرئیل (اے جبرئیل یہ کون ہیں؟)۔ آسمان پر آدمؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ مختلف انبیاء علیہم السلام کو دیکھا لیکن ان سب کے لئے پوچھا کہ یہ کون ہیں، یہ کون ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ دنیاوی قبر میں صلوٰۃ ادا کرنے والے موسیٰ علیہ السلام اپنے برزخی جسم کے ساتھ نہ تھے۔ ورنہ یہ پوچھنے کی ضرورت پڑتی نہ کہ یہ کون ہیں کیونکہ تھوڑی دیر پہلے ہی تو دنیا میں صلوٰۃ کی امامت کرتے ہُوئے انہیں دیکھا تھا۔ دراصل یہ واقعہ معراج ایک معجزہ تھا اور معجزے کا ہر واقعہ خرقِ عادت یعنی معمول کے خلاف ہوتا ہے جس کو بنیاد بنا کر یہ عقیدہ ثابت کرنا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی دُنیاوی قبروں میں صلوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اسی طرح دوسرے مُردے بھی اپنی اپنی دنیاوی قبروں میں زندہ ہیں، ایک باطل استدلال ہے۔

80۔ سوال: ڈاکٹر صاحب یہ جو قرآن میں کہا گیا ہے کہ آپس میں تفرقہ نہ ڈالو اور نبی ﷺ نے بھی تفرقہ بازی سے منع کیا ہے بلکہ یہاں تک کہا کہ صرف ایک گروہ بخشا جائیگا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ اس کے باوجود آج کل یہاں جتنے فرقے بن رہے ہیں یا بن چکے ہیں تو اس کا کیا جواز ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واعتصموا بحبل اللّٰه جميعا ولا تفرقوا. (آل عمران:102) مالک ایک خاص بات کہتا ہے کہ تم سارے لوگ جو ایمان کے اقراری ہو، سب اللہ کی رسّی یعنی قرآن و حدیث سے چمٹ جاؤ۔ اور اگر یہ رہا کہ قرآن و حدیث کے علاوہ تمہارے سامنے کسی فلسفی کی بات، تمہارے باپ دادا کی رِیت، کسی بڑے کا قول وغیرہ تم نے دین میں داخل کیا تو یہ تفرقہ ہے۔ اس سے تمہارے اندر وحدت باقی نہیں رہے گی، اکائی ٹوٹ جائے گی۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ وحدت کی بنیاد یہی حبل اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تعالوا الى كلمة سواء بيننا و بينكم الا نعبد الا اللّٰه. (آل عمران:46) کہ ہم اللہ کو اکیلا مان لیں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ یہ ایک کلمہ ہے۔ جس میں بتایا ہے کہ اس کی طرف بلاؤ۔ پھر جو یہ بات نہ مانے تو قرآن و حدیث سے ہٹ کر کوئی اپنی بات چلانا چاہے تو یہ تفرقہ اندازی ہے۔ فرقہ بندی یہ نہیں ہے کہ آپ قرآن و حدیث کی طرف بلائیں کہ اللہ کے نبی مدینے والی قبر میں زندہ نہیں ہیں، درود و سلام نہیں سنتے۔ اب دوسرا یہ کہتا ہے کہ نہیں صاحب اللہ کے نبی تو اسی مدینے والی قبر میں ہی زندہ ہیں، درود و سلام سنتے ہیں، تو گویا وہ اس حبل اللہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں، جس کو لے کر ہم چل رہے ہیں۔ اب

ہم ان کو اپنے ساتھ لے کر کیسے چل سکتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ قبر میں نبی ﷺ پر ازواجِ مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ اہلِ حدیث کہتے ہیں کہ نبی ہی نہیں بلکہ سارے مردے زندہ ہیں، دیکھتے اور سنتے ہیں۔۔۔۔ یہ ساری باتیں قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ یہ تفرقہ بازی ہے۔ جو بات قرآن وحدیث کے خلاف کہی جائے وہی تفرقہ ہے اور جو عین قرآن وحدیث کے مطابق ہو تو وہ حبل اللہ ہے جس سے تمسک کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ لوگوں نے اس حبل اللہ کو چھوڑ کر اپنی بنائی ہُوئی چیزوں کو تھام کر گروہ و فرقے بنا لئے ہیں اور **کل حزب بما لدیھم فرحون**۔ (الروم: ۳۲) اللہ کے دین کو انہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور ہر ایک کے ہاتھ جو آیا ہے وہ اسی میں مگن اور خوش ہے اور پھر اس طرح کی باتیں بنائی جاتی ہیں کہ ہم اہلِ سنت والجماعت ہیں، ہم نبی کو نور کا مانتے ہیں۔۔۔۔ دوسرے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی وفات نہیں ہوئی، ہمارے بزرگ قاسم نانوتوی نے آبِ حیات میں لکھ دیا ہے کہ وفات کے بعد نبی ﷺ کی رُوح جسم سے نہیں نکلی۔۔۔۔ تیسرا گروہ سب مُردوں کو زندہ مانتا ہے۔ یہ تینوں گروہ خلافِ قرآن بات کہتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے: **قالت الیھود لیست النصاریٰ علیٰ شیء و قالت النصاریٰ لیست الیھود علیٰ شیء** (البقرہ:112) یعنی یہودی کہتے ہیں کہ عیسائیوں کا عقیدہ غلط ہے ان کے پاس کچھ بھی نہیں اور اسی طرح عیسائی کہتے ہیں کہ عیسائیوں کا عقیدہ غلط ہے ان کے پاس کچھ بھی نہیں۔ یہی حال ہمارے یہاں سارے فرقوں کا ہے۔ دیوبندی ہوں، بریلوی ہوں یا اہل حدیث، یہ سب تفرقہ باز ہیں، یہ سب حبل اللہ کو چھوڑ کر اپنے اپنے مسالک سے تمسک کئے ہُوئے ہیں۔ اب اگر کوئی انہیں حبل اللہ کی طرف بلاتا ہے تو یہ تفرقہ بازی نہیں بلکہ عین دین ہے، دعوتِ حق ہے، اسلام کی خدمت ہے۔

81۔ سوال: کیا حرمین کے علماء صحیح مسلک پر ہیں؟

جواب: صحیح مسلک پر نہیں ہیں۔ جیسا کہ میں نے بار بار بتایا ہے، ان میں دو باتیں کفر وشرک کی موجود ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو مدینے والی قبر میں زندہ مانتے ہیں، درود وسلام سننے کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ بھی کہ جو درود وسلام دُور سے پڑھا جائے، فرشتے اسے پہنچا دیتے ہیں۔۔۔۔ گویا فرشتے یہ بھول جاتے ہیں کہ **اللھم صل علیٰ محمد** (اے اللہ محمدؐ پر رحمت فرما) پڑھ کر ہم اللہ سے نبی ﷺ کے لئے دُعائے رحمت کرتے ہیں لیکن یہ اسے اللہ کے بجائے نبیؐ کے پاس لے جاتے ہیں!

82۔ سوال: کیا اہلِ کتاب مشرک شخص کسی مومن کی نمازِ جنازہ اور نکاح پڑھا سکتا ہے؟

جواب: نکاح میں اصل چیز گواہ اور ایجاب وقبول ہے۔ کسی مومن ومشرک سے پڑھوانے کی کوئی قید نہیں۔

مشرکین سے برأت وبیزاری کے اظہار کے لئے ان سے نکاح بھی نہ پڑھوایا جائے۔ لیکن اگر مجبوری ہو، مومن نکاح پڑھانے والا نہ ہو اور کوئی مشرک پڑھا دے تو نکاح ہو جائے گا۔ البتہ کسی مومن کی نمازِ جنازہ کوئی مشرک نہیں پڑھا سکتا۔ یہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ مومن کو چاہیے کہ وصیت کر جائے کہ اس کی نمازِ جنازہ کوئی مومن ہی پڑھائے۔

83۔ سوال: ہمارے یہاں چھوٹے بچوں کا بچپن میں نکاح کر دیا جاتا ہے اور بڑا ہونے پر صرف رسم ادا کی جاتی ہے اور لڑکی کو رخصت کر دیا جاتا ہے اور زوجین کی مرضی معلوم نہیں کی جاتی۔ کیا اس طرح کیا ہُوا نکاح درست ہوتا ہے؟

جواب: ایسے معاملے میں ولی کو اختیار ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے زوجین کے وَلیوں کو اس بات کا اختیار دیا ہے کہ وہ بچے اور بچی کا عقدِ نکاح باندھ دیں تو یہ نکاح ہو جاتا ہے۔ اب بالغ ہونے پر لڑکے اور لڑکی دونوں کو اختیار ہے کہ چاہیں تو اس نکاح کو برقرار رکھیں چاہیں ختم کر دیں۔ ایسے نکاح میں شوہر طلاق دے سکتا ہے اور بیوی رُخصت ہونے سے انکار کر کے اس نکاح کو ختم کر سکتی ہے۔

84۔ سوال: واقعہ معراج پر روشنی ڈالیں کہ جسطرح یہ منایا جاتا ہے درست ہے؟ کیا یہ معراج جسمانی تھی؟

جواب: واقعہ معراج بالکل یقینی ہے۔ قرآن اس پر شاہد ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کو انکے رب نے اپنی بارگاہ میں بلایا اور آپؐ اپنے عنصری جسم کے ساتھ گئے۔ یہ کوئی خواب کا معاملہ نہیں تھا۔ شیعوں کے نزدیک یہ رُوحانی معراج تھی۔ محمد بن اسحٰق نے اپنی شیعت کا ثبوت دیتے ہُوئے روایت کیا ہے کہ عائشہؓ اسے رُوحانی معاملہ سمجھتی ہیں کہ معراج کے موقعہ پر آپؐ کا جسم اپنے بستر سے غائب نہیں ہُوا تھا۔ یہ شخص یہ بات امیر معاویہؓ سے بھی منسوب کرتا ہے۔ یہ بالکل جھوٹا شخص ہے۔ معراج سے متعلق صحابہؓ میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ سب کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی ﷺ اپنے جسم کے ساتھ جبرئیل کے ساتھ براق پر بیت المقدس گئے اور وہاں سے آسمانوں تک، اور جبرائیل کی معیت میں ساتوں آسمانوں کی سیر کی۔ یہ بالکل حقیقی بات ہے۔ لیکن یہ بات محقق ومعلوم نہیں کہ معراج کس زمانے کا واقعہ ہے۔ بعض نے کہا کہ مکے کا شروع دَور کا واقعہ ہے۔ جب سال ہی صحیح طور پر معلوم نہیں تو مہینہ اور تاریخ کا تعیّن کیسے درست ہو سکتا ہے۔ اور جس طرح سے اس واقعہ کو منایا جاتا ہے، یہ کسی ایک حدیث سے بھی ثابت نہیں۔ یہ صوفیوں اور شیعوں کی خالص اختراع ہے۔ عبدالقادر جیلانی صاحب نے غنیۃ الطالبین میں اس کی بڑی تعریف کی ہے۔ اور جتنے بھی صوفی ہیں سب ہی اسکو مانتے ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں کوئی بھی روایت درست نہیں۔ کسی صحیح روایت میں اسکی کوئی فضیلت نہیں

بیان ہوئی، نہ اسکے روزے اور رَت جگے کے بارے میں بتایا گیا ہے، بات دراصل یہ ہے کہ جب ان لوگوں میں اصل دین باقی نہ رہا تو کچھ نہ کچھ تو ان کو کرنا ہی ہے۔ کچھ رسمیں اور رواج ایجاد کر لئے تا کہ لوگ مشغول رہیں اور اس طرح سے دین کے بیوپاریوں کا کاروبار بھی چلتا رہے اور وہ اپنی کمائی کھری کرتے رہیں۔

85۔ سوال: معراج میں کیا نبی ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟

جواب: عائشہؓ سے مسروقؒ نے پوچھا کہ کیا نبی ﷺ نے اللہ کو دیکھا تھا؟ عائشہؓ نے جواب دیا کہ میرے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے، تم نے یہ کیسی بات کہہ دی! جس نے یہ کہا کہ نبی ﷺ نے اللہ کو دیکھا، وہ جھوٹا ہے۔ (بخاری کتاب التفسیر، سورۃ النجم) لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اللہ سے ہاتھ ملایا، اللہ تو پردے میں تھا، انگوٹھی سے پہچانا، لیکن یہ انگوٹھی علیؓ کی تھی، جب آپ ﷺ کا پاؤں پھسلا تو ہمارے غوث صاحب نے بڑھ کر تھام لیا، اسی وجہ سے دست گیر کہلاتے ہیں۔

اسی قسم کی باتیں یہودیوں کی کتاب عہد نامہ عتیق (Old Testament of Bible) میں یعقوب علیہ السلام کے بارے میں لکھی ہیں۔ یعقوب وہ اس معنی میں لیتے ہیں کہ سب سے بڑا پہلوان۔ ان کا اللہ سے کسی بات پر جنت میں تنازعہ ہو گیا تو انہوں نے اللہ سے کشتی لڑی اور (نعوذ باللہ) اللہ کو پچھاڑ دیا۔ ابھی تک ان کی کتاب توریت میں لکھا ہوا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی آخری کتاب قرآن مجید کی حفاظت نہ فرماتا تو یہ باتیں اس کتاب میں بھی آجاتیں۔ کیماڑی کے مولوی یعقوب صاحب نے گیارہویں کی ایک محفل میں کہا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ میں طاقت نہیں جبکہ عالم یہ ہے کہ یہی ''حضور غوث پاک'' جب ماں کے پیٹ میں تھے، والدہ خوبصورت اور جوان تھیں، ایک غیر مرد نے بُری نگاہ سے ان کو دیکھا۔ ''حضور غوث پاک'' ماں کے پیٹ سے تلوار لے کر باہر آگئے اور اسے قتل کر دیا! یہ عالم ہے کہ رامپور کے چیف جسٹس نے اپنی کتاب ''فلاح دارین'' میں لکھا ہے کہ ''غوث پاک'' کی پیدائش کے وقت ان کی والدہ دردِ زہ میں مبتلا ہوئی لیکن ان کی پیدائش نہیں ہوئی۔ والد پریشان ہو گئے۔ ایک بزرگ کے پاس پہنچے کہ بیوی تکلیف میں مبتلا ہے، یہ معاملہ ہے۔ انہوں نے مراقبہ کیا اور بتایا کہ اس طرح ولادت نہیں ہو سکتی، وہ سردارِ اولیاء ہیں، اس طرح برہنہ آنا نہیں چاہتے۔ انہوں نے کہا حضرت کچھ تو کیجئے۔ انہوں نے کہا اچھا یہ میرا صافہ لے جاؤ۔ اپنے سیاہ رنگ کے صافے سے ایک بالشت کا ٹکڑا کاٹ کر دیا اور کہا کہ اپنی بیوی سے کہو کہ اسے کھالے۔ پھر وہ کالا لنگوٹ پہن کر باہر آئے!۔

86۔ سوال: ڈاکٹر صاحب لوگ کہتے ہیں کہ دیوبند کے علماء نے برِصغیر میں دین کا بڑا کام کیا ہے، کیا یہ

صحیح ہے؟

جواب: یہ کون سے علماء کی بات کرتے ہیں! کیا شبیر احمد عثمانی اور اس کے استاد محمود الحسن جو کہ اسیرِ مالٹا کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ ان کا نام لیتے ہیں تو ان دونوں کی تفسیر چھپی ہے۔ تفسیر عثمانی کے نام سے۔ اس میں دیکھ لیں کہ قرآن کریم کی پہلی سورۃ ''سورۃ الفاتحہ'' کی آیت ''**ایاک نعبد و ایاک نستعین** '' کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ مدد تو صرف اللہ ہی سے مانگنی چاہیے، لیکن اگر اللہ کے کسی مقبول بندے کو محض واسطۂ رحمتِ الٰہی قرار دے کر غیر مستقل سمجھتے ہُوئے استعانتِ ظاہری اس سے کر لی جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ یعنی یا رسول مدد، یا علی مدد اگر پکار لیا جائے تو یہ جائز ہے۔ تو یہ ہیں دیوبند کے علماء جو قرآن کی پہلی ہی سورۃ میں جو توحید کی سب سے بڑی آیت ہے اس میں شرک کو بھرتے ہیں۔ سارے دیوبندی علماء کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ مدینہ والی قبر میں زندہ ہیں، سنتے ہیں، دیکھتے ہیں اور ان پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ اور اُن کی قبر کی جو مٹی ان کے جسم سے مَس کئے ہُوئے ہے وہ خانۂ کعبہ اور اللہ کے عرش و کرسی سے بھی زیادہ افضل ہے۔ یہ ساری باتیں ان کے عقائد کی کتاب ''عقائد علمائے دیوبند'' میں لکھی ہُوئی ہیں، جو کہ اُردو ترجمے کے ساتھ چھاپی ہے انہوں نے۔ اور جو ان کے اس وقت کے سب سے بڑے عالم ہیں، مفتی اعظم پاکستان ولی حسن ٹونکی صاحب، اُس نے میرے خلاف فتویٰ جاری کیا ہے ڈاکٹر عثمانی نبی ﷺ کی ذات کا وسیلہ نہیں مانتا، اور یہ اس کو بھی نہیں مانتا کہ آپؐ مدینہ والی قبر میں زندہ ہیں۔ دیکھتے ہیں، سُنتے ہیں اور آپؐ پر اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں، اس لئے یہ کافر ہے۔ تو تین باتیں تو پیش کر دیں اور چوتھی نہیں پیش کی کہ ڈاکٹر عثمانی یہ بھی نہیں مانتا کہ اللہ کے مقبول بندے علیؓ سے استعانتِ ظاہری کرتے ہُوئے یا علی مدد پکارنا جائز ہے، اس لئے یہ کافر ہے۔ تو یہ حال ہے ان کا کہ جو ان کے مشرکانہ عقائد کو نہ مانے وہ ان کے نزدیک کافر ہے!۔ یہ ہیں ان کے عقائد جو آپ ان کی کتابوں میں دیکھ سکتے ہیں۔

میں یوسف بنوری دیوبندی سے پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن وہ کہنے لگا کہ میرے والد سے ان کے شاگردوں نے وضو کے متعلق ایک مسئلہ پوچھا۔ میرے والد نے ایک طویل خاموشی کے بعد اس کا جواب دیا۔ شاگردوں نے اس طویل خاموشی کی وجہ پوچھی، تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ایک جاہل آدمی ہوں، مجھے تم لوگوں کے اس سوال کا جواب نہیں آتا تھا۔ لہٰذا میں نے مدینے والے سے پوچھا، انہوں نے بتایا تو میں نے تم لوگوں کو جواب دیا۔ آپ اندازہ لگا لیجئے ان کے عقائد کا۔

میں جب 1965ء کی جنگ سے واپس آیا تو یوسف بنوری صاحب سے ملنے گیا۔ مجھے کہنے لگے تمہیں

معلوم ہے یہ پاکستان کو فتح کیوں ہوئی؟ میں نے کہا حضرت بتائیے۔ کہنے لگے کہ جیسے شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ کچھ ایسے اولیاء ہوتے ہیں جو مرنے کے بعد فرشتوں کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ تو جب ہندوستان نے حملہ کیا تو ان اولیاء کا ایک وفد نبی ﷺ کی خدمت میں گیا اور فریاد کی کہ یارسول اللہ آپکی اُمت پر ہندوؤں نے حملہ کر دیا ہے۔ آپ اپنی اُمت پر توجہ فرمایئے اور دشمن کو برباد کر دیجئے۔ نبی ﷺ نے جواب دیا کہ نہیں، یہ پاکستانی بڑے فاسق و فاجر لوگ ہیں، میں ان پر بالکل توجہ نہیں کرونگا۔ ان لوگوں نے بہت آہ وزاری کی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تم لوگ فاطمہؓ کے پاس جاؤ، شاید اسکا دل پسیج جائے۔ تب یہ لوگ فاطمہؓ کے پاس گئے ہیں اور اُنکا دل پسیج گیا، تب ہمیں فتح ہوئی۔ تو یہ ہیں ان کے عقائد۔

بنوری صاحب نے میرے پاس اپنا آدمی بھیجا کہ میں قادیانیوں کے خلاف تحریک اُٹھا رہا ہوں۔ آپ بھی ساتھ دیجئے۔ میں نے جواباً کہا کہ بلاشبہ قادیانی کافر ہیں۔ کیونکہ وہ ختمِ نبوت کے منکر ہیں۔ اُن میں ایک کفر ہے۔ لیکن آپ دیوبندیوں میں تو ہزاروں کفر ہیں۔ یہ تو وہی بات ہے کہ جیسے شراب پینے والا کہے کہ چرس پینے والے کو بند کر دو۔ ظالم تم خود تو شراب پیتے ہو۔ تو یہ حال ہے ان کا، یہ کوئی آج کی بات نہیں، میں بارہ سال سے یہی چیخ رہا ہوں لیکن کوئی دیوبندی اور اہلحدیث آ کر نہیں کہتا کہ جناب یہ تم غلط کہہ رہے ہو، ایسا نہیں ہے۔ میں نے جو چیز بھی بتائی ہے تو انکی کتابوں کے فوٹو دیئے ہیں۔ تو یہ ہے انکا حال!

اور یوسف بنوری صاحب نے اپنے والد کے بارے میں جو لکھا ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ علیؓ اللہ کے عرش کے اُوپر بیٹھے ہوئے ان کا نکاح پڑھا رہے تھے۔ اس طرح انہوں نے اللہ کے عرش پر علیؓ کو بٹھا دیا۔ اور سارے دیوبندی عالم اس بات کو مانتے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ نبی ﷺ میرے والد کے پاس آئے اور کہا کہ اے زکریا جب تمہارے سر میں درد ہوتا ہے تو میرے سر میں بھی درد ہوتا ہے اور جب تم بیمار پڑتے ہو تو میں بھی بیمار پڑتا ہوں۔ اور ان کے والد کے خادم تھے بادشاہ خان نبی ﷺ نے اُس سے آ کر کہا کہ بادشاہ خان! جیسے تم زکریا کی خدمت کرتے ہو ایسے میں بھی کرتا ہوں۔ تو آپ لوگ کیا سمجھتے ہیں ان کے والد کو، کوئی معمولی آدمی تھے! یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کھیلے ہیں۔ تو یہ حال ہے ان دیوبندیوں اور ان کے علماء کا۔ تو آپ خود سوچ لیں کہ کیا بنے گا ہمارے دین کا؟

87۔ سوال: ڈاکٹر صاحب! کیا امام مہدی آئیں گے؟

جواب: ہاں آئیں گے! اُدھر سے، خمینی کے ایران کی طرف سے؟ حدیث میں آیا ہے کہ یہ دجّال اصفہان (ایران) کے ستر ہزار لوگوں کے ساتھ آئے گا۔ تو یہ معاملہ ہے ان شیعہ ظالموں کا۔ اللہ کے ان سے بڑے

دشمن یہودی بھی نہیں ہیں۔ انہوں نے ہی مہدی بنایا ہے اب کہاں تک امام بناتے؟ جب بارہویں امام تک پہنچے، جس کو انہوں نے مہدی المنتظر، اور الحجۃ، کتنے نام رکھے ہیں ان ظالموں نے! تو ان کا کہنا ہے کہ وہ جب چار برس کا تھا تو اپنے مخالف سُنیوں کے خوف سے سرمن رای، عراق میں جو غار ہے۔ اُس میں چُھپ گیا۔ اور علیؓ کا جو اصلی قرآن، جو اِس قرآن سے چھ گنا بڑا تھا اور سلیمان علیہ السلام کی انگشتری اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو نہ جانے اُسے کہاں پڑا ہُوا مل گیا تھا۔ یہ سب چیزیں بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ تو جب وہ آئے گا ابوبکر و عمرؓ کو ان کی قبروں سے نکال ان کو زندہ کرے گا اور دن میں ہزار ہزار بار پھانسی دینے کے بعد آخر کار ان کو جہنم کے شعلوں میں جھونک دے گا، کہ یہی دونوں تھے جنہوں نے علیؓ کو پہلے خلیفہ نہیں بننے دیا اور اُمت میں ان کی وجہ سے بربادی آئی اور وہ اُم المومنین عائشہؓ اور حفصہؓ کو ان کی قبروں سے نکال کر کوڑے لگائے گا۔ جبرئیل علیہ السلام آسمان سے اُتر کر سب سے پہلے اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اس کے بعد نبی ﷺ کریں گے۔ تو یہ ہے ان کا مہدی۔ آپ دیکھ سکتے ہیں۔ ''ایرانی انقلاب'' نامی کتاب میں جو اللہ کے ایک بندے نے، جو خود بھی دیوبندی مشرک ہے لیکن اُس نے شیعوں کے خلاف یہ بات صحیح لکھی ہے اور ایک ایک حوالہ ثبوت کے ساتھ دیا ہے۔

باقی صحیح مسلم کی حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت میں ایک دور وہ آجائے گا مجاہدوں کا، دعوتِ حق اُٹھے گی اور یہ لوگ جنگ لڑیں گے۔ آخری جنگ قسطنطنیہ کے محاذ پر ہوگی، دجال سے پہلے اور مسلمان کوئی اسلحہ استعمال نہیں کریں گے۔ بس تین نعرے ہوں گے اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ، تو عیسائی شکست کھا جائیں گے۔ مسلمان مالِ غنیمت جمع کر رہے ہونگے تو افواہ پھیل جائیگی کہ تم یہاں مالِ غنیمت جمع کر رہے ہو اور اُدھر جو تمہارے بچے شام میں ہیں ان میں دجال نکلا ہے اور انکا ایمان برباد کر رہا ہے۔ تو یہ سب کچھ چھوڑ کر شام کی طرف یلغار کریں گے، لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوگا کہ یہ خبر غلط تھی۔ اس کے کچھ دن بعد دجال حملہ آور ہوگا اور اس کے ساتھ اصفہان (ایران) کے ستر ہزار یہودی ہونگے، طیالسہ پہنے ہُوئے، ہمارے ہاں کا مولوی جس طرح کا لباس پہنتا ہے ایسا۔ تو اُس وقت جو مسلمانوں کا امام ہوگا جو قسطنطنیہ کی فتح کے بعد شام آیا تھا، وہ صلوٰۃ کی امامت کرانے لگا ہوگا تو عین اُس وقت دمشق کے مشرقی کنارے پر سفید مینار پر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہُوئے اور ایسا معلوم ہوگا کہ ابھی حمام سے نکلے ہیں، سر کے بالوں سے پانی کے موتیوں جیسے قطرے ٹپک رہے ہونگے۔ مسلمانوں کا امام ان کو دیکھے گا تو پہنچان لے گا، احادیث میں جو ان کی نشانیاں آئی ہیں اُن سے وہ کہے گا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں

آپ امامت کروائیں۔وہ جواب دیں گے کہ نہیں پہلی بار تم کراؤ۔لہٰذا وہ پہلی صلوٰۃ مسلمانوں کے امام کے پیچھے پڑھیں گے، یہ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔اس کے بعد وہ مسلمانوں کے سارے معاملات اپنے ہاتھ میں لیں گے۔اس کے بعد اسلامی لشکر کی دجال کی فوجوں کے ساتھ جنگ ہوگی اور دجال شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوگا، عیسیٰ علیہ السلام اس کا پیچھا کرینگے۔اللہ تعالیٰ نے اُن کے سانس میں طاقت رکھی ہوگی کہ وہ جس کافر کو لگے وہ ایسے پگھل جائیگا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے۔اوران کا سانس اُنکی حدِ نگاہ تک جائے گا۔لیکن وہ دجال کو اس طرح قتل نہیں کریں گے بلکہ اُس کا تعاقب کریں گے اور بابِ لُد کے مقام پر جہاں آج اسرائیل کا سب سے بڑا سول ایئر پورٹ ہے ''لیڈھا''، وہاں اُس کو جا لیں گے اور اپنے خنجر سے اُس کو قتل کر دینگے اور لوگوں کو اپنا خنجر دکھائیں گے۔اس کے بعد خمینی کی فوج میں ایسی ابتری پھیلے گی، کہ اس سے بڑا دجال اور کون ہے، چاہے جماعتِ اسلامی اِسے اپنا امیر مانے اور اسلامی انقلاب کا علمبردار کہے، کہ ہر پتھر اور ہر درخت جس کے پیچھے کوئی کافر چھپا ہوگا، پکارے گا ''یا مسلم تعال یھودی ورای '' کہ اے مسلم ادھر آؤ، یہودی میرے پیچھے چھپا ہے۔تو اس طرح سب کافر و مشرک قتل کر دیئے جائینگے اور اسکے بعد سات سال ایسے گزریں گے کہ پوری رُوئے زمین پر کوئی کافر و مشرک نہ ہوگا۔

88۔ سوال: جشنِ مولودِ کعبہ کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: شیعہ جانتا ہے کہ اِس نے سب فرقوں کو کافر اور مشرک بنا دیا ہے۔اب ان میں ایمان کی رمق تک نہیں رہی۔اگر ایمان کی رمق ہوتو یہ اعتراض اُٹھائیں کہ جاہلو سوچو کہ مسجد میں نفاس والی عورت نہیں جاسکتی، اور یہ علیؓ کی والدہ کیسی سخت مشرکہ تھیں کہ انہوں نے کعبے میں بابا کے چرنوں میں جا کر اولاد پیدا کروائی۔ کیونکہ مشرکوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بابا کے چرنوں میں جائیں گے تو تکلیف بھی کم ہوگی، لڑکا پیدا ہوگا اور بابرکت ہوگا۔اگر یہ واقعہ ہوا بھی ہے تو کیا یہ اس لائق ہے کہ اس کو بیان کیا جائے، کتنی ذلیل اور گھٹیا بات ہے، کتنی شرک کی بات ہے، کہ علیؓ کی والدہ بچے کو جنم دینے اللہ کے گھر گئیں اور خانہ کعبہ کو گندہ کیا، اور یہ جو دیوبندیوں کے عالم کہلاتے ہیں، وہ جشنِ مولودِ کعبہ میں جا کر تقریریں کرتے ہیں۔

89۔ سوال: تبلیغی جماعت والے بھی توحید کی بات کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ سب کچھ اللہ سے ہوتا ہے، غیر اللہ سے کچھ نہیں ہوتا۔وضاحت کریں۔

جواب: تبلیغی جماعت والے جب تبلیغ کرتے ہیں تو کہتے ہیں سب کچھ اللہ سے ہوتا ہے، پیسے سے نہیں ہوتا، دکان سے نہیں ہوتا۔ان سے کہو کہ آج یہ جو ہو رہا ہے، باباؤں اور مزاروں سے مانگا جا رہا ہے۔کبھی

ٹوٹے منہ ہی کہہ دو کہ ان باباؤں سے نہیں ہوتا، مزاروں سے نہیں ہوتا۔یہ بات کبھی نہیں کہیں گے۔

90۔ سوال: ڈاکٹر صاحب! ٹیلی ویژن پر مردوں اور عورتوں کا ساتھ آنا کیسا ہے؟

جواب: آپ کس بات کا پوچھ رہے ہیں؟ آج گلی گلی، کوچے کوچے میں اللہ کو گالی دی جا رہی ہے، اس کے ساتھ شرک کیا جا رہا ہے اور آپ ٹی وی کے مردوں اور عورتوں کا پوچھتے ہیں؟ نہ یہ مرد مرد ہیں اور نہ یہ عورتیں عورتیں۔

91۔ سوال: قبرستان میں جنازہ پڑھایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: نبی ﷺ نے فرمایا کہ قبرستان میں صلوٰۃ نہیں ہوتی۔لہٰذا قبرستان میں نہیں بلکہ اس سے الگ کسی جگہ پر ادا کی جائے۔صلوٰۃ الجنازہ کے لئے شرائط ہیں: پہلی شرط یہ ہے کہ مرنے والا ایماندار ہو۔آج صلوٰۃ الجنازہ کے ساتھ جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ ایمان کا مسئلہ ہے۔کیونکہ آج اُمت کی اکثریت کا عالم یہ ہے کہ وہ ایمانِ خالص کی حامل نہیں رہی۔اس پیر اور مولوی طاغوت نے دُنیا کی اکثریت کو ایمان سے نکال دیا ہے۔اور دنیا والوں کی جیب سے پیسہ کھینچنے کے لئے ان کے دل و دماغ سے اللہ کی بڑائی نکال دی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں منع فرمایا ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مرنے والا سچا ایماندار نہیں تھا تو اس کے لئے صرف صلوٰۃ الجنازہ ہی نہیں بلکہ دُعائے مغفرت بھی نہیں کی جاسکتی۔صرف مومن کی صلوٰۃ الجنازہ پڑھی جائے گی اور یہ قبرستان سے باہر ادا کی جائے گی۔

92۔ سوال: نبی ﷺ کی صلوٰۃ الجنازہ کس نے پڑھائی؟

جواب: صحابہؓ نے چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں پڑھی ہے، ڈھائی دن تک جتنی وہاں حجرۂ عائشہؓ میں جگہ تھی، وہاں جا کر صحابہؓ کھڑے ہوتے تھے۔اور ترمذی کی روایت میں آیا ہے کہ وہ اپنی اپنی صلوٰۃ پڑھتے تھے، کسی صحابیؓ یا ابوبکرؓ نے پڑھائی ہو، یہ ثابت نہیں۔

93۔ سوال: سفر میں فرض آدھے ہو جاتے ہیں۔سنت اور نفل پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: بخاری میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ سفر میں تھے، انہوں نے قصر کیا صرف فرض پڑھے۔ساتھیوں نے کہا کہ آپ نے صرف فرض پڑھے، سنتیں نہیں پڑھیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر میں نے سنتیں بھی پڑھنی ہوتیں تو فرض بھی پورے پڑھتا، قصر نہ کرتا۔یعنی جب فرض آدھے ہیں تو سنت کا کیا مقام ہے۔باقی رہی بخاری کے علاوہ دیگر روایات جن میں لوگوں سے ہے کہ انہوں نے ظہر سے پہلے اور بعد میں سنتیں اور

نفل پڑھے تو ان کا وہ درجہ نہیں جو اُوپر والی حدیث کا ہے۔ چنانچہ صحیح بات یہی ہے کہ سفر میں سنتیں اور نوافل نہیں ہیں۔

94۔ سوال: لوگ کہتے ہیں کہ ہم بزرگوں کو اس لئے پکارتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کرتے ہیں۔اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: پروردگار نے جو سب سے بڑا شرک بتایا ہے وہ یہی بتایا ہے۔ یہ لوگ بڑے چالاک، ہوشیار اور زیرک ہیں۔ان کو خود یہ خیال ہے کہ ہم ایسی بات کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ہم پر تہمت لگ سکتی ہے جس کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اگر کوئی ان سے یہ پوچھ لے کہ یہ جو تم ان باباؤں کے دن مناتے ہو، ان کو پکارتے ہو، ان کے جھنڈے اُٹھاتے ہو، ان کے نام کی نذر و نیاز کرتے ہو، مشکل کشائی کے وقت ان کو آواز دیتے ہو، ساری گندگیاں یہیں ان کے آستانوں پر جا کر پوری کرتے ہو، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ اللہ کے برابر ہیں، تو کہتے ہیں کہ نہیں، حضرت کی درگاہ ہے، یہ ایسی اُونچی بارگاہ ہے کہ ہم اس مقام تک کہاں پہنچ سکتے ہیں۔ ہم غریب لوگ ہیں، ہماری کون سنتا ہے، یہ اللہ کے محبوب ہیں۔ ہاں ان کو ہم ذریعہ بناتے ہیں۔ **ما نعبد هم الا ليقربونا الى الله زلفٰى.** (الزمر:٣) یہ ہم کو اللہ کے قریب کر دیتے ہیں۔ اور ہم ان کی بندگی نہ کریں تو یہ کیسے خوش ہوں گے۔ اس لئے ہم اپنی جان لگا دیتے ہیں، بندگی کی انتہا کر دیتے ہیں تا کہ یہ حضرت خوش ہو جائیں، اور اس کے بعد اللہ کی بارگاہ میں ہماری بات پہنچا دیں۔ کیونکہ وہاں ہماری پہنچ نہیں سکتی اور ان کی ٹالی نہیں جاتی۔ اسی بارے میں مالک فرماتا ہے: **ويعبدون من دون الله ما لا يضرهم ولا ينفعهم** کہ ذرا دیکھو ان کی ہوشیاری اور چابکدستی کو کہ بندگی اور پوجا ان کی کر رہے ہیں جن کے متعلق ان کا خود خیال ہے کہ وہ مر گئے ہیں اور ان کو نہ نقصان سے بچا سکتے ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ اور جب ان سے کوئی پوچھے کہ یہ کیا کم عقلی ہے، کہ اپنے ہاتھ سے تم نے ان کو معبود بنایا ہے، تم تو خود ان کے خالق ہو۔ ان کی قبر اگر کچی پڑی رہتی، تم اس کو پختہ نہ کرتے، اس کے اوپر گنبد تعمیر نہ کرتے، کلس نہ لگاتے، اس کے مجاور نہ بنتے، خود پہلے چڑھاوا نہ چڑھاتے تو اس کے بعد کون ان کو مانتا۔ جن کے تم خود ایک مجازی خالق ہو، ان کے آگے ماتھا ٹیک رہے ہو۔ فرمایا اگر کوئی ان کو چھیڑ دے کہ یہ کیا بے عقلی ہے تو کہتے ہیں: **هٰؤلاء شفعاؤنا عند الله** کہ لاریب، آسمان والے کی بات اور ہے، لیکن یہ ہمارے سفارشی ہیں، اللہ تک ہماری بات پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اتنبئون الله بما لا يعلم فى السمٰوٰت ولا فى الارض** تم لوگ اللہ کو اپنی دریافت بتاتے ہو، اس کو اپنے سفارشی بتاتے ہو، اس کو ایک ایسی خبر دیتے ہو کہ

اُس نے آسمان اور زمین بنائے اور اس نے تو کوئی ایسا سفارشی اور بات پہنچانے والا نہیں بنایا کہ بندوں کو جب کوئی تکلیف ہو تو ان کو یہ سہارا مل جائے، یہ حضرت کے پاس جائیں اور حضرت ان کی بات اللہ تک پہنچا دیں، اور میں تو اپنے دوسرے کاموں میں لگا ہوتا ہوں، میں ہر وقت موجود نہیں ملتا۔ تم اللہ کو وہ چیز بتاتے ہو جو اس نے آسمان اور زمین کو بنانے کے بعد نہیں بنائی۔ **سبحانه وتعالٰى عما يشركون** ○ (یونس:١٨) فرمایا یہ بہت بڑا شرک ہے۔ اور اللہ اس شرک سے بہت بلند و بالا اور پاک ہے۔ مالک فرماتا ہے: **ومن اضل ممن يدعوا من دون الله من لا يستجيب له الٰى يوم القيٰمة وهم عن دعائهم غفلون.** (احقاف:٥،٦)۔ یعنی اس سے بڑا بھٹکا ہوا اور کون ہے جو قبر والوں، مزار والوں کو مدد کے لئے پکارے جو قیامت تک ان کی پکاروں کا جواب نہیں دے سکتے، وہ جواب دیں بھی کیسے، **وهم عن دعائهم غفلون** ○ وہ تو ان کی پکاروں سے ہی غافل ہیں۔ وہ اپنے انجام کو پہنچ چکے، ان کو کیا خبر، اور ہاں اگر یہ انبیاء اور صلحاء تھے تو مالک جب ان کو بتائے گا کہ تمہارے ساتھ یہ سلوک ہوا ہے، **واذا حشر الناس** اور جب لوگ جمع کئے جائیں گے حشر کے میدان میں، اور اللہ ان کو بتائے گا کہ تمہارے ساتھ انہوں نے یہ سلوک کیا، میرا حق تمہاری جھولی میں ڈالا ہے۔ کیا کہتے ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ اپنے پُجاریوں کے دشمن ہو جائیں گے۔ **وكانوا بعبادتهم كافرين** اور ان کی بندگیوں کے سارے طریقوں کا کفر کریں گے اور کہیں گے کہ ہم نے تم کو کب کہا تھا کہ ہماری بندگی کرو، ہمیں اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراؤ، ہم نے تو تم کو کہا تھا کہ اللہ کے بندے بن جاؤ جیسے کہ ہم بندے ہیں۔ تو یہ سب اللہ نے بتا دیا اور فرمایا کہ یہ ایسے چالاک ہیں کہ فوراً کہتے ہیں کہ اچھا! بادشاہ کے پاس کوئی عرضی پہنچانا ہو تو کیا آپ براہِ راست پہنچ کر بادشاہ کے ہاتھ میں پکڑا دیں گے، ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ کسی درباری کو ڈھونڈتے ہیں کہ وہ وزیر تک پہنچے، پھر وزیر بادشاہ تک پہنچتا ہے۔ مالکِ کائنات نے اسی بات کو قرآن میں رَد کیا ہے۔ فرمایا: **فلا تضربوا لله الامثال** کہ تم دنیا کے درباری وزیر اور بادشاہ پر قیاس کر کے اللہ کے لئے اس قسم کی مثالیں بیان نہ کرو، نادانو! اس فرق کو سمجھو کہ **ان الله يعلم وانتم لا تعلمون** ○ (النحل:٧٤) کہ سفارش کرنے والا تو وہ ہوتا ہے جو بادشاہ سے جا کر کہتا ہے کہ حضور اختیارات آپ کے پاس زیادہ ہیں لیکن علم میرے پاس زیادہ ہے، یہ میرا بھائی ہے پڑوس میں رہتا ہے یہ بڑا خدمت گزار بھی ہے بڑا ایمان دار بھی ہے، آپ کو اختیار میسر ہے، مجھ پر اعتماد کیجئے، آپ اسے نہیں جانتے، میں جانتا ہوں۔ تو مالکِ کائنات فرماتا ہے کہ بادشاہ اس لئے وزیر کا خیال کرتا ہے کہ وزیر کے بغیر اس کا کام نہیں چلتا، اسے پورا علم نہیں ہے کہ اس

کی حکومت میں کیا ہو رہا ہے، کہاں بغاوت ہونے والی ہے، کون فرمانبردار ہے، خزانے کا کیا حال ہے۔ اس لئے اس نے وزیر کے ذریعے سے یہ قائدہ مقرر کر دیا ہے کہ وہ وزیر سے پوچھے اور وزیر اسے بتائے، تب اس کو خبر ہوگی لہٰذا فرمایا: ان اللّٰہ یعلم یعنی مالکِ کائنات تو ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے، اس کو کون بتائے گا، وزیر کی طرح سے کہ اختیار آپ کے پاس زیادہ لیکن علم مجھے ہے۔ تو اس سارے افسانے کو جو انہوں نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے گھڑ لیا ہے ان کی ساری دلیلوں کو اللہ نے قرآن میں رَدّ کر دیا ہے۔

95۔ سوال: اس وقت ساری دنیا کے مسلمان چار فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی۔ یہ مسلک پرستی کیا اسلام میں جائز ہے؟

جواب: پروردگار نے فرمایا ہے: ''ان الدین عند اللّٰہ الاسلام ''اللہ کے ہاں ایک ہی اسلام کا دین ہے۔ اور اس قسم کی تقسیمیں مسلک پرستی ہیں۔ کہ حضرت نے اس معاملہ میں جو فیصلہ دیا ہے ہم اس کی بات مانیں گے۔ قرآن وحدیث کی ثانوی بات ہے۔ ہم حضرت کی بات کو سامنے رکھیں گے، یہی کفر ہے۔ نہ کوئی صحابی اس قسم کے مسلک کا ماننے والا تھا۔ اللہ نے فرمایا ہر مسئلے میں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے۔ یہ جب دنیا بگڑی ہے، جب ایمان باقی نہیں رہا، جب مُردہ زندہ ہوگیا اور اس سے مانگا گیا، یہ قبر پرستی جب رائج ہوگئی، وحدت الوجود، حلول اور وحدت الشہود کا نظریہ برحق قرار دے دیا گیا، اللہ کی ذات کے ٹکڑے ہوئے اور کہا گیا کہ اللہ اپنی ذات کو آگ میں نہیں جھونکے گا، اس لئے مزے کرو، دنیا کی مہلت غنیمت جانو اور مزے اُڑالو، کام ودھن کی لذتیں حاصل کرنے کے لئے زندگیاں لگادو۔ باقی صحابہؓ نہ مالکی، شافعی، حنفی اور حنبلی تھے اور نہ کوئی اہل حدیث تھا۔

96۔ سوال: شرک کے بارے میں بتائیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ وما یؤمن اکثرھم باللّٰہ الا وھم مشرکون O (یوسف:۱۰۶) عام طور سے دنیا کے اندر اکثریت جو ہوتی ہے چاہے وہ ایمان کی دعوایدار ہو لیکن وہ مشرک ہوتی ہے، آج بھی دیکھ لیں، چاہے اس امت کا سوادِ اعظم ہو، ایک لاکھ میں ایک مشکل سے ملے گا جو اللہ کو اکیلا ماننے والا ہوگا۔ آپ یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہر طرف یہ قبریں یہ آستانے پوجے جا رہے ہیں، عرس منائے جا رہے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہا جا رہا ہے، تو کوئی ان کا داتا ہے، کوئی دستگیر ہے، کوئی غوث ہے، اللہ کے گھر کے حج کے بجائے انسانوں کے عرس منائے جا رہے ہیں ہر جگہ یہی مسئلہ ہے، اور یہی پوری امت کا قانون بن گیا ہے۔ جہاں ایمان نہ ہو اور ایمان میں اللہ تعالیٰ کا خوف باقی نہ رہے، اور نہ اللہ کے

ساتھ بندگی کا رشتہ صحیح معنوں میں باقی رہ جائے۔ نہ نبی ﷺ کی سنت کا نقشہ اپنے سامنے ہو۔ اور سب سے بڑی بات آخرت کا یہ ''جھمیلا'' ہے اور آخرت کی بات سے انسان کترا تا رہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں جب ایمان خراب ہوا ہے تو سب کچھ بگڑ گیا ہے۔ ہر چیز مباح ہے، اگر معاشیات کا معاملہ ہے اگر سود حرام ہے تو وہ من وسلوا بن جائے گا۔ اگر گانا بجانا مسلمان کی شان کے لائق نہیں ہے تو آج ہر جگہ یہ آرٹ اور فن ہے، اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اللہ کے نبی ﷺ بتائیں کہ ایمان کے ذریعے سے سرفرازی ہوتی ہے اللہ کا وعدہ ہے: ولو ان اھل القریٰ آمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکٰت من السماء والارض ولٰکن کذبوا فاخذناھم بما کانوا یکسبون O (الاعراف:۹۶) ترجمہ: اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم آسمان اور زمین کی برکتوں کے خزانے انڈیل دیتے۔ ولٰکن کذبوا لیکن ان ظالموں نے ایمان کی ناقدری کی اور تقویٰ سے دور بھاگے، پھر ہم نے ان کو پکڑا ہے اس جرم میں اور پھر ان کو کہیں کا نہ چھوڑا۔ اصلی مسئلہ یہ ہے، آپ دیکھیں کہیں کسی جگہ پر اللہ کا دیا ہوا قانون ہے؟ اللہ کی کتاب کی ایک ایک قدر بدل ڈالی گئی ہے، آج جو دنیا کا غالب نظام ہے، اس کا حال کیا ہے، آپ کی صورت وشکل ہی دیکھ لیں، اگر آج ان کے پاس غلامی کی زنجیریں ہیں اور یہ جو جکڑے ہوئے ہیں ان کی شکلیں اگر کچھ سفید ہیں تو آج ہمارا ایک کالا آدمی جو ہے وہ بھی پاؤڈر اور غازہ وابٹن ملتا ہے کہ ہماری شکل ایسی ہو جائے۔ کل اگر یہ حبشی حکمران بن جائیں تو یہی قوم ہے جن کے اندر ایمان نہیں ہے یہ اپنے چہرے پر کالک ملیں گے اور بالوں کو گھنگریالے کر ڈالیں گے۔ اللہ کا دین جو بات بیان کرتا ہے وہ ایک بات ہے جو عزت کی چیز ہے، اگر تم صحیح معنوں میں اللہ کے بندے ہو، اور تم نے ایمان میں خلوص پیدا کر لیا ہے تو تم ہی دھرتی کے نمک ہو اور تم ہی پہاڑی کے چراغ ہو، اور اللہ کے یہاں تمہاری بڑی قدر و قیمت ہے، اور تمہارے مقابلے میں پروردگار کے یہاں وہ لوگ جن کے لئے دنیا سر جھکاتی ہے، اور خزانے جن کے قدموں میں لوٹتے ہیں، لیکن ان کے اندر ایمان نہیں ہے، وہ مالک کی نگاہ میں ایسے ذلیل ہیں، اس گندگی کے کیڑے سے زیادہ حقیر ہیں جو گندگی کو اپنی ناک سے ٹھیلتے ہوئے چلتا ہے۔ تو اصل میں ایمان ہو تو اس کا معیار قرآن وحدیث ہے۔ اور اگر ایمان باقی نہ رہے تو پھر معیار بدل جائے گا۔ پھر تو انسان اسی میں خوش ہے کہ کام ودھن کی لذت اور خوشی ہے، آنکھوں کے نظارے ہیں۔ دنیا کی صبح اور شام کے اندر مستی ہے، دنیا کی ان فضاؤں کے اندر یہ سمجھتا ہے کہ میں کامیاب ہو جاؤں۔ وہ بھول جاتا ہے کہ چند دنوں کے بعد جب ہاتھ ڈھلکنے لگیں گے تو روک نہ پائے گا۔

97۔ سوال: ڈاکٹر صاحب! یہ جو قرآن میں آتا ہے جو ایمان لائے اور طاغوت سے انکار کیا، اور کہیں طاغوت کا ذکر بعد میں آتا ہے، تو طاغوت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: طاغوت ہر وہ چیز ہے جو اللہ کے راستے میں رُکاوٹ بننے والی ہے۔ وہ ساری بادشاہت ہے جو اللہ کے دین کے علاوہ کسی اور دین کی طرف بلائے۔ وہ یہ سارے حضرات ہیں جو آج ہمارے یہاں رحمۃ اللہ علیہ، داتا، دستگیر اور غوث کہلاتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی لکھی ہوئی کتابوں میں اللہ کی کتاب کا انکار کر کے نبی ﷺ تک پہ الزام لگایا ہے کہ یہ وہ ہیں کہ اپنی طرف سے قرآن بنا کر اور اپنا شوق پورا کرنے کے لئے زینبؓ کو ننگا نہاتے ہوئے دیکھ لیا اور ساری کتاب بدل ڈالی۔ اپنا شوق پورا کرنے کے لئے قرآن کی سورۂ احزاب خود بنا ڈالی۔ یہ آج داتا کہلاتے ہیں علی ہجویری جن کو داتا کہا جاتا ہے یہ لوگ ہیں۔ یہی طاغوت ہیں بالکل آپ دیکھ رہے ہیں یہ ایک نہیں ہیں۔ یہ کوئی دو دن میں البیلے ہوئے ہیں؟ یہ سب پڑھنے کے بعد اسی کے اُوپر ''حضور'' کو کہا گیا ہے کہ آپ اولیاء اللہ کے سردار ہیں۔ اور داتا صاحب اولیاء کامل بناتے ہیں۔ یہ ایک بات نہیں ہے۔ یہ تو میں نے مثال کے طور پر بیان کیا ہے، پوری کتاب بھری ہوئی ہے۔

98۔ سوال: ڈاکٹر صاحب! ایمان میں داخل ہونے کے بعد ضروری ہے کہ شاہ ولی اللہ اور عبدالقادر جیلانی کا انکار کیا جائے؟

جواب: بالکل ضروری ہے۔ بالکل معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے اب اگر کوئی ایسا شخص ہے جس کو بالکل معلوم ہی نہیں، مثلاً یہاں کا رہنے والا نہیں یا پڑھا لکھا نہیں ہے تو اس کی اپنے ارادے کے لحاظ سے تو پکڑ ہے، کہ اللہ کے خلاف جس نے کوئی بات کی اس کا وہ دشمن ہوگا۔ لیکن جس کو متعین طور پر بتا دیا جائے تو پھر اس پر لازمی ہو جائے گا۔

99۔ سوال: ڈاکٹر صاحب! کیا بخاری میں آیا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: نہیں بیٹا، بخاری میں یہ ہے کہ عثمانؓ کو ان کے فسادیوں نے قید کر دیا تھا تب کچھ لوگوں نے جا کر شکایت کی کہ آپ کو یہاں قید کر دیا ہے آپ کو جو قید کرنے والے ہیں ان کا آدمی ہے، وہ ہم کو نماز پڑھاتا ہے تو عثمانؓ جانتے تھے کہ مجبوری ہے جب میں یہاں قید ہوں تو کیا ہو سکتا ہے۔ اور اس کے بعد مسلمانوں میں اور فساد ہوگا اور یہ جو نماز ہے سب سے بڑی چیز ہے اور پڑھنے والا اللہ کی بندگی کرتا ہے۔ یہ بدعت جو ہے یا بدعت کا جو معاملہ ہے وہ تو صرف فساد کی وجہ سے تھا۔ ورنہ بدعت تو یہ ہے جو دین میں نئی بات نکالتا ہے یا دین میں تبدیلی لاتا ہے، چاہے وہ کافر و مشرک نہ ہو صرف یہ سمجھنے لگے، صحیح معاملہ یہ ہے کہ اس کے

پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

100۔ سوال: سب سے پہلے اللہ نے اپنی قدرت کے نور سے محمد ﷺ کو پیدا کیا۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: پہلے نور پیدا کیا، پھر انسانوں کی اولاد بنا دیا؟ مجھے بتایئے اللہ تعالیٰ کوئی بات تو (قرآن) میں بتائے گا۔ اللہ پر افتراء پردازی اور کیا ہے۔ اس کا کوئی ثبوت ہے؟ کتنی افتراء پردازی ہے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا؟ جو اپنے مالک پر افتراء پردازی کرے گا۔

101۔ سوال: قرآن میں جو آیا ہے اللّٰہ نور السمٰوٰت الارض تو اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب: یہاں اس سے مراد اس دنیا کے اندر کوئی بھی حرکت ہے وہ اللہ تعالیٰ یعنی مالکِ کائنات کی مرہونِ منت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے کہ نور کو تو میں نے پیدا کیا، یہ مخلوق ہے اگر اللہ کو نور کا مان لیا جائے تو اللہ کو تو فنا کر دیا مخلوق بنا دیا۔

102۔ سوال: سلیمان علیہ السلام کے تخت کا کیا معاملہ ہے؟

جواب: یہ ان کا شوق ہے، ان صوفیاء کو، جو قرآن و حدیث کے خلاف ایک نیا عقیدہ لائے ہیں۔ اللہ کے ساتھ وحدت الوجود کا، اس کے معنی یہ ہیں کہ جو چیز بھی ہے وہ اللہ کی ذات کا حصہ ہے۔ مثلاً یہ چشمہ ہے، اس کو اگر دس کروڑ حصوں میں تقسیم کر دیجیے تو ہر ٹکڑا اللہ کی ذات کا حصہ ہے۔ اسی طرح سے یہ حضرات جو ہیں، چاہے وہ غوث کہلاتے ہوں، چاہے معین الدین چشتی یا جتنے بھی صوفیاء ہیں یہ سارے مانتے ہیں کہ ہم بھی اللہ کی ذات کا ٹکڑا ہیں۔ یہ بات ان صوفیاء نے پھیلائی ہے نیا دین جو یہ لائے ہیں۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ دلی میں ہمارے بختیار کاکی صاحب کے پاس ان کے مرید بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا حضرت بہت شوق ہو رہا ہے۔ اس وقت کہ خانۂ کعبہ کا طواف کریں اور عمرہ کریں۔ یہ بختیار کاکی فریدالدین گنج شکر ناپاک پٹن والے کے ملفوظات میں لکھتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت نے مراقبہ کیا اور خانۂ کعبہ دلی میں آ گیا۔ اور جتنے مرید تھے انہوں نے طواف کیا، پھر ان کے اپنے بالوں کی جڑوں سے خون ٹپکنے لگا اور اس کے ہر قطرے سے لا الٰہ الا اللّٰہ لکھا جا رہا تھا۔ سب کچھ ہو گیا، اس کے بعد لکھا کہ سارے حضرات نے دلی کے اندر حج اور عمرہ کیا۔ حالانکہ اگر ان کو معلوم ہوتا۔ عمرہ تو چلو ٹھیک ہے، مگر حج کے لئے تو عرفات میں قیام بھی ضروری ہے لیکن یہ سب انہوں نے کہہ دیا۔ اب اگر کہا جائے کہ تم یہ سب کرتے ہو۔ اور نبی ﷺ تو سات میل دور تھے آپ ﷺ جب صحابۂ کرامؓ کے ساتھ عمرہ کرنے گئے تھے۔ تو وہاں حدیبیہ کے مقام پر خانۂ کعبہ نہ آیا کہ آپ ﷺ طواف کر لیتے۔ لہٰذا آپ بغیر طواف کے اور عمرہ کیے واپس آئے تھے۔ کم از کم یہ

تو ہو جاتا۔ تب یہ کہتے کہ ولی کی بات ہی کچھ اور ہے۔ دیکھو سلیمانؑ نبی تھے لیکن وہ (تخت) نہ لا پائے جبکہ ان کا ولی ان سے زیادہ طاقت والا اور علم والا تھا اس لئے ایسا ہوا۔ اس کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کی تین تفسیریں ہیں۔ اللہ نے اس کو چھوڑ دیا اور نبی ﷺ نے کچھ بتایا نہیں۔ ایک تفسیر امام رازی کرتے ہیں۔ جو عربی کے جاننے والے ہیں۔ یہ معاملہ جہاں یہ ہے ''علم من الکتاب'' جس کے پاس ہے وہ خود معجزہ ہے سلیمانؑ کا جب اس نے یہ کہا کہ آپ اپنے دربار سے اُٹھ بھی نہ پائیں گے اور میں تخت کو حاضر کر دوں گا۔ تب انہوں نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم ہے یعنی خود سلیمانؑ نے کہا! آنکھ نہ جھپک پائے گی تیری اور میں لے آؤں گا۔ تو یہ ایک بات ہے، اس میں کوئی مشکل نہیں۔ دوسری تفسیر یہ بیان کی گئی ہے کہ اس سے مراد جبرائیلؑ ہیں یہ ایک معجزہ تھا۔ اللہ نے ان کے ذریعے سے یہ کام کروایا۔ اب یہ آصف برخیا کو اس لئے لاتے ہیں کہ ان کا معاملہ صحیح ہو جائے اور نبی کے مقابلے میں ایک ولی ہے وہ زیادہ طاقتور ثابت ہو جائے جیسے ان کے شیخِ اکبر کا شعر ہے: ؎

مقام النبوة فی برزخ فوق   فویق الرسول و دون الولی

مطلب یہ ہے کہ مقامِ نبوت ایک درمیانی درجہ ہے۔ ''فویق الرسول'' یہ مقامِ رسول سے کچھ اُونچا ہوتا ہے اور ''دون الولی'' ولی سے کچھ نیچے ہوتا ہے، اس کو ثابت کرنے کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا گیا ہے۔ یہی حال خضر علیہ السلام کے معاملہ میں ہے، کہا جاتا ہے کہ وہ ولی تھے۔ اور موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ طاقتور تھے۔ وہاں بھی تین باتیں ہیں۔ ولی تو ہو نہیں سکتا، کیونکہ کسی ولی کو اختیار نہیں کہ وہ کسی ایسے معصوم بچے کو جس سے ابھی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ قتل کر دے چاہے وہ پیغمبر ہو چاہے ولی ہو۔ اس میں وہی فرستادہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کی طرف سے بہت زیادہ جس کو اختیار دے کر بھیجا گیا ہو کہ تم کیسا کام کر سکتے ہو۔ جیسا کہ انہوں نے بعد میں کہا۔ یہ سب کچھ جو میں نے کیا ہے یہ اللہ کی طرف سے حکم تھا۔ ان کو اللہ نے یہ دکھانے کے لئے کہ مومن کے لئے چاہے حالات سے یہ ظاہر ہو کہ نقصان پہنچنے والی چیز ہے لیکن انجام کے لحاظ سے انجام بخیر ہوگا۔ ہر مومن کے لئے یہ ثابت کرنے کے لئے آئے تھے۔ اب ایسی متشابہہ بات جس کے اندر تین تفسیریں ہو سکتی ہیں جس میں سے دو جائز ہیں اور قرآن کے خلاف نہیں ہیں۔ اور ایک تفسیر جو بالکل قرآن کے خلاف ہے اس کو اختیار کرتے ہیں۔

103۔ سوال: ڈاکٹر صاحب! یہ جو بخاری میں آتا ہے کہ رسول اللہؐ نے کہا صف سیدھی کرو، میں تمہیں پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں، اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: یہ ایک ادیبانہ چیز ہے کہ میں تمہیں پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ ورنہ آپ ﷺ نے کتنی بار پوچھا کہ تم میں سے کس نے میرے پیچھے پڑھا؟ آپ ﷺ کہتے ہیں کہ مَن ورائی کون ہے جو میرے پیچھے آرہا ہے، باقی کسی نے اس کو نہیں مانا ہے۔ لوگوں نے کہا کاش کوئی آنکھ ہوتی۔ بعض نے کہا ایک آنکھ تھی چھوٹی سی پیچھے، اسلام پر یہ ظلم ہوا ہے اور قرآن وحدیث کی اپنے خاص مشرکانہ انداز سے تفسیر لکھنے سے یہ سب خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ورنہ قرآن وحدیث صاف ہے۔ اس میں اس کا کوئی موقعہ نہیں ہے۔ یہ تو عقل وخرد کی بات ہے، آپ ہر چیز کا فیصلہ کر لیتے ہیں راستے میں کوئی شخص مل جاتا ہے، کہ میرا بچہ مر رہا ہے، پانچ روپے چاہئیں۔ آپ فوراً سمجھ جائیں گے کہ یہ چالاکی کر رہا ہے، دنیا کی ساری باتوں میں تو آپ تحقیق کرتے ہیں بس ایک دین کے معاملے میں نہیں کرتے۔

104۔ سوال: ڈاکٹر صاحب یہ امام جعفر اور امام باقر کون سے سلسلے کے ہیں؟

جواب: یہ بہت نیک لوگ تھے ان کے ساتھ وہی ہوا ہے جیسا کہ صوفیاء کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ ہمارے سلسلے کے ہیں۔ علیؓ سے ہم کو تصوف حاصل ہوا، ابوبکرؓ نقشبندی سلسلے کے مانے جاتے ہیں۔ ان بے ایمانوں نے ایسا کیا ہے۔ ورنہ امام باقر اور امام جعفر تک یہ صحیح لوگ تھے۔ اچھے لوگ تھے۔ اب ان سے جو منسوب کر دیں اور امام باقر کی تو امام ابوحنیفہ وغیرہ سے ملاقات بھی ہوئی ہے۔ کافی ان کا مقام ہے۔

105۔ سوال: یوسف علیہ السلام کے حوالے سے سجدے کا جو ذکر ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: وہ جو بتایا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں کہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔۔۔۔ تو تعبیر کے معنیٰ یہ تو نہیں ہوتے کہ وہی اصل چیز ہو۔ تو وہاں بھی ''خروا له سجدا'' جو آیا ہے کہ یوسفؑ اپنے تخت پر بیٹھے اور ماں باپ ان کے پیچھے ہیں۔ ان کے بھائی آگئے گیارہ اور انہوں نے سجدہ کیا اللہ کو خروا له۔۔۔ **گر پڑے وہ اللہ کے لئے سجدے میں** جب وہ گرے ہیں تو پیچھے ماں، باپ نے بھی سجدہ کیا۔ اور وہ شکل بن گئی جس کو دیکھا تھا انہوں نے۔ تعبیر کے یہی معنی تو ہوتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے سجدہ کیا یوسفؑ کو بلکہ **''له'' کی ضمیر جو ہے وہ اللہ کے لئے ہے۔**

106۔ سوال: ڈاکٹر صاحب! کھجور کی گٹھلیوں اور دانے والی تسبیح جو آج کل رائج ہے، ان پر تسبیح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: نبی ﷺ نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح پڑھو، یہ قیامت کے دن گواہی دیں گی۔ گٹھلیاں اور دانے والی مالا کی تسبیح سنت سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ بدعت ہے۔ جیسا کہ عبداللہ ابن مسعودؓ کا واقعہ آتا

ہے کہ ایک بڑھیا کی تسبیح لٹکی ہوئی تھی ،تو ابن مسعودؓ نے ڈنڈا مار کر اسے توڑ دیا اور فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے تو انگلیوں پر تسبیح پڑنے کا فرمایا ہے۔

107۔ سوال: آپ اپنے عقیدے کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ دوسرے کے عقیدے پر نہ صرف تنقید کرتے ہیں بلکہ ان کو مشرک کہتے ہیں، کیا یہ اللہ کا حکم ہے یا آپ اپنی طرف سے ایسی بات کرتے ہیں۔ نیز آپ نے اپنی کتابوں میں مُردہ علماء کے حوالے دیئے ہیں زندہ علماء کے حوالے نہیں دیئے، آپ زندہ علماء کو زبانی یا تحریری طور پر ان کے غلط عقائد سے منع کیوں نہیں کرتے؟

جواب: آپ کا پہلا سوال کہ میں دوسروں کے عقیدے پر تنقید کرتا ہوں اور ان کو مشرک کہتا ہوں، اس لئے کہ اگر اس کا عقیدہ مشرکانہ ہے اور یہ ثابت ہو جائے، تو پھر اس کو اگر کوئی مشرک نہ کہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون**O (المائدہ: ۴۴) کہ جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔ کہ تم خیال کرو کہ یہ شرک کرنے والا تو ہے مگر دنیا میں بڑا نام آور ہے، زور آور ہے، دنیا اس کو آنکھوں پر بٹھاتی ہے، لہٰذا اگر تم نے اس کو مشرک کہا تو تمہاری خیر نہیں۔ اس لئے مصلحت اسی میں ہے کہ خاموش رہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے یہ رویہ اختیار کیا تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ اگر تم قرآن کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے، جو کافر ہے اس کو کافر نہیں کہتے، جو مشرک ہے اس کو مشرک نہیں کہتے، جو ٹھگ ہے اس کی ٹھگی کا اعلان نہیں کرتے تو تم خود کافر ہو۔

آپ کی دوسری بات کا جواب یہ کہ میں نے اپنی کتابوں میں صرف مُردہ علماء کے حوالے دیئے ہیں زندہ علماء کے نہیں دیئے تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ سب سے پہلے جب میں نے یہ کام شروع کیا تو اُس وقت زکریا صاحب زندہ تھے، مودودی صاحب زندہ تھے، ان کا میں نے ذکر کیا ہے۔ یہ معاملہ ۶۵ء کا ہے۔ اس کے بعد میں نے ۶۷ء میں توحید خالص لکھی ہے تو اپنے اُستاد بنوری صاحب جو زندہ تھے، اُن کے مضمون سے میں نے اس کی ابتداء کی ہے۔ اور اس کتاب کا اختتام مفتی شفیع صاحب کہ جو اس وقت زندہ تھے، اُن کے مضمون کا فوٹو دے کر کیا ہے کہ دیکھو یہ لوگ کیسے اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور اللہ کے نبی ﷺ کے دشمن کہ اُن کو دنیا کا کرتا دھرتا اور ان کو قبرِ نبوی ﷺ کے اندر سے بولنے والا اور احوال جاننے والا مانتے ہیں۔ لہٰذا یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ ثبوت کے لئے توحید خالص دیکھ لیجئے، یہ سب زندہ عالم تھے مودودی صاحب، بنوری صاحب اور مفتی شفیع صاحب، ان کی زندگی میں میں نے یہ باتیں چھاپیں، زبانی بات بھی ہوئی، خط وکتابت بھی ہوئی۔ تو ان کو سب کچھ معلوم ہوا ہے۔ سب کچھ منع کرنے کے بعد۔ لیکن دنیا ایسی ہے کہ کون منع

ہوتا ہے۔ دنیا کے حصول کی خاطر ڈٹے رہے۔ اسی کو کہتے ہیں "جب حشر کا دن آئے گا تو دیکھا جائے گا۔"

108۔ سوال: جو فرقے نبی ﷺ کو قبر میں زندہ مانتے ہیں وہ کن دلائل کے تحت؟ تفصیل سے بیان کیجئے۔

جواب: ان کی دلیل وہ روایت ہے جو احمد بن حنبل بھی لائے ہیں اور ابوداؤد اور نسائی میں بھی وہ روایت موجود ہے کہ نبی ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: کہ تمہارا درُود مجھ پر پیش ہوتا ہے۔ جمعہ کا دن وہ ہے کہ اس میں بڑے بڑے معاملات پیش آئیں گے تو صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ زندگی کی بات تو ہے ہی اور جب آپ وفات پا جائینگے اور مٹی میں مل جائیں گے تب یہ اُمت کا درُود کیسے پیش کیا جائیگا۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نبی ہوں اور انبیاءؑ کی یہ خصوصیت ہے کہ **حرم علی الارض ان تأ کل اجساد الانبیاء**۔ کہ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کی لاشوں کو کھائے۔

اس دلیل پر حالانکہ یہ دلیل نہیں بنتی ہے لیکن زبردستی کی بات اور ہے اگر اس کو مان بھی لیا جائے کہ یہ صحیح روایت ہے یہ تو یہ ثابت کرتی ہے کہ وفات تو پا گئے انبیاءؑ ورنہ زندہ آدمی کو تو زمین نہیں کھاتی! جب یہ خصوصیت بیان کر دی گئی کہ انبیاءؑ کی لاشوں کو زمین نہیں کھاتی اس کے معنی ہیں ان کو لاش تو بنا لیا مُردہ تو مان لیا۔ لیکن بہرحال کرار دستی کی بات اور ہے تو اس سے زندگی پیدا کی گئی اور وہ روایتیں آئیں: **الانبیاء احیاء فی قبورھم یرزقون**۔ کہ انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ (بیہقی) پھر تیسری روایت لائی گئی: **من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا من قبری ابلغتہ**۔ جو میری قبر کے قریب درود پڑھے تو میں سُنتا ہوں اور جو قبر سے دُور درُود پڑھے وہ مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے، پھر چوتھی روایت لائی گئی: **ان للہ ملائکتہ سیاحین یبلغونی عن امتی السلام** (مسند احمد جلد اول صفحہ:۱۴۴) تو یہ چار کوششیں کی گئیں کہ قبر پرستی کے ذریعے سے اُمت کے اندر شرک آتا ہے اور اس کی بنیاد فراہم کی جائے لیکن اللہ کا شکر ہے کہ یہ جو روایت آئی ہے کہ **حرم علی الارض ان تأ کل اجساد الانبیاء** کہ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کی لاشوں کو کھائے جب اس روایت نے اپنا اثر پیدا کیا ہے تو اللہ نے اس کے اثر کو زائل کرنے کے لئے انتظام فرمایا امام بخاری کے ذریعے سے اور انہوں نے اس روایت کے متعلق کہا کہ یہ منکر روایت ہے اور ثبوت میں اپنی جرح وتعدیل کی دونوں کتابوں تاریخ کبیر اور تاریخ صغیر میں اس روایت سے انہوں نے تعرض کیا اور کہا کہ دیکھو اس کے اندر جو ایک راوی ہے یہ حسین بن علی الجعفی ہے جو روایت کرتا ہے کہ مجھ سے بیان کیا میرے استاد عبدالرحمٰن ابن یزید ابن جابر نے تو بخاری نے کہا اس شخص نے غلط بیانی کی ہے اس نے اس ثقہ راوی سے جس کے دادا کا نام جابر ہے عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر اس سے نہیں سُنا ہے بلکہ اس کے بجائے اس نے جو سُنا ہے وہ کوفے کے اندر عبد

الرحمٰن بن یزید بن تمیم سے دادا کا نام جس کے تمیم تھا اور وہ منکر حدیث ہے۔

بخاریؒ کا قاعدہ ہے یہ روایت بیان کرنا بھی مناسب نہیں ہے تو پہلی روایت پر اللہ کے اس نیک بندے کا ماتھا ٹھنکا کیونکہ یہ سارا شرک پھیلنے والا تھا یہ جو تیاری کی جا رہی ہے اس روایت کو حسین بن علی الجعفی نے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ شیعہ ہے اس نے بدلنا چاہا ہے، انتہائی ہوشیاری سے کہ سارے اعمال ان ''شیعہ مومنین'' کے کہ جن کو یہ ''مومنین کہتے ہیں وہ انکے بارہ اماموں پر پیش ہوتے ہیں اللہ کے نبی پر بھی اور علیؓ اور اس کے بعد انکی اولاد میں دس اور ہوئے ہیں (کتاب الحجہ جلد اول صفحہ:۳۵۲، اصول کافی مصنف کلینی) اور یہی بات امام رازی نے بھی اپنی کتاب میں بیان کی اور لکھا ہے کہ غلط بیانی کی ہے حسین بن علی الجعفی نے اور ابو اُسامہ نے بھی اسی طرح کی بے اعتدالیاں کی ہیں۔ کہ جانتے بوجھتے ایک منکر راوی کو دادا کا نام بدل کر ثقہ راوی بنا دیا اور ایک منکر روایت کو ثقہ روایت بنانے کی کوشش کی ہے۔[1]

بخاریؒ نے یہ بیان کر کے گویا یہ جو اصلی سامان تیار کیا گیا تھا اللہ کے نبی کو پہلے زندہ کر کے سُننے والا، اعمال پیش کئے جانے والا بنایا جا رہا تھا گویا انہوں نے اس کے خلاف دلائل دے کر ثابت کیا کہ یہ صحیح حدیث نہیں ہے اور پھر صحیح بخاری میں حدیثیں لا کر ثابت کیا کہ دیکھو تریسٹھ سال کے بعد جب حجرۂ عائشہؓ کی ایک دیوار گر گئی اور اسکے پاس جو ایک قبر تھی اس کا ایک حصہ دیوار کے گرنے کے ساتھ وہ کھل گیا، ایک پیر نظر آنے لگا، تو مدینے میں لوگ دہشت میں آ گئے کہ شاید یہ پیر اللہ کے نبی ﷺ کا پیر ہے، تو تحقیق کے بعد عروۃ بن زبیرؒ نے دلائل سے ثابت کیا کہ یہ وہ مقام نہیں ہے جہاں نبیؐ دفن کئے گئے تھے، یہ عمرؓ کا پیر ہے۔ اس میں ابھی کوئی تغیّر نہیں آیا تو بخاری نے یہ لا کر ثابت کیا ہے کہ یہ روایت جس کو میں منکر کہتا ہوں جس کو دنیا قبول کر رہی ہے اور جو بنیاد بنا رہی ہے قبر پرستی کے لئے اللہ کے نبیؐ کی زندگی وہ تو یہ کہتی ہے کہ یہ خصوصیت ہے انبیاء کی۔ زمین انکے جسد کو نہیں کھاتی تو یہ نبی تو نہ تھے عمرؓ تریسٹھ سال گزرنے کے بعد جب لاش کا پیر نکل آیا ہے تو وہ بالکل صحیح سلامت رہا اس کے معنیٰ خصوصیت کی جو روایت لوگ بیان کر رہے ہیں وہ تو صحیح نہیں ہے، عمرؓ تو غیر نبی تھے۔ تو جہاں ایک محدّثانہ طریقے پر انہوں نے اس روایت کو جرح کے ذریعے سے ختم کیا اسی طرح سے جو اس کا مضمون تھا اس کو بھی یہ روایت لا کر غلط ثابت کیا کہ عمر بن خطابؓ کا پیر ۶۳ سال کے بعد بھی صحیح سلامت رہا تو یہاں پر ایک رَد یوں ہو گیا۔ اب دوسرا یہ کہ بیہقی کی روایت چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کی کہ اللہ کے انبیاءؑ قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور انکو رزق ملتا ہے اس کے اندر بھی، جو کذّاب ہے حسن ابن قتیبہ اس کی بھی نشاندہی ہو گئی کہ یہ روایت قرآن و حدیث سے ٹکرانے کے

[1]: (دیکھئے عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی کی کتاب علل الحدیث صفحہ:۱۹۸، جلد اول اور الجرح والتعدیل صفحہ:۳۰۰، ۳۰۱، جلد ۵)

علاوہ اس کا حال یہ ہے کہ اس کی روایت بھی معتبر نہیں ہے اب تیسری روایت کہ: من صلی علی عند قبری سمعته و من صلی علی ناء یبا من قبری ابلغته۔ یہ روایت بیہقی لائے یہ پانچویں صدی کی روایت ہے اور سارے محدّثین نے کہا اس میں محمد بن مروان کلبی ہے، صاحب سدی اسکا ساتھی اور شاگرد ہے یہ بھی بڑا جھوٹوں میں ایک جھوٹا ہے اور یہ بھی کذّاب اور وضّاع ہے۔ تو یہ نبی کا وہاں سُننا قبر کے پاس جس کو آج دُنیا میں ہر ایک مانتا ہے سعودیوں کا یہی عقیدہ سارے حنبلیوں کا یہی عقیدہ ہے اور سارے اہل حدیث کا عقیدہ یہی، سارے دیوبندیوں بریلویوں کا اب جو عقیدہ ہے[2] یہ کہ اللہ کے نبی سُنتے ہیں اور یہ دلیل پانچویں صدی کی یہ روایت جس میں کذّاب اور وضاع ہے اس کے بعد چوتھی چیز: ان اللّٰہ ملائکته سیاحین یبلغونی عن امتی السلام، اس کے اندر جو راوی ہے وہ زاذان ہے عبداللہ ابنِ مسعودؓ سے یہ روایت کرتا ہے اور اسکے لئے ابن حجر بھی لاتے ہیں یہ شخص جو ہے شیعہ ہے[3] اور شیعوں کا یہ عقیدہ کہ ان کے اعمال پیش ہوتے ہیں ان کے بارہ اماموں پر ہر عمل چھوٹا یا بڑا، تو اس نے اپنے عقیدے کو قرآن و حدیث کے مقابلے پر رواج دیا ہے اور اس کو دُنیا نے مانا ہے قرآن کی آیات بیان کرتی ہیں: انک میّت انهم و میّتون O (الزمر:۳۰) وفات آپ کو بھی آئیگی اور آپکے مخالفین ہیں یہ بھی دنیا سے اٹھیں گے اور اللہ کی بارگاہ میں انکا فیصلہ ہوگا اور وہاں ان کے اختلاف کا مالک فیصلہ فرما دیگا۔ پھر مالک نے فرمایا کہ جو مر چکا ہے بغیر کسی استثنا کے! اموات غیر احیآء یہ مُردے ہیں ان میں جان کی رَمق نہیں ہے وما یشعرون ایّان یبعثون O (النحل:۲۱) ان کو سلام کرو اور سلام کے بعد جواب کے طالب بنو تو تمہاری ان کو کیا خبر انکے اندر جان کی رَمق نہیں، انکو اپنی خبر نہیں ہے مالک نے فرمایا کہ دُنیا تو آزمائش کیلئے اللہ نے دی ہے اسکے بعد ثمّ انکم بعد ذٰلک لمیّتون O ثمّ انکم یوم القیٰمة تبعثون O (المؤمنون:۱۶) اس زندگی کے بعد تمہیں موت سے سابقہ پیش آنیوالا ہے اور موت کے بعد قیامت تک تمہارے اس جسم کے اندر جان نہیں ہوگی اور قیامت کے دن اللہ تمہیں پھر زندہ کر کے اُٹھائیگا، مالک نے قرآن میں فرمایا جہاں اتنی بات تھی:

ومن اضلّ ممن یدعوا من دون اللّٰه من لا یستجیب له الٰی یوم القیٰمة وهم عن دعائهم غٰفلون O (الاحقاف:۵)

اس سے زیادہ بھٹکا ہوا اور کون ہے بھٹکنا تو اور بات ہے لیکن اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو فوت شُدہ انبیاء اور اولیاء کو آواز دے کہ وہ سُنیں گے اور جواب دیں گے۔ فرمایا وہ قیامت تک جواب نہیں دیں گے اس لئے ان کی پکاروں سے وہ غافل ہیں۔ مالک نے فرمایا:

[2]: دیکھئے ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کی کتاب عذاب برزخ [3]: دیکھئے ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کی کتاب ایمان خالص قسط دوم

انما یستجیب الذین یسمعون و الموتیٰ یبعثھم اللّٰہ ثمّ الیہ یر جعون ○ (الانعام:۳۶)
یہ مُردے ہیں ان کے اندر جان نہیں ہے اللہ قیامت کے دن پھر زندہ کریگا اور اسکی بارگاہ میں پہنچائے جائینگے۔ پھر مالک نے فرمایا: ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون ○ (المومنون:۱۰۰) جو مر چکے ہیں ان کے اور اس دنیا کے درمیان ایک برزخ حائل ہے۔ تو اس کے جواب میں یہ آیتیں پیش کی گئیں، پھر قرآن کے بعد حدیثِ بخاری نے ایک وہ آپ کے سامنے آچکا ہے کہ اس روایت کو شدّت کے ساتھ رَد کیا اور پھر وہ اپنی روایت لائے: سمرہ بن جندبؓ کی، کہ میکائیل اور جبرائیل علیہما السلام آئے اور اللہ کے نبیؐ کو خواب کے ذریعے سے خواب کی معراج ہوئی، اللہ نے جو برزخ میں ہو رہا تھا وہ سب دکھایا جسکے اندر یہ بھی ہے کہ سُود خور پر پتھراؤ ہو رہا ہے اور جو زنا کار ہیں مرد اور عورتیں ایک ہی تنور کے اندر، آگ نیچے بھڑک رہی ہے اس میں برہنہ جلائے جا رہے ہیں۔ ان کی قبریں اس دنیا میں مختلف جگہوں پر ہوں لیکن سب کے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ پھر جنت کی سیر کرائی اور جنت الفردوس کے بعد جب اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ یہ سب سے بہتر جگہ ہے تو بخاری روایت کرتے ہیں تو دونوں فرشتوں جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام نے کہا آپ اپنے سر کو اُوپر اُٹھائیے تو نبیؐ نے اُوپر دیکھا تو فرماتے ہیں مجھے ساری جگہوں سے اچھی جگہ نظر آئی میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ مقام کس کا ہے ان دونوں فرشتوں نے کہا کہ یہ تو آپکا مقام ہے میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں اس میں داخل ہو جاؤں، جب میری جگہ یہ ہے تو انہوں نے کہا ابھی آپکی زندگی کا ایک حصہ باقی ہے آپ اسے پورا کرلیں اس میں داخل ہو جائینگے۔ گویا قیامت تک کیلئے وفات کے بعد شہداء سے بلند و بالا مقام آپکا ہے جس کا مسلم کی حدیث میں آپ نے فرمایا ہے وسیلے کا وہ مقام جنت الفردوس میں ہے عرش کے سب سے قریب ہے اسکے نیچے، وہ ایک بندے کو ملیگا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں تو قرآن کے بعد یہ حدیث اور اسکے بعد اجماعِ صحابہؓ بخاری و مسلم کی ساری حدیثوں میں ہے نبیؐ کی وفات کے اوپر۔ وہ اللہ کا بندہ جس سے شیطان بھاگتا تھا لیکن اللہ کی یہ عنایت بھی ہے اور مالک کی یہ مہربانی بھی ہے کہ دیکھو جو اہلِ کتاب کے اندر شرک کا باعث بنتا ہے، جو سب سے بڑے ولی ہو سکتے تھے ابو بکر صدیقؓ اور عمرؓ ان کے اندر اختلاف کے ذریعے سے اور حضرت عمرؓ کو سخت ترین آزمائش میں ڈال کر وہ محبت کے جوش میں اس طرح سے از خود رفتہ ہو گئے کہ انہوں نے کہنا شروع کیا۔ مسجدِ نبویؐ میں ایک شور برپا ہو گیا کہ جو کوئی یہ کہے گا کہ اللہ کے نبی ﷺ وفات پا گئے تو اس کے سر کی خیر نہیں، تلوار نکالی انہوں نے، ابو بکر صدیقؓ جہاں انکا مقام تھا اور جہاں انکا کارخانہ بھی تھا اور رہتے بھی تھے ان کو خبر ہوئی ہے اور وہ آئے ہیں، عائشہؓ کے حجرے میں پہنچ کر چادر چہرے سے ہٹائی ہے ماتھے پر بوسہ دیا ہے اور کہا کہ آپ زندگی میں بھی پاکیزہ اور پاکیزہ تر تھے اور

اس کے بعد بھی پاکیزگی آپ کا شعار ہے اور پھر اللہ آپ کے دو موتوں کو جمع نہیں کریگا ایک موت ہو چکی بس! پھر باہر نکلے ہیں یہ دیکھتے ہوئے کہ جوش میں بھرے ہوئے عمرؓ اس بات کو دُہرا رہے ہیں کہ نبی ﷺ نہیں مر سکتے! ابھی تو منافقین ہنس رہے ہیں آئیں گے زندہ ہیں اور ان کو درست کرینگے، ابو بکر صدیقؓ نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ اور مجھے کلام کرنے دو لیکن وہ نہیں مانے تو ابو بکر صدیقؓ نے حمد و ثناء کے بعد یہ کہنا شروع کیا کہ من کان منکم یعبد محمدًا فان محمداً قد مات۔ لوگوں! سُن رکھو کہ جو محمدؐ کا پجاری تھا تو محمدؐ کو تو موت آگئی، آپکی وفات ہوگئی ومن کان منکم یعبد اللّٰہ فان اللّٰہ حی لا یموت۔ اور جو اللہ کی بندگی کرنیوالا ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ حیّ ہے زندۂ جاوید ہے اسکو موت نہیں۔ پھر آپ نے قرآن سے شہادت میں دو آیتیں پیش کیں: انّک میّت و انّھم میتون ○ (الزمر:۳۰) وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم و من ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللّٰہ شیئاو سیجزی اللّٰہ الشاکرین ○ (سورہ ال عمران:۱۴۴) (دیکھیے بخاری کتاب الانبیاء، باب مناقب ابو بکر اور کتاب المغازی باب مرض النبی و وفاتہ) تو اس کا یہ اثر ہوا کہ جو جوش کے اندر شدّت میں بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی سارے قائل ہو گئے، حالانکہ سب قرآن پڑھتے تھے سب کی زبان پر یہ آیت تلاوت ہونے لگی لیکن اس سخت آزمائش میں بعض حضرات کا ذہن پریشان ہو گیا۔ تو یہ قرآن و حدیث اور اجماعِ صحابہؓ جو تین چیزیں ہیں اور اجماعِ صحابہ بھی وہ عظیم اجماع کہ جس میں تمام صحابہ شامل ہو گئے تھے جب کہ ابھی نبیؐ کی میت دفن بھی نہیں ہوئی تھی کہ یہ سوال پیدا ہوا ہے اور اس طرح سے اللہ نے اس کو صاف کر دیا کہ اب بات بالکل صاف ہو گئی اور اللہ کے نبیؐ جو مسلم و بخاری کی حدیث میں آتا ہے کہ مرض الموت کے آخری زمانہ میں بھی بے چینی کا عالم یہ تھا کہ کبھی چادر منہ پر ڈال کر چہرہ بند کرتے ہیں اور کبھی اسے اُتار دیتے ہیں اور آپ کی زبان پر یہی کلمات ہیں لعن اللّٰہ الیھود و النصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجدا... یہ اہلِ کتاب ہیں یہ اپنے انبیاء کی قبروں کو پُوجتے تھے ان پر لعنت ہو وفات سے پانچ دن پہلے جندبؓ کی روایت بھی اسی معنوں میں آتی ہے۔ یہ جو آپ ڈرا رہے تھے کہ اہلِ کتاب اُمتوں میں قبر پرستی کے ذریعے شرک داخل ہوتا ہے تو وہی بات بالکل صاف ہو گئی کہ قبر پرستی کے اندر شرک ہے جب ہو جائے، یہ مُردہ جو ہے یہ سُنتا ہے، دیکھتا ہے اور دُعا بھی کرتا ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔ بس! تو یہ بدعقیدہ بہرحال ختم ہو گیا، قرآن و حدیث اور اجماعِ صحابہؓ سے اور دو سو سال تک پھر اُمت کے اندر یہ فتنہ تو پیدا نہیں ہوا۔ لیکن اسکے بعد اللہ نے دوسری آزمائش میں ڈالا۔

بنوعباس کی خلافتِ عباسیہ کے خلفاء مثلاً مامون ہیں مہدی ہیں انہوں نے ایک نئی بات ایجاد کی اور اس بات کو سارے علماء سے منوانا ضروری سمجھا کہ قرآن بھی ایک مخلوق ہے جس طرح سے مخلوق فنا ہو جائیگی قرآن بھی فنا ہو جائیگا اس عقیدے کو مانو، لہٰذا اس امت کے اندر ایک ہیجان برپا ہوگیا کیونکہ کمزور تھے بادشاہی رُعب اور دبدبہ ساتھ تھا انکے چنانچہ صرف چند حضرات نے بنی عباس کے ان خلفاء سے مقابلہ کیا جن میں سے ایک نام احمد بن حنبل کا بھی ہے کہ انہوں نے آخری وقت تک اسکا مقابلہ کیا اور بڑی تکلیفیں برداشت کیں اس طرح سے جواُمتِ مسلمہ اس وقت موجود تھی یہ اسکی آنکھوں کے تارے بن گئے لیکن وہی وار جو عمرؓ پر ہُوا تھا کہ نہیں وفات پائی اب انکے اوپر وار ہوا اور یہی روایتیں جو ابھی میں نے آپکے سامنے بیان کی ہیں ان تک پہنچادی گئیں انہوں نے انکو صحیح مانا اور پھر اپنا یہی عقیدہ بنالیا اور انکی شہرت کا یہ عالم تھا کہ چاردانگ عالم میں انکی شہرت پھیلی ہوئی تھی اور جب انہوں نے اپنا یہ عقیدہ بنایا ہے تو اسکے بعد سے کسی میں یہ ہمّت نہ ہوئی کہ اسکو رَد کر سکے، حالانکہ سارے قرآن پڑھنے والے تھے صحیح حدیثوں کے ماننے والے تھے، لیکن شخصیت کا یہ اثر تھا۔ جتنے اس سے پہلے صحابہؓ کا معاملہ اور اس سے پہلے جو آئمہ کہلاتے ہیں اور خاص طور سے امام ابوحنیفہ کا وہ فقہ کے اندر بھی جو عقائد سے متعلق نہیں ہے فقہ تو قانونی چیز ہے اس اللہ کے بندے نے جو قرآن وحدیث میں آیا ہے **و آخرین من هم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم** O (سورہ جمعہ) کہ عربوں کے علاوہ عجمی بھی ایسے آئیں گے جو اللہ کے صحیح معنوں میں مخلص بندے ہونگے اور نبیؐ نے ہاتھ پکڑ کر سلمان فارسیؓ کا بتایا تھا صحابہؓ نے پوچھا کہ یہ کونسے لوگ ہیں فرمایا یہ عجمی اسکی قوم کے لوگ جو عرب کے علاوہ ہیں اگر ثریا پر بھی ایمان ہوگا تو وہ لے آئینگے (بخاری) تو امام ابوحنیفہؒ نے حالانکہ یہ عقیدے کا مسئلہ نہیں ہے لیکن ایمان کے بارے میں یعنی قسموں کے بارے میں انہوں نے اس معاملے کو صاف کردیا کہ کوئی قسم کھائے اور یہ کہے کہ اگر میں اب کبھی تجھ سے بات کروں تو میری بیوی کو تین طلاق، اور یہ طلاق معلّق ہے ہمیشہ ہوجائیگی۔ جب کبھی وہ بات کریگا اس شخص سے اب اسکا کوئی توڑ نہیں ہے سوائے اسکے کہ بات نہ کرے اس سے، امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ جس نے قسم کھائی تھی اس نے سُنا کہ وہ مرگیا جس کیلئے قسم کھائی تھی، وہ عزیز تھا دوست تھا، جوش میں بھرا ہوا آیا اسکے لاشے کے اُوپر اور بولا بھائی کتنی محبت کا زمانہ تمہارے ساتھ گزارا ہے لیکن ایک دن شیطان نے ایسا بہکایا کہ ایسی قسم کھا بیٹھا اور تم تو دنیا سے چلے گئے ہو، افسوس اب تلافی کا میرے لئے کوئی امکان باقی نہ رہا امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں لوگ کہیں گے کہ بات کرنے کی قسم کھائی تھی بات تو کرلی اس نے اسکی بیوی کو تین طلاق ضرور ہونگی

اب یہ نہیں بچ سکتا لیکن میں کہتا ہوں کہ نہیں اسکی بیوی کو طلاق نہیں ہوئی اس لئے کہ اس نے کہا تھا کہ میں تجھ سے بات کروں اور بات تو اس سے کی جاتی ہے جو کہ سُنتا ہو سمجھتا ہو اور جواب دے پاتا ہو۔ مُردہ نہ سُنتا ہے نہ سمجھتا ہے نہ دیکھتا ہے اور نہ جواب دے پاتا ہے۔ پھر یہ امام احمد پیدا ہوئے ہیں ۱۶۴ ہجری میں امام ابوحنیفہؒ کی وفات کے چودہ برس بعد، اور آئمہ اربعہ میں یہ آخری امام کہلاتے ہیں لیکن وہ بات جو امام ابوحنیفہؒ نے بیان کی وہ سب موجود ہے ان کی بات سب نے بھلادی، قرآن وحدیث کے نصوص کو بھول گئے اور انکے اثر کا یہ عالم تھا کہ آج وہ وقت ہے ۲۲۰ ہجری کے زمانے میں یہ واقعہ یعنی مسئلہ خلقِ قرآن ہوا ہے اور آج ساڑھے گیارہ سو برس گزر چکے ہیں، ساری اُمت کا یہ عقیدہ ہے کہ مُردہ زندہ ہے نبیؐ سُنتے ہیں، وہاں پر درود پڑھو تو سنتے ہیں اور دور سے پڑھو تو فرشتے پہنچادیتے ہیں حالانکہ تم درود میں اللہ کو مخاطب کرتے ہو اور کہتے ہو اللّٰھمّ صلّ لیکن جو فرشتے گھوم رہے ہیں وہ بدقسمتی سے عربی بھی نہیں جانتے اور اس دُرود کے اعمال کو لیکر وہ نبیؐ پر پیش کردیتے ہیں یہ عقیدہ عقل کے لحاظ سے بھی اور کوئی جو ناسمجھ سے ناسمجھ ہو وہ بھی سمجھ جائیگا اب یہ ایسا عجوبۂ روزگار ہیں کہ عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا بنایا گیا دو ہزار سال گزر گئے، اور ہمارے یہاں ساڑھے گیارہ سو سال سے یہ ہو رہا ہے کہ نبیؐ قبر میں زندہ ہیں، اعمال ان پر پیش ہوتے ہیں، کوئی اس کو للکارنے والا نہیں تھا پہلے لوگ تھے اسکے بعد مجھے نہیں معلوم! تو یہ ہے ہماری رُوداد اس وقت سے آج تک ایسا معلوم ہوتا ہے لوگوں کی سمجھ نے، اگرچہ کہ قرآن وحدیث کے جاننے والے ہیں، ردِعمل نہیں دکھایا کیوں اللہ جانتا ہے، اس اصلی بات کو انہوں نے کیوں، کس وجہ سے ایسا ہوا بہرحال امر واقعہ یہی ہے کہ آج یہ قبر پرستی پھیلی ہوئی ہے اللہ کے نبیؐ کو پہلے قبر میں زندہ کیا گیا اور پھر اب تو یہ عقیدہ بھی ہوگیا ہے، میں نے اپنی کتابوں میں دِکھایا ہے کہ دیکھو! جو بڑے بڑے مسالک ہیں اور جن کے بڑے بلند وبالا نام ہیں کہتے ہیں کہ صرف مومن نہیں بلکہ ہر کافر ومشرک جو قبر میں ہے وہ زندہ ہے قیامت تک زندہ رہے گا۔ دیکھتا ہے، سُنتا ہے اور جواب دیتا ہے۔ ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن کثیر اور ابن حجر عسقلانی اور باقی سارے لوگ یہ بھی مانتے ہیں کہ اگر کوئی دو مسلمان مومن تھے ایک مرگیا ہے تیس چالیس، پچاس برس گزر جائیں اور اگر وہ اس کی قبر پر جاکر وہ دُعا کرے گا سلامتی کی دُعا تو اندر والا سُنے گا، دیکھے گا، پہچانے گا، جواب دے گا اور باہر والا نہ سُن پائے گا گویا اندر والا زندہ اور باہر والا مُردہ ہے اور اس عقیدے کو انہوں نے اپنی ساری کتابوں میں لکھا ہے میں نے فوٹو تک دیئے ہیں، آپ دیکھیں چاہے الوسیلہ ہو، چاہے اقتضائے صراطِ مستقیم ہو، چاہے فتاوے ہوں سب کے اندر یہی عقائد بھرے ہوئے ہیں، یہ ابنِ تیمیہ جو مانے جاتے ہیں یہ ہیں

توحید کے علمبر دار، یہ ابنِ قیم، احمد بن حنبل کے متعلق بھی یہی ہے اب یہ کہیے کہ کسی اور نے ملا دیا ہے تو یہ اور بات مگر امر واقعہ یہی ہے۔

قیامت کے دن سات آدمی عرش کے سائے تلے ہونگے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سات لوگوں کو اللہ اپنے (عرش کے) سائے میں رکھے گا جس دن اُس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا:

1: عادل حکمران۔ 2: وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پلا (جوان ہوا) ہو۔ 3: وہ آدمی جس کا دل مسجد سے نکلنے کے بعد واپس آنے تک مسجد ہی میں اٹکا رہتا ہے۔ 4: وہ آدمی جو ایک دوسرے سے صرف اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں اِسی پر جمع ہوتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں۔ 5: وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اِس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ 6: وہ آدمی جسے حسب نسب والی ایک خوبصورت عورت نے (گناہ کی) دعوت دی تو اِس نے کہا: میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ 7: وہ آدمی جو صدقہ کرے تو اِسے اتنا خفیہ رکھے کہ (گویا) اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ (مسلم، کتاب الایمان)

نیکی کا حُکم دینا اور بُرائی سے روکنا

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بُلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔ (آل عمران: ۱۰۴)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اللہ کی مقرر کردہ حدود پر قائم ہے اور وہ جو ان سے تجاوز کرنے والا ہے اِن دونوں کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جو کسی کشتی میں قرعہ اندازی کر کے سوار ہوئے۔ بعض اس کے اُوپر والے حصے میں تھے اور بعض اس کے نچلے حصے میں۔ جب نیچے والوں کو پانی کی ضرورت ہوئی تو وہ اپنے اُوپر والے ساتھیوں کے پاس گئے۔ پھر انہوں نے آپس میں کہا کہ کیوں نہ ہم اپنے حصے میں ایک سوراخ کر کے دریا میں سے پانی حاصل کرلیں اور اپنے اُوپر والوں کو تکلیف نہ دیں۔ تو اگر اُوپر والے ان کو اِن کے حال پر چھوڑ دیں اور ان کو اس کام سے نہ روکیں تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر انہیں روک دیں تو سارے کے سارے نجات پائیں گے۔" (صحیح بخاری)

کشتی والوں کی اس مثال کے ذریعے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے آسان اور مؤثر انداز میں "**اَمر بالمَعرُوف** اور **نَہِی عَنِ المُنکر**" کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے۔ اگر معاشرے میں پھیلے ہوئے کفر و شرک اور بدعات کی نشاندہی نہ کی جائے، اور جو جس خرابی میں مبتلا ہو اس کو اس سے نہ روکا جائے تو تباہی کا ریلا سب کو ایک ساتھ بہا کرلے جائے گا۔ اس لئے اس اجتماعی تباہی سے بچنے کے لئے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا عمل مسلسل جاری رہنا چاہیے کہ اسی میں ہر ایک کی سلامتی ہے۔ بصورتِ دیگر "اپنے مسلک کو چھوڑو نہیں اور دوسرے کے مسلک کو چھیڑو نہیں" پر عمل کرتے رہے تو نادانوں کے ہاتھوں آنے والی تباہی اور عذاب سے دانا لوگ بھی نہ بچ سکیں گے۔ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری ایسی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی شخص اس کی طرف سے غافل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان اور نیک عمل کے باوجود اس کو معاف نہیں کرتا اور جب عذاب آتا ہے تو سب سے پہلے اسی کو اس کا مزہ چکھنا پڑتا ہے:

جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ کو حکم فرمایا کہ فلاں شہر کو اس کے باسیوں سمیت اُلٹ دو۔ جبرائیلؑ نے عرض کیا کہ مالک اس شہر میں تو تیرا وہ فلاں بندہ بھی ہے جس نے پلک جھپکنے کی مدت کے برابر بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ (کیا اس کو بھی دوسروں کے ساتھ اُلٹ دیا جائے) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اس بستی کو اُلٹ دو پہلے اس پر اور پھر دوسروں پر۔ کیونکہ اس کا چہرہ میری نافرمانی ہوتے ہوئے دیکھ کر کبھی غصہ اور ناراضگی سے متغیر نہیں ہوا۔ (بیہقی)

حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور بُرے کاموں سے روکو گے، ورنہ عنقریب تم پر اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے عذاب نازل فرمائے گا۔ پھر تم اس سے دُعائیں مانگو گے اور وہ دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ (رواہ الترمذی)

اِسی بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں واضح فرمایا ہے کہ:

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاۗصَّةً (الانفال: ۲۵)

"اور اس فتنے سے ڈرو جس کی زد میں تم میں سے صرف ظالم لوگ ہی نہ آئیں گے۔"